جگر گوشہ بتول

اُم المصائب

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

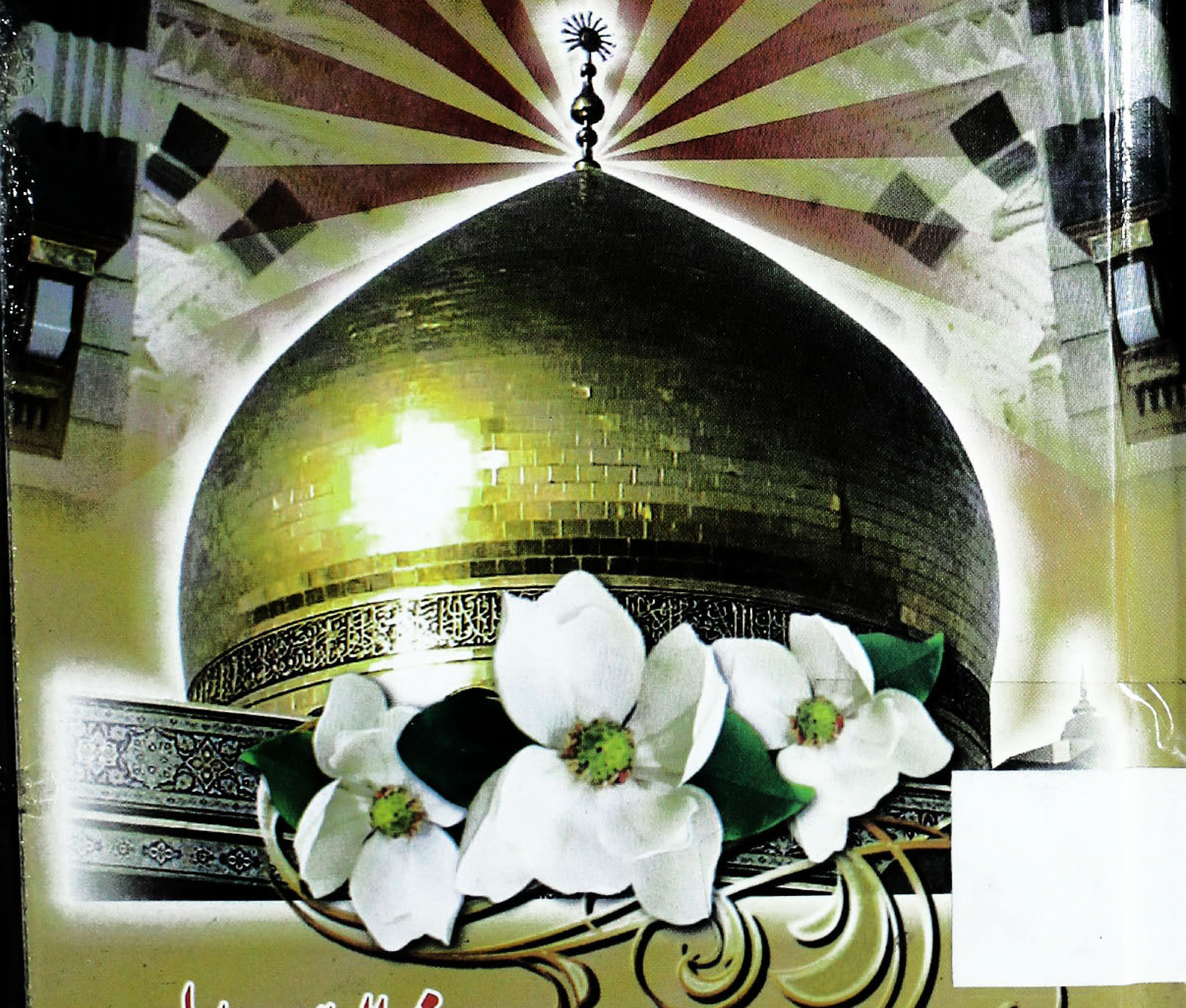

محمد الیاس عادل

Marfat.com

جگر گوشہ بتول

اُم المصائب

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

DATA ENTERED

محمد الیاس عادل

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

ہماری کتابیں، معیاری کتابیں
خوبصورت اور کم قیمت کتابیں

ناشر: مشتاق احمد
اہتمام: سلمان منیر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

۱۲۵۶۳۰

نام کتاب	—	اُم المصائب سیدہ زینبؑ
مصنف	—	محمد الیاس عادل
مطبع	—	آر۔آر پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ	—	گل گرافکس
ڈیزائن	—	عاطف بٹ
اشاعت	—	2016ء
قیمت	—	روپے

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما کر شکریہ ادا کرنے کا موقع فراہم کریں تا کہ اگلے ایڈیشن میں درستگی کی جا سکے۔ شکریہ

Marfat.com

فہرست

*	ابتدائیہ	11
*	حضرت سید زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما	15
*	ولادت باسعادت	15
*	بچپن کے دن	15
*	حجۃ الوداع کے موقع پر	16
*	حضور ﷺ کے وصال کے موقع پر	17
*	سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے موقع پر	18
*	والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد	20
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ازدواجی زندگی	21
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی	22
*	نیک سیرت میاں بیوی	23
*	والد ماجد کی شہادت	24
*	بہترین گھر والی	25

Marfat.com

*	فصاحت و بلاغت میں بے مثال	25
*	خاوند کی سخاوت کا انداز	26
*	مکہ مکرمہ سے کربلا تک	30
*	کوفہ کی صورتحال کی خبر	32
*	حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کا خط	33
*	حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فکر مندی	33
*	قافلہ آگے بڑھ گیا	35
*	بھائیوں اور بہن سے مشورہ	37
*	راستہ روک لیا گیا	38
*	وادی نینوا میں	39
*	قافلہ کربلا میں	40
*	فرات پر پہرے	41
*	ایک شب کی مہلت	42
*	خیمہ اہل بیت کی کیفیت	43
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹوں کا جذبہ	46
*	کوئی ساتھ چھوڑ کر جانے کیلئے تیار نہیں ہوا	48

Marfat.com

✻	نماز فجر کا وقت ہو گیا	50
✻	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جذباتی کیفیت	51
✻	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھتیجے کی لاش پر	53
✻	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا زاد بھائیوں کی شہادت	56
✻	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹوں کی شہادت	59
✻	بیٹوں نے ماموں سے اجازت مانگی	63
✻	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے چینی	64
✻	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے میدان جنگ میں	67
✻	زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال بے جگری سے لڑے	70
✻	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بیٹوں کی لاشیں	76
✻	عبداللہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت	78
✻	حضرت قاسم بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت طلبی	81
✻	امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے بھی شہید ہو گئے	82
✻	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائیوں کی شہادت	84
✻	پیاسے بچوں کی بے قراری	86
✻	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تشویش	87

Marfat.com

*	اہل بیت تک پانی پہنچنے نہ دیا	88
*	حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو گئے	89
*	خواتین کی کیفیت	90
*	حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت	92
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھائی سے گفتگو	94
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	96
*	امام عالی مقام کا دشمنوں سے خطاب	98
*	امام عالی مقام فرات تک پہنچ گئے	100
*	اہل بیت کے خیموں کا محاصرہ	102
*	زبردست لڑائی	103
*	شہادت امام عالی مقام	104
*	کوفہ سے دمشق تک	106
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سفر	106
*	اہل بیت کے خیموں میں لوٹ مار	106
*	شہداء کی بے حرمتی	107
*	اہل بیت کا قافلہ کوفہ کی طرف	109

Marfat.com

*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فریاد	110
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دلدوز آواز میں فریاد کرتے ہوئے کہا	110
*	کوفہ کے بازاروں میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطاب	111
*	کوفہ میں دوبارہ پھرایا گیا	115
*	ابن زیاد کی گستاخی	116
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلیری	118
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے قراری	121
*	حق بات کہنے کی سزا	122
*	دمشق کی طرف روانگی	122
*	یہودی بزرگ کا قبولِ اسلام	125
*	قیدی قافلے کا دمشق میں داخلہ	126
*	یزید کے محل میں	127
*	یزید کی گستاخی	128
*	یزید کا متکبرانہ انداز	130
*	یزید کی منافقت	132
*	سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فریاد	135

Marfat.com

*	امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطالبات	136
*	جامع مسجد دمشق میں خطبہ	137
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دربار یزید میں خطاب	140
*	دمشق سے مدینہ طیبہ تک	145
*	قافلہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا	147
*	میدانِ کربلا سے گنبدِ خضریٰ تک	150
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پکار	152
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مناجات میں مشغولیت	154
*	کوفہ میں داخلہ	155
*	جامع مسجد کوفہ میں	158
*	دمشق روانگی	158
*	کارواں مدینہ منورہ کی طرف	161
*	قافلہ منزل پر آ گیا	164
*	کربلا کے مسافر مدینہ طیبہ میں	164
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا روضہ رسول ﷺ پر	168
*	وصال مبارک	172

Marfat.com

*	سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت (کربلا کے حوالے سے)	175
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سالارِ قافلہ	175
*	حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دردناک مرثیہ	176
*	امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دینا	176
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا عاشورہ سے آگاہ تھیں	177
*	شخصیت میں متاثر کن تبدیلی	178
*	سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لہجے میں زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطبہ	179
*	خطبے کے مختلف پہلو	180
*	ملامت وسرزنش کرنا	180
*	جُرم سے آگاہ کرنا	180
*	ضمیر کو جھنجھوڑنا	181
*	اللہ تعالیٰ کے انتقام سے ڈرانا	181
*	دشمنوں کے نرغے میں جرات کا مظاہرہ	181
*	اے ابن زیاد! تم فاسق وفاجر ہو	183
*	ابن زیاد کی جھنجلاہٹ	184

Marfat.com

*	سیدہ زینبؓ کی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت	185
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے یزید کی خاموشی	186
*	یزید پر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رعب ودبدبہ	188
*	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت کا عروج	189
*	ماخذ کتب	190

***

Marfat.com

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں عظیم المرتبت خاتون، اُم المصائب سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر جن کے نانا سرور کائنات، فخر موجودات، سردارِ عالم، سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین، محبوب ربِ العالمین، صاحبِ قابِ قوسین، نبی الحرمین، امام القبلتین، شمس الضحیٰ، بدرالدجیٰ، صدرالعُلا، نور الہدیٰ، راحت العاشقین، مراد المشتاقین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کی نانی سیدۃ النساء، صدیقۃ المومنات، عفتِ مآب، اُم المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

جن کی والدہ جگر گوشہ رسول، سیدۃ النساء العالمین، سیدۃ النساء اہل الجنۃ، زاکیہ، صابرہ، طاہرہ، مطہرہ، زاہرا، راضیہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جن کے والد حیدر کرار، فاتح خیبر، سرخیل اولیاء، بحرعلم وحکمت، امام المشارق والمغارب، مخزن سخاوت، پیشوائے طریقت، رازدانِ شریعت، مظہر العجائب، شیر خدا، بابِ العلم، ابو الحسن والحسین امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم وفضل میں درجہ کمال پر فائز تھیں آپ کو فصاحت وبلاغت اور زور بیان ورثہ میں ملا، علم وحکمت کے خزانوں کے انمول موتی اپنے گھر سے ہی سمیٹے۔ زہدوتقویٰ، عقل ودانش، فہم وفراست، حق گوئی وبیباکی، شجاعت، عبادت وشب بیداری، عفت وعصمت، جرأت وہمت میں بے مثال تھیں۔ واقعہ کربلا سے اہل بیت کا لُٹا پٹا مظلوم قافلہ جب کوفہ میں داخل ہوا تو ہزاروں کوفی انہیں دیکھنے

Marfat.com

کے لئے جمع ہو گئے تھے ان بے وفا کوفیوں کے ہجوم کو دیکھ کر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکیں اور پکار کر فرمایا۔

''لوگو! اپنی نظریں نیچی رکھو یہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کی لٹی ہوئی اولاد ہے۔''

اس کے بعد انہوں نے اہل کوفہ کے سامنے ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ جسے سُن کر کوفیوں کے اوسان خطا ہو گئے انہوں نے پروردگار عالم کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

''اے کوفیو! اے مکارو! اے عہد شکنو! اپنی زبان سے پھر جانے والو! اللہ کرے تمہاری آنکھیں روتی رہیں، تمہاری مِثال اُن عورتوں کی سی ہو جو خود سُوت کاتتی اور پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہیں۔ تم نے خود ہی میرے بھائی سے رشتہ بیعت جوڑا اور پھر خود ہی توڑ ڈالا، تمھارے دلوں میں کھوٹ اور کینہ ہے تمہاری فطرت میں جھوٹ اور دغا ہے، خوشامد، شیخی اور عہد شکنی تمہارے خمیر میں ہے تم نے جو کچھ آگے بھیجا ہے وہ بہت بُرا ہے۔ تم نے رسول اللہ ﷺ کے فرزند کو جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں قتل کیا ہے، اللہ کا قہر تمہارے انتظار کر رہا ہے۔''

آہ کوفے والو! تم نے ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے جو مُنہ بگاڑ دینے والا اور مصیبت میں مبتلا کر دینے والا ہے۔ یاد رکھو! تمہارا پروردگار نافرمانوں کی تاک میں رہتا ہے اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔''

پھر جب ان کو ابنِ زیاد کے دربار میں لے جایا گیا تو ابنِ زیاد نے ان کو گھور کر دیکھا اور کہا خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہاری جدتوں کو جھٹلایا۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جراٴت و بے باکی سے جواب دیا' اللہ کا شکر ہے کہ جس نے اپنے رسولِ کریم ﷺ کے ذریعے ہمیں عزت عطا فرمائی۔ انشاء اللہ تعالیٰ فاسق رسوا ہوں گے اور جھٹلائے جائیں گے۔ ابن زیاد نے جراٴت و استقامت کا یہ مظاہرہ دیکھا تو کہا تم نے دیکھا' تمہارے بھائی اور اس کے ساتھیوں کا کیا حشر ہوا؟

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑے حوصلے سے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے انہیں مرتبہ شہادت پر فائز کیا، بہت جلد وہ اور تم داور محشر کے سامنے جمع ہو گے اس وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کا کیا حشر ہوتا ہے۔ابن زیاد نے یہ سنا تو کوئی جواب بن نہ پڑا کہنے لگا' بنی ہاشم کے سب سے سرکش شخص کے قتل سے میرا دل ٹھنڈا ہو گیا ہے۔میدانِ کربلا میں ہونے والے ظلم وستم کی انتہا سے ابن زیاد کے خوش ہونے پر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دُکھی دل پر ایسی چوٹ لگی کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے فرمایا:

''اللہ کی قسم! تو نے ہمارے گھر والوں کو نکالا، ہمارے ادھیڑوں کو قتل کیا، ہماری شاخوں کو کاٹا، ہماری جڑوں کو اکھاڑا، اگر اسی سے تمہارا دل ٹھنڈا ہونا تھا تو ہو گیا۔''

یہ سن کر ابن زیاد لاجواب ہو گیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یزید کے دربار میں پہنچ کر جرأت سے خطاب کیا تو آپ کا یہ خطاب بھی فصاحت و بلاغت کا اکمل ترین نمونہ تھا۔فرمایا:

''اے یزید! رسول کی بیٹی، علی کی بیٹی تمہارے ساتھ کسی ایسی زبان میں گفتگو نہیں کر رہی جو تمہاری سمجھ سے بالاتر ہو اور مت بھولو کہ تم خاتون جنت فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی بیٹی سے مخاطب ہو اپنی غیر شریفانہ گفتگو سے اسلامی شرافت کو شرمندہ نہ کرو، اس کے دائرے میں رہتے ہوئے بات کرو، کُتا شیرنی پر حملہ نہیں کر سکتا اور نہ مُردار کھانے والی گِدھ باز پر جھپٹ سکتی ہے تم انسانیت کی پیشانی پر ذلت وظلمت کا داغ ہو۔امام زمانہ کو قتل کر چکنے کے بعد تم اب ہم کو زنجیروں میں جکڑ کر ہمارے خون سے اپنی ذلیل تلواروں کے منہ پر بہادری کا غازہ ملنا چاہتے ہو، تُف ہے تم پر۔''

''اے یزید! گردش ایام وافلاک اور ہجوم آفات نے مجھے تجھ سے مخاطب ہونے پر مجبور کر دیا ہے، یاد رکھ اللہ رب العزت ہمیں زیادہ عرصہ تک اس حال میں نہ

Marfat.com

رکھے گا ہمارے مقاصد کو ضائع نہ کرے گا۔تو نے ہمیں نقصان نہیں پہنچایا اپنے آپ کو پہنچایا ہے۔۔۔۔آہ تیرے لوگوں نے دوش رسول کے سوار اور اس کے بھائیوں، بیٹوں اور ساتھیوں کو نہایت بے دردی سے ذبح کر دیا۔انہوں نے پردہ نشینانِ اہل بیت کی بے حُرمتی کی۔اے کاش تو اس وقت شہیدانِ کربلا کو دیکھ سکتا تو اپنی ساری دولت وحشمت کے بدلے ان کے پہلو میں کھڑا ہونا پسند کرتا،ہم عنقریب اپنے نانا (رسول اللہ ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوکر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہنچے ہیں اور یہ اس جگہ ہوگا جہاں اولادِ رسول اور ان کے ساتھی جمع ہوں گے۔ان کے چہروں کا خون اور جسموں کی خاک صاف کی جائے گی۔وہاں ظالموں سے بدلہ لیا جائے گا۔امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے ساتھی میرے نہیں اپنے خالق کے پاس زندہ ہیں اور وہی ان کے پاس کافی ہے وہ عادلِ حقیقی، نبی کریم ﷺ کی اولاد اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے والوں سے ضرور بدلہ لے گا۔وہی ہماری امید گاہ ہے اور اسی سے ہم فریاد کرتے ہیں۔"

زیر نظر کتاب میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مبارک زندگی اور عظیم المرتبت متاثر کن شخصیت کے تمام پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے۔کتاب ہذا سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیات مبارکہ کے حوالے سے ایک مستند اور جامع تصنیف ہے۔اہل بیت اطہار سے محبت وعقیدت رکھنے والوں کے لئے ایک بہترین تحفہ ہے۔

محمد الیاس عادل

Marfat.com

حضرت سید زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ولادت باسعادت

نائبۃ الزہرا، راضیہ بالقدر والقضاء، شریکۃ الحسین، عابدہ، فاضلہ، زاہدہ، شجاعہ، فصیحہ، اُم المصائب، حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت جمادی الاول پانچ ہجری کو مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ اپنی نواسی کی پیدائش کے موقع پر حضور سرکار دوعالم ﷺ مدینہ طیبہ میں موجود نہیں تھے تقریباً تین دن کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیت اطہر میں تشریف لائے نواسی کو گود میں لیا دہن مبارک میں کھجور چبائی اور پھر لعاب دہن مبارک بچی کے مُنہ میں ڈالا اس کے بعد آپ ﷺ نے پیاری نواسی کا نام زینب تجویز کیا اور ارشاد فرمایا یہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی ہمشکل ہے۔ حضور سرکار دوعالم ﷺ نواسی کو گود میں اُٹھا کر بہت خوشی ومسرت کا اظہار فرمار ہے تھے۔

بچپن کے دن

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بچپن کے دن مدینہ طیبہ میں اپنے نانا حضور سرکار دوعالم ﷺ، اپنے والد ماجد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنی والدہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سایہ عاطف میں گزارے۔ کہا جاتا ہے کہ بچپن میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک خواب دیکھا کہ زبردست آندھی چل رہی ہے زمین سے آسمان تک تاریکی چھا گئی ہے تیز آندھی نے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دھکیلنا شروع کر دیا اچانک ہوا کا ایک زوردار تھپیڑا آپ کو اُٹھا کر کسی بلند

Marfat.com

وبالا درخت کی شاخوں میں پھینک جاتا ہے اسی لمحے آپ اس درخت کی ایک شاخ کو مضبوطی سے تھام لیتی ہیں مگر یہ شاخ بھی ٹوٹ جاتی ہے فوراً ہی آپ درخت کی دو چھوٹی چھوٹی ٹہنیوں کو پکڑ لیتی ہیں جب ان کا ساتھ بھی چھوٹ جاتا ہے تو آپ بغیر کسی سہارے کے نیچے گرنے لگتی ہیں علی الصبح سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بیدار ہوئیں تو اپنا خواب والد ماجد حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا۔

اس کے بعد دونوں باپ بیٹی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا خواب بیان کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اے بیٹی! خواب میں درخت سے مراد تیرے نانا ہیں جو عنقریب دنیا سے پردہ فرمائیں گے اور اس درخت کی شاخیں تمہارے والدین علی المرتضٰی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور سیدہ فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں۔ دو چھوٹی ٹہنیاں تمہارے دونوں بھائی حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ یہ سب تمہاری حیات میں تم سے جُدا ہوں گے اور ہر بار تمہارے صبر کا امتحان لیا جائے گا۔

(کاروانِ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حجۃ الوداع کے موقع پر

اسلام میں حج 9 ھ میں فرض ہوا اسی سال حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج بنایا اور تین سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے ہمراہ کیا تاکہ سب کو حج کرائیں۔ ان کے بعد حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کیا کہ وہ سورہ براءت کا اعلان کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علی المرتضٰی نے سورہ براءت کی پہلی پچیس آیات کو مع ان احکام کے پڑھ کر سنایا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہونے پائے اور کوئی شخص برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہ کر سکے گا۔

Marfat.com

اگلے برس 10 ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا سارے عرب میں یہ خبر پھیل گئی مسلمان جوق در جوق اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے جمع ہونے لگے اس اجتماع میں ہر درجے اور ہر طبقے کے لوگ تھے 25 ذی قعدہ ہفتہ کے روز حضور سرکار دوعالم ﷺ نے کوچ فرمایا حجۃ الوداع کے اس موقع پر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھیں اس وقت ان کی عمر مبارک پانچ سال کی تھی اور یہ ان کا پہلا سفر تھا۔

حضور ﷺ کے وصال کے موقع پر

حضور نبی کریم ﷺ 29 صفر 11 ھ پیر کے روز ایک جنازے سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ہی سر درد شروع ہو گیا۔ بیماری کی حالت میں باری باری ایک ایک زوجہ مطہرہ کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے جاتے۔ آخر جب مرض نے زور کیا تو ازواج مطہرات سے اجازت لی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں قیام فرمائیں۔ کمزوری اتنی تھی کہ بغیر سہارے کے نہیں چل سکتے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بازو تھامے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں لائے۔

وفات کے دن یعنی 12 ربیع الاول یعنی پیر کے روز بظاہر طبیعت ہلکی تھی حجرہ مبارک مسجد سے ملا ہوا تھا حضور ﷺ نے صبح کے وقت پردہ اُٹھا کر دیکھا تو لوگ فجر کی نماز میں مشغول تھے یہ دیکھ کر حضور ﷺ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ظاہر ہوئی۔ لوگوں نے آہٹ پا کر خیال کیا کہ حضور ﷺ باہر آنا چاہتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو امام تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں لیکن حضور ﷺ نے اشارہ سے روکا اور حجرہ کے اندر ہو کر پردہ چھوڑ دیا۔ جب دن چڑھا تو پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا۔ کان میں کچھ بات کہی، وہ رو پڑیں پھر کچھ اور بات کہی تو وہ ہنس

Marfat.com

پڑیں۔حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ پہلی بات حضور ﷺ نے یہ فرمائی تھی کہ اہل بیت میں سے تم ہی میرے پاس سب سے پہلے پہنچو گی۔(یعنی وفات ہو گی)

دن جیسے جیسے چڑھتا جا رہا تھا حضور ﷺ پر غشی طاری ہو رہی تھی۔حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ دیکھ کر بولیں۔آہ! کتنی بے چینی ہے۔حضور ﷺ نے سنا تو فرمایا' تیرے باپ کو آج کے بعد کوئی بے چینی نہیں ہو گی۔پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اپنے بچوں کو بلاؤ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے سب بچوں کو حضور ﷺ کے پاس لے آئیں اپنے شفیق نانا حضور سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھ کر سب بچے رونے لگے سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کے سینہ مبارک پر اپنا سر رکھ دیا۔حضور ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیشانی چومی اور اپنا دست شفقت ان کے سر پر پھیر کر دلاسہ دیا۔حضور سرکار دو عالم ﷺ کے ظاہری وصال کے وقت سیدہ زینب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک تقریباً چھ برس تھی۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے موقع پر

جب حضور سرکار دو عالم ﷺ نے وصال فرمایا تو ہر طرف قیامت صغریٰ کا عالم تھا۔حضور ﷺ کے وصال کے غم میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بے قرار ہو گئے اس موقع پر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلی کیفیت بہت غمزدہ تھی۔اہل سیر کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد کسی نے بھی سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہنستے نہیں دیکھا۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد ماجد حضور نبی کریم ﷺ کی یاد میں اکثر گریہ وکناں رہتی تھیں۔حضور سرکار دو عالم ﷺ کے وصال کو ابھی زیادہ عرصہ

Marfat.com

نہیں گزرا تھا کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا کو بھی خالق حقیقی کی طرف سے بلاوا آن پہنچا اور بے شک وہ اسی دن سے اس کی منتظر تھیں جب حضور ﷺ نے اپنی یہ بشارت دی تھی کہ آخرت میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ اس وقت کے آنے سے پہلے سیدہ فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بچوں اور اپنے خاوند کو اپنے پاس بلایا اور اپنی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمائی کہ اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا۔ آپ نے یہ وصیت اس لئے فرمائی کہ حضور ﷺ تو پہلے ہی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دے چکے تھے۔ اس ضمن میں حضرت اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آج میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے میں سخت پریشان ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' مجھے خواب سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آپڑا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' یہ تو بہت اچھا خواب ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ عنقریب میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ بیٹا عطا فرمائے گا جو تیری گود میں پرورش پائے گا۔

حضرت اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بیٹے (امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ولادت ہوئی ایک روز میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گود میں اُٹھائے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ کی گود میں دے دیا۔ حضور ﷺ نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیار کیا اور چشمانِ اطہر سے آنسو جاری ہوگئے۔ میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا' اے اُم فضل! مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میرے بعد میری اُمت اس فرزند کو ظلماً شہید کرے گی اور یہ کئی دنوں کا بھوکا اور پیاسا ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف۔ طبرانی کبیر، بیہقی، تہذیب التہذیب)

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمانے کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد میری بھانجی امامہ بنت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کیجئے گا وہ میرے بچوں کے لئے پیار کرنے والی ماں ثابت ہوگی اور میرے بچوں کی اچھے طریقے سے دیکھ بھال کرے گی۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ جب میں دُنیا سے رخصت ہو جاؤں تو مجھے رات میں دفن کرنا تاکہ نامحرموں کی آنکھیں میرے جنازہ پر نہ پڑیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز عشاء کے بعد تین رمضان المبارک 11 ہجری کو وصال فرما گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ ایک قول کے مطابق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی جبکہ ایک قول کے مطابق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ جنت البقیع میں رات کے وقت دفن کی گئیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف شب کے وقت جب تدفین مکمل کر کے گھر واپس لوٹے تو اپنے معصوم بچوں کے غمناک چہرے دیکھ کر اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکے چھ سالہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دائیں بائیں پہلوؤں میں بٹھایا اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاس کرتے ہوئے ان کے چہرے پر بوسہ دیا اور سب بچوں کو تسلی دی۔

والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے والدہ ماجدہ کی وفات دوسرا بڑا صدمہ تھا اس سے قبل نانا پاک کی وفات کا صدمہ ابھی تازہ ہی تھا اس لئے اس دوسرے بڑے صدمے کا آپ پر اس قدر گہرا اثر ہو کہ کم عمری میں ہی سنجیدگی اور متانت عمل و کردار پر غالب آ گئی۔ دونوں بھائیوں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کی نگہداشت بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دینے لگیں۔اپنی چھوٹی بہن حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بے حد خیال رکھتیں۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے آرام وسکون کی پرواہ کیے بغیر اپنے دونوں بھائیوں پر ایسے احسن انداز میں توجہ دیتیں کہ والد ماجد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پیاری بیٹی کی تعریف کئے بغیر نہ رہتے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخوبی جانتے تھے کہ ان کی لخت جگر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس دنیاوی زندگی میں بہت سے کڑے امتحانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا اور مستقبل میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت جیسے عظیم سانحہ میں ظلم وستم اور کرب وتکالیف برداشت کرنی ہوگی۔چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت کے مطابق سیدہ امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کر لی تھی اس لئے سیدہ امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنی خالہ کے بچوں کی دیکھ بھال میں شفقت و پیار سے پیش آتی تھیں جبکہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے کام کاج میں باقاعدگی سے ہاتھ بٹاتی تھیں۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی بہن سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دونوں بھائی باقاعدگی سے اپنے پیارے نانا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضئہ انور پر حاضری دیتے پھر جنت البقیع میں والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کر کے اپنے دلوں کو سکون پہنچاتے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ازدواجی زندگی

سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب سن بلوغت کو پہنچی تو کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے بیٹوں کے لئے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کی درخواست کر چکے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض کو انکار کر دیا اور بعض کی درخواست پر خاموشی اختیار کی اور کوئی جواب نہ دیا۔اسی دوران قبیلہ کندہ کے رئیس اشعث بن قیس نے بھی سیدہ زینب

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پیغام نکاح بھیجا جس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بنو ہاشم کے نوجوانوں کی طرف سے شادی کے پیغام آنا شروع ہوئے تو آپ نے اپنے بھائی جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنی بیٹی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بڑے پاکیزہ اخلاق کے حامل تھے اور صورت وسیرت میں جوانانِ قریش میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے ان کی پیدائش حبشہ میں ہوئی مدینہ طیبہ میں رہائش اختیار کی خود بھی سخی اور سخی ذوالجناحین باپ کے بیٹے جود وسخا اور عزوکرم کے اعلیٰ معیار پر فائز بنو ہاشم کے یہ چشم و چراغ وخوش نصیب صحابی ہیں جن کے حق میں نبی کریم ﷺ نے برکت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا:

''اے اللہ! اس کی تجارت میں برکت عطا فرما۔''

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہم شکل تھے حضور ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے کہ

''عبداللہ عادت اور شکل صورت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔''

(سیر الاعلام النبلاء جلد سوم ص458)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاندان کے چند بزرگوں کے ہمراہ مسجد میں تشریف لائے اور نہایت سادہ طریقے سے اپنی لخت جگر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھا دیا۔

۱۴۵۶۳۰

Marfat.com

نیک سیرت میاں بیوی

بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فہم وفراست اور حسن بصیرت سے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے ایسے نوجوان کو منتخب کیا جس کا باپ جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب کا بیٹا تھا۔اور جو غزوہ موتہ 8 ہجری میں بحثیت سپہ سالار اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔اور حدیث نبوی ﷺ کے مطابق جنت میں فرشتوں کے ہمراہ محو پرواز ہیں۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دختر کو اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کیا۔عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش ان کی والدہ اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور والد جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی مگر ان کی شہادت کے بعد اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح خلیفہ اول اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند سال نبی کریم ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی اور پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض یاب ہوئے۔خلیفہ اول کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ جعفر کی والدہ اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اور کافی عرصہ بھتیجے کی دیکھ بھال کرتے رہے۔

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 6 ہجری تک تقریباً 13 سال حبشہ میں مہاجرین کی زندگی گزارتے رہے اور تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رکھا۔فتح خیبر کے روز مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور پھر 8 ہجری 42 سال کی عمر میں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم شباب میں بہت مہمان نواز اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔آپ فقراء اور غریبوں کے مددگار اور سخاوت میں مشہور تھے۔آپ مساکین پر فراخدلی سے خرچ کرتے،بیواؤں کی حاجت روائی اور یتیموں کی دادرسی کرتے تھے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالدار تاجر تھے

Marfat.com

اور راہِ حق میں مالک حقیقی کی رضا جوئی کیلئے کھلے دل سے دولت لٹاتے تھے۔رب رحیم نے شریک حیات بھی ایسی عطا فرمائی جس کا گھرانہ نبی رحمت ﷺ کے اخلاق وصفات سے بہرہ ور تھا۔سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربیت اسی ماحول میں ہوئی جہاں جان ومال اور راحت وآسائش کی قربانی دینا قرب الٰہی کا ذریعہ تھا۔ان کی ذہنی ارتقاء اورفکری صلاحیتوں کو ابھارنے میں کاشانہ نبی ﷺ کی جھلک واضح تھی۔

سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک پاکباز،فرمانبردار،بیوی کی طرح اپنے شوہر کے ساتھ ازدواجی زندگی کا آغاز کیا۔حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ ان کی شریک سفر اللہ کو بہت یاد کرنے والی اور تہجد گزار لڑکی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے گہری محبت رکھنے والا کنبہ دنیاوی مشکلات کو بھی اپنے لئے پوشیدہ رحمت سمجھتا تھا۔سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھریلو امور سے فارغ ہوکر خوش الحانی سے تلاوتِ قرآن کریم کرتیں اور ہمیشہ لسان کو ذکر الٰہی سے معطر رکھتیں۔حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خوش اخلاق اور حساس طبیعت کے مالک تھے اور زوجہ محترمہ کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ان کے ہاں 4 بیٹے،علی،عون،محمد،عباس اور ایک بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کے سلسلے میں اکثر کوفہ اور بعض اوقات شام جایا کرتے تھے۔جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے آغاز میں کوفہ کو دارالخلافہ بنالیا تو سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے اہل بیت بھی کوفہ میں رہائش پذیر ہوگئے۔

والد ماجد کی شہادت

رمضان المبارک 40 ہجری کو سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبدالرحمٰن ملجم نے کوفہ میں نماز فجر کے وقت حملہ

Marfat.com

کر کے زخمی کر دیا اس زخم کے صدمے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند دن بعد رمضان المبارک 40 ہجری کو شہید ہو گئے ان کی عمر مبارک اس وقت تریسٹھ سال تھی۔ بیٹوں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور داماد حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو غسل دیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس موقع پر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا باپ کے سایہ عاطفت سے محرومی کے باعث انتہائی غمگین تھیں اور بلاشبہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے یہ تیسرا بڑا عظیم سانحہ تھا جسے آپ نے صبر و استقامت سے برداشت کیا۔

بہترین گھر والی

سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ازدواجی زندگی نہایت خوشگوار تھی آپ اپنے شوہر کی بے حد خدمت گزار تھیں اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کی دل جوئی میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے تھے گھر امن وسکون کا گہوارہ تھا مگر گھر میں اگرچہ لونڈیاں بھی تھیں اور خادمؓ بھی مگر پھر بھی گھر کا زیادہ تر کام کاج سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ہاتھوں سے کر کے خوش ہوتی تھیں بچوں کی تربیت کا پورا پورا خیال رکھتیں آپ بے شمار خوبیوں کی مالکہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ''زینب بہترین گھر والی ہے۔''

فصاحت و بلاغت میں بے مثال

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے نانا سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت محبت اور نگرانی میں پرورش پائی تھی۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھیں اور ان سے زندگی گزارنے کے طریقے سیکھے۔ سیدنا زینب

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابھی چھوٹی بچی ہی تھیں کہ ان کے نانا رسول کریم ﷺ وصال فرما گئے پھر چند ماہ ہی اس عظیم سانحہ کو گزرے تھے کہ والدہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔انہوں نے اپنے والد محترم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم کا ایک مخزن پایا علم وفضل میں درجہ کمال پر دیکھا ان کی صحبت میں رہ کر علوم کے موتی چنے اور پھر وہ مقام حاصل کیا کہ علم وادب، معرفت، فصاحت وبلاغت میں بے مثال بن گئیں۔وعظ ونصائح میں آپ مرتبہ کمال پر فائز تھیں۔

37ہجری میں جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوفہ میں آکر مقیم ہو گئی تھیں۔کوفہ میں آپ کے علم وفضل کی شہرت ہر طرف پھیل گئی آپ نے درس وتدریس، وعظ وہدایت اور پندونصائح کا کام اس خوبی سے انجام دینا شروع کیا کہ بے شمار خواتین آپ کی مجلس سے مستفید ہو کر عالمہ فاضلہ بن گئیں اور اسلامی تعلیمات کی روشنی سے کوفہ کا ہر مسلم گھرانہ منور ہو گیا۔

سیدہ زینب بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حدیث بیان کرنے کا شرف بھی حاصل ہے چنانچہ ابن عساکر نے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے ایک روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قوم کا غلام انہی میں سے ہوتا ہے۔''

(تاریخ دمشق ص120)

خاوند کی سخاوت کا انداز

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ سخی تھے دل کھول کر سخاوت کیا کرتے تھے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے خاوند کو دل کھول کر سخاوت کرتے ہوئے دیکھتیں تو زیادہ خوش ہوتیں انہیں حضرت

Marfat.com

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس طرح سخاوت کرنے کا انداز بہت اچھا لگتا کیونکہ ان کو بھی سخاوت کا یہ انداز خاندانِ نبوت سے ورثے میں ملا تھا اور پھر اہل بیت کی سخاوت تو مشہور تھی۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی مروان بن حکم کے پاس آیا اور اپنی ضروریات کے لئے مدد طلب کی۔اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے پاس تو کچھ نہیں آپ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائیں چنانچہ وہ اعرابی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان اشعار میں اپنا مُدعا بیان کیا۔

ابو جعفر من اهل بيت نبوة
صلاتهم للمسلمين طهور
ابا جعفر ان الحجيج ترحلوا
وليس لرحلى فاعلمن بعير
ابا جعفر ضن الامير بماله
وانت على مافى يديك امير
ابا جعفر يا بن الشهيد الذى له
جناحان فى اعلىٰ الجنان يطير
ابا جعفر ما مثلك اليوم ارتجى
فلا تتركنى بالغلاة اسير

ترجمہ:

ابو جعفر نبوت کے اہل بیت میں سے ہے ان کی نماز مسلمانوں کے لیے شفا ہے اے جعفر! حاجی کوچ کر گئے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میری سواری کے لیے کوئی

Marfat.com

اُونٹ نہیں ہے۔

اے ابو جعفر! امیر نے اپنے مال سے بُخل کیا ہے اور جو تیرے پاس ہے اس میں تو بادشاہ ہے۔

اے ابو جعفر! اے اُس شہید کے بیٹے جس کے دو پَر ہیں اور جنت میں محوِ پرواز ہے۔

اے ابو جعفر! آج تجھ جیسے سے ہی اُمید رکھتا ہوں تو مُجھے بیابان میں ہی نہ چھوڑ دینا۔

ابُو جعفر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعرابی کے یہ اشعار سنے تو اس سے کہا 'بوجھ لد چکا' جاؤ سواری پر جو ساز و سامان ہے سب تیرا ہے دیکھنا تلوار سے دھوکا نہ کرنا یہ مَیں نے ایک ہزار دینار میں خریدی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ایک دن) میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرے والد کے قرضہ کی فہرست میں آپ کے ذمے دس لاکھ درہم لکھے ہیں۔ کہنے لگے کہ جب چاہو لے لینا۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے دوبارہ گیا میں نے کہا وہ تو آپ کے ان کے ذمہ ہیں۔ کہنے لگے کہ میں نے معاف کر دیے۔ میں نے کہا کہ میں معاف نہیں کراتا۔ کہا جب تمہیں آسانی ہو دے دینا، میں نے کہا کہ اس کے بدلے مجھ سے زمین لے لو۔ غنیمت کے مال میں سے بہت سی زمین آئی ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا 'اچھا' میں نے ان کو زمین کا ایک ٹکڑا دے دیا جو کہ معمولی نوعیت کا تھا اس میں پانی وغیرہ بھی نہیں تھا مگر انہوں نے فوراً قبول کرلیا اور غلام سے کہا کہ اس زمین میں مصلّٰی بچھا دو۔ اس نے مصلّٰی بچھا دیا

Marfat.com

تو انہوں نے دو رکعت نفل نماز ادا فرمائی اور کافی دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔نماز پڑھنے کے بعد غلام سے فرمایا کہ اس زمین کو کھودو اس نے حکم کے مطابق اس جگہ کو کھودنا شروع کیا وہاں سے پانی کا ایک چشمہ اُبلنے لگا۔(اسدالغابہ)

☆......☆......☆

Marfat.com

مکہ مکرمہ سے کربلا تک

ذی الحجہ 60 ہجری میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کی دعوت پر اپنے اہل وعیال اور جانثاروں کی ایک مختصر جماعت کے سات مکہ مکرمہ سے کوفہ عزم بالجزم کیا تو سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے بیٹوں کے ساتھ اس قافلے میں شامل تھیں۔اس سے قبل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ بھیج چکے تھے اور کوفہ میں پہنچتے ہی اہل کوفہ نے ان کا زبردست استقبال کیا تھا اس پذیرائی کو دیکھتے ہوئے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تسلی بخش خط حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رانہ کر چکے تھے۔

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط موصول ہونے پر سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیران تھیں کہ اہل کوفہ میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرنے کے لئے اتنا جوش وخروش تو 36 سے 40 ہجری کے درمیان خلافتِ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی ناپید تھا۔پھر 41 ہجری میں سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مختصر مدت خلافت میں کوفہ والے یکسو نہ تھے۔حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عباس بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلم بن عقیل کے بھائیوں عبداللہ بن عقیل، عبدالرحمٰن بن عقیل اور جعفر بن عقیل اور پھر ہمشیرہ سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے باضابطہ مشورہ کیا۔ان سب کی رائے کوفہ روانہ ہونے کیلئے مثبت تھی کیونکہ سفر ملتوی کرنے کا بظاہر کوئی جواز نہیں تھا۔جب حجاج کرام سات اور آٹھ ذی الحجہ کو حج کی ادائیگی کیلئے میدان عرفات کا رُخ کر رہے تھے۔پیغمبر ﷺ کا نوارنی گھرانہ مکہ الکرمہ

Marfat.com

سے کوفہ روانہ ہورہا تھا۔سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوفہ روانگی کا علم جب بعض جید صحابہ کرام کو ہوا تو انہوں نے آپ سے ذاتی درخواست کر کے فیصلہ بدلنے کا ذکر کیا۔عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوفیوں کی بے وفائی کا تذکرہ کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفیوں کا سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ناروا سلوک یاد دلایا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روکنے کی کوشش کی مگر تقدیر میں کچھ اور لکھا جا چکا تھا۔سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے بھی مشکل ترین امتحان کا وقت قریب آن پہنچا تھا۔آپ کی والدہ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت یاد تھی جو انہوں نے وصال سے پہلے فرمائی تھی کہ اے میری محبوب لخت جگر کبھی بھی آزمائش کی گھڑی میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہا نہ چھوڑنا۔

سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا قافلہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ چار مہینے مکہ المکرّمہ قیام کرنے کے بعد آٹھ ذوالحجہ 60 ہجری براستہ تنعیم کوفہ کی سمت روانہ ہو گئے۔اس عالی مرتبت نواسی رسول کریم ﷺ کے جگر گوشے عون و محمد ماں کے ساتھ عازم سفر تھے۔یہ معصوم بچے امور خیر و بھلائی سے تو واقف تھے مگر شر کی ہولناکیوں سے انہیں کبھی واسطہ نہ پڑا تھا۔انہیں معلوم نہ تھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آزمائش سے کہیں زیادہ خود کٹھن امتحان سے گزرنے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے جنت سے دنبہ بھیج کر ارض حجاز میں فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ بچا لیا تھا مگر کربلا میں سرخ رو ہونے کیلئے اس کی سرزمین کو اپنے خون سے سرخ کرنا تھا۔

آپ نے سفر کوفہ کے دوران ایک شب اپنے صاحبزادوں عون بن عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بٹھایا۔سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچوں کو اپنی والدہ محترمہ سیدۃ فاطمہ زہرا رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق بچپن کے بعض واقعات بتانے شروع کئے۔سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نانا سیدنا نبی کریم ﷺ کے وصال پر ماں کا غم اور پھر چھ سال کی عمر میں خود ماں سے جدائی کا صدمہ، والدہ کی وصیت اور پھر موجودہ سفر کے بارے میں اہم الفاظ پر روشنی ڈالی۔کوفہ کے قبائلی سرداروں کی دعوت پر مختصر قافلہ مکہ المکرمہ سے کوفہ روانہ ہوا تھا یزید کی غیر اسلامی کرتوتوں سے امت مسلمہ بدظن تھے۔اہل بیت سے بہتر امین امت کوئی نہ تھا یہی وجہ تھی کہ یزید کے خلافت پر فائز ہوتے ہی امت میں بے چینی اور بے قراری پیدا ہونی شروع ہوچکی تھی۔خلافت اب بادشاہت میں تبدیل ہورہی تھی۔عدل وانصاف کو پس وپشت ڈال دیا گیا تھا اور شرفاء کو قتل کیا جارہا تھا۔امراء کی اپنی دنیا تھی اور کمزوروں پر زور آور مسلط ہوچکے تھے۔نیک سیرت گورنر کوفہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سبکدوش کر کے ایک فاجر وظالم شخص عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کردیا گیا تھا۔اہل کوفہ اس گورنر سے بے زار تھے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوت دے کر کوفہ بلایا تھا۔

کوفہ کی صورتحال کی خبر

یہ قافلہ راستے کی مسافتیں طے کرتا ہوا کوفہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ سورج غروب ہونے لگا قافلہ اہل بیت اور دیگر جانثاروں نے راستے میں الصفاح کے مقام پر رات بسر کرنے کا ارادہ کیا۔تمام خواتین وحضرات نے نماز مغرب باجماعت ادا کی اور اس کے بعد دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار کوفہ کی جانب سے آرہا ہے۔یہ عربوں کا مشہور شاعر فرزدق تھا۔جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور بتانے لگا کہ وہ کوفہ سے آیا ہے۔یا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ برائے مہربانی آپ واپس تشریف لے جائیں کیونکہ کوفہ کا نیا گورنر عبیداللہ ابن زیاد ہے۔جو لوگوں میں دہشت پھیلا کر اہل بیت کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔اب حالات بے حد خراب ہوچکے ہیں۔یوں محسوس

Marfat.com

ہوتا ہے کہ کوفیوں کے دل تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہیں۔مگر تلواریں بنوامیہ کے ساتھ ہیں۔کسی بھی ممکنہ تصادم کی صورت میں اہل کوفہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ نہیں دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کا خط

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فرزوق سے گفتگو کر کے قافلے کے ساتھ ابھی وہیں پر موجود تھے کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بھیجا ہوا ایک خط ان کو ملا جس میں لکھا تھا کہ

> ''میں آپ کو اللہ رب العزت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ میرا یہ خط دیکھتے ہی فوری طور پر واپس پلٹ آئیں کیونکہ جہاں آپ جارہے ہیں وہاں آپ کی شہادت اور آپ کے اہل بیت کی شہادت کا اندیشہ ہے خدانخواستہ اگر آپ شہید ہوگئے تو اسلام کا نور بجھ جائے گا اور دنیا میں اندھیرا چھا جائے گا آپ اہل ہدائیت کے رہنما اور اہل ایمان کی اُمید ہیں آپ روانگی میں جلدی نہ فرمائیں۔'' (تاریخ طبری جلد ششم)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فکری مندی

یہ خط جب حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھیج چکے تو اس کے باوجود فکر مندی کا یہ عالم تھا کہ مکہ مکرمہ کے گورنر عمرو بن سعید کے پاس پہنچے اور اس سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ تم اپنی طرف سے ایک خط حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ دو جس میں انہیں امان دینے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا وعدہ

Marfat.com

کر کے انہیں واپس لوٹ آنے کے لئے کہو۔ گورنر نے کہا آپ خط کا مضمون جو چاہتے ہیں لکھ لیں میں اس پر مہر کر دوں گا چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گورنر مکہ کی طرف سے اس مضمون کا خط تحریر کیا۔

''میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اس ارادہ سے باز رکھے جس میں آپ کے لیے تباہی کا سامنا ہو آپ کو وہ راہ دکھائے جس میں آپ کے لئے بہتری ہو مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عراق جا رہے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اختلاف وانشقاق سے بچائے گا اس لئے کہ اس میں آپ کی شہادت کا اندیشہ ہے۔ میں آپ کے پاس عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے بھائی سعید کو بھیج رہا ہوں آپ ان کے ساتھ واپس آجائیں میں آپ کو امان دیتا ہوں اور آپ کے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آؤں گا اس پر اللہ تعالیٰ گواہ اور وکیل ہے۔ والسلام علیک۔''

گورنر مکہ عمرو بن سعید نے اس خط پر اپنی مہر لگائی اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یحییٰ بن سعید اس خط کو لے کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے آپ نے خط پڑھا اور واپس ہونے سے انکار کر دیا اس موقع پر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی موجود تھیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آخر بات کیا ہے آپ جانے پر اس قدر بضد کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا' میں نے خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت کی ہے آپ ﷺ نے خواب میں مجھے ایک حکم دیا ہے کہ جس کو میں ضرور پورا کروں گا خواہ وہ میرے خلاف پڑے یا موافق۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' وہ خواب کیا ہے؟ فرمایا میں نے اب تک نہ کسی بیان کیا ہے اور نہ کروں گا انشاء اللہ یہاں تک کہ میں اپنے رب تعالیٰ سے جا ملوں۔ اس کے بعد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گورنر مکہ کے نام اس خط کا جواب تحریر کیا جس میں سلام کے بعد لکھا:

Marfat.com

''جو شخص اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک اعمال بھی کرے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والا کیونکر ہوسکتا ہے بے شک میں ایک مسلمان ہوں تم نے مجھے امان، نیکی اور صلہ کی دعوت دی ہے تو سنو! دبہترین امان اللہ تعالیٰ کی ہے جو شخص دنیا میں اللہ سے نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ہرگز امان نہیں دے گا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دنیا میں اپنا خوف عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن ہم اس کی امان کے مستحق ہوجائیں اگر اس خط سے واقعی تم نے میرے ساتھ نیکی اور صلہ کی نیت کی ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا وآخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے۔''...............والسلام۔ (تاریخ طبری جلد ششم)

قافلہ آگے بڑھ گیا

اس کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر جاری رکھا اور الحاجر نامی بستی میں پہنچ کر ٹھہر گئے۔آپ نے اپنا قاصد قیس ابن مسہر الصید اوی کوفہ بھیجا تاکہ شاعر فرزوق کے بیان کردہ حالات کی تصدیق ہونے پر کوئی بہتر لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ابھی چند میل کا سفر طے کیا تھا کہ ایک معتبر شخص عبداللہ ابن معطی الحدادی مل گئے اور انہوں نے بھی آپ کو سفر ترک کرنے پر زور دیا۔اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین عراق میں داخل ہوچکے تھے اور کاشانہ نبوت ﷺ کے مقدس خواتین وحضرات عجیب کشمکش اور بے چین صورتحال سے دوچار تھے۔جب یہ مسافر حزیمیہ قصبہ کے قریب پہنچے اور ستانے کیلئے ٹھہرے تو سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ انہوں نے کوئی آواز سنی ہے جو اس امر کی نشاندہی کررہی ہے کہ آنے والے حالات المناک ہونگے۔سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو تقدیر میں لکھا جاچکا وہ ہوکر رہے گا ہمیں توکل علی اللہ کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔مزید کچھ فاصلہ طے کیا تو علاقہ ضیرود سے گزرتے ہوئے زہیر ابن قین بجلی ملے جو اپنے بیوی

Marfat.com

بچوں اور احباب کے ہمراہ تھے۔حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سن کر اپنے اہل وعیال کو الوداع کہہ دیا اور امام عالی مقام کے قافلے میں شامل ہو گئے۔یہی وہ قصبہ تھا جہاں پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن زیاد گورنر کوفہ کے ہاتھوں مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کے قتل کی خبر ملی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جونہی زبالہ گاؤں کے قریب پہنچے تو اپنے قاصد کی شہادت کی خبر مل گئی۔آپ کو قاصد ابن مسہر الصیداوی کی ابن زیاد کے ہاتھوں شہادت پر بہت غم ہوا کیونکہ اس کے سپاہیوں نے قادسیہ کے قریب ہی قیس کو گرفتار کر لیا تھا اور گورنر کے سامنے ایک باغی مجرم کی حیثیت سے پیش کیا۔ابن زیاد نے حجاز سے کوفہ آنے والے تمام راستوں پر فوج تعین کر دی تھی اور کوفہ میں عام اعلان کروا دیا تھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمائت کرنے والے ہر شخص کو قتل کر دیا جائے گا اور تمام اثاثے ضبط کر لئے جائیں گے۔

طرماح بن عدی اپنے قبیلے کے سردار تھے جن سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ وہ قادسیہ سے گزر آئے ہیں جہاں ہزاروں سپاہیوں کا لشکر امام عالی مقام کی سرکوبی کیلئے تیار کھڑا ہے۔اس نے آپ کو کوفہ جانے کی بجائے اپنے ساتھ قریبی گاؤں جانے کیلئے درخواست کی اور قبیلہ بنی عدی کے مکمل تعاون کا یقین دلایا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طرماح ابن عدی کے ساتھ جانے کی بجائے قافلے کے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبالہ کے مقام پر اپنے خاندان کے تمام افراد اور قافلے میں شریک مجاہدین سے خطاب کیا۔جس میں قیس بن مہر کی شہادت کا ذکر کیا اور اپنے ساتھ عقیدت مندوں کو متوقع خونریز معرکہ کی معلومات مہیا کیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ میری خاطر اپنی جانوں کو خطرے میں نہ ڈالو بلکہ رات کے اندھیرے میں اپنے اپنے علاقوں اور گھروں کو لوٹ جاؤ۔تقریباً 80/90 افراد آپ کے ہمراہ تھے جن میں سے بعض لوگوں

Marfat.com

نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دینا مناسب نہ سمجھا اور رات کی تاریکی میں خاموشی سے چلے گئے۔

بھائیوں اور بہن سے مشورہ

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں، بھتیجیوں اور دیگر جانثاروں کے ہمراہ نہایت استقامت سے کوفہ کی طرف گامزن تھیں۔قافلہ جب مقام زبالہ میں پہنچا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دوسرے قاصد عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی اطلاع ملی۔آگے بڑھے اور ثعلبہ کے علاقہ میں عارضی پڑاؤ ڈالا تو کوفہ کے مکین بکر اسعدی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اے امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہتھیاروں سے لیس ایک لشکر جرار قادسیہ کے مقام پر تیار کھڑا ہے جبکہ عمرو بن سعد اور حر بن ریاحی کو فوجی دستوں کے ساتھ آپ کی سرکوبی کیلئے بھیجا جا چکا ہے۔بکر اسعدی نے تصدیق کی کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن زیاد نے محل میں طلب کر کے قتل کروا دیا اور آپ کے قاصد قیس ابن مہر الصیداوی کو حصین بن نمیر تمیمی نے گرفتار کیا تھا جو عبیداللہ ابن زیاد کے کمانڈر کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہا ہے۔سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وادی بطن عقیق میں ٹھہر کر اپنے احباب و اہل بیت سے مشورہ کیا۔اس مشاورت میں مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تینوں بھائیوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاروں سوتیلے بھائی عباس بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،عثمان بن علی،جعفر بن علی،عبداللہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی محترمہ ہمشیرہ سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا شامل تھے۔سب نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ سفر جاری رکھا جائے گا۔مگر کوفہ میں داخل ہونے کیلئے قادسیہ سے گزرنے کی بجائے متبادل راستہ اختیار کیا جائے۔

Marfat.com

راستہ روک لیا گیا

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ یہ بچے، خواتین اور مٹھی بھر مرد یہاں جنگ کرنے کی غرض سے تو آئے نہیں ہیں مگر دکھائی یوں دے رہا ہے کہ یزید اور عبیداللہ ابن زیاد ہم پر جنگ مسلط کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صورت حال کی نزاکت جان چکے تھے چنانچہ دوبارہ راستہ تبدیل کر کے کوفہ کی جانب بڑھے تو راستے میں آپ کو اطلاع ملی کہ قادسیہ میں مورچہ بند فوجوں کے کمانڈر حصین بن نمیر تمیمی کو ابن زیاد کے جاسوسوں نے خبر کر دی ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راستہ بدل لیا ہے۔ اس نے حر بن یزید ریاحی کو 1000 سپاہیوں کی کمان میں آپ کا پیچھا کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ وادی الاقابہ سے گزر کر قصبہ شرف پہنچے تو ساتھیوں کو پانی سے مشکیزے بھرنے کا فرمان جاری کیا۔ جونہی امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل وعیال اور مٹھی بھر جانثاروں کے ساتھ علاقہ رحیمہ پہنچے تو سامنے کمانڈر حر بن یزید ریاحی 1000 لشکر کی قیادت کرتے ہوئے راستہ روکے کھڑا تھا۔ یہ وادی رحیمیہ کے نام سے مشہور تھی اور یہیں پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیمے لگا لئے اور سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا غیر متوقع طور پر اتنا بڑا لشکر دیکھ کر ورطہ حیرت میں ڈوب گئی۔ اہل بیت اطہار کیلئے یہ بہت بڑا صدمہ تھا جو پیش آنے والے المناک مصائب کی نشاندہی کر رہا تھا۔ ابتدائی ملاقات میں حر بن یزید ریاحی نے جو قبیلہ بنی تمیم سے تعلق رکھتا تھا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ وہ ابن زیاد کے حکم سے آپ کو حصار میں رکھنے کیلئے آیا ہے۔ حر کی فوج میں جاسوسی کیلئے گورنر کوفہ ابن زیاد نے اپنے خاص معتمد شامل کر رکھے تھے جو اپنے کمانڈر کی حرکات وسکنات پر پہرے دار تھے۔ اس صحرائی علاقے میں حر کے سپاہیوں کو پیاس محسوس ہوئی چونکہ ان کے پاس پانی کا ذخیرہ نہیں تھا۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو

Marfat.com

اہل بیت کے نوجوانوں کو اپنے مشکیزوں سے افواج حر کو پانی پلانے کا کام سونپا جو انہوں نے بخوبی انجام دیا۔

نماز کا وقت ہوا تو حجاج ابن مسروق الجوفی نے اذان دی اور امامت کے فرائض سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کئے مگر حر نے بھی نماز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں پڑھی۔اسی طرح دوسری نماز بھی امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ادا کی گئی۔حر اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مذاکرات ہوئے جس مین آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ والوں کے خطوط سے بھرے تھیلے دکھائے۔حر نے اس کے متعلق لاعلمی کا اظہار کیا اور کہنے لگا کہ آپ اسی سمت میں سفر جاری رکھیں حتیٰ کہ مجھے ابن زیاد سے مزید ہدایات موصول ہو جائیں۔حر دراصل اہل بیت کیلئے عقیدت رکھتا تھا اور اس کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ آنے والے دنوں میں کس قدر سانحہ عظیم برپا ہونے والا ہے۔

وادی نینوا میں

حالات کو دیکھتے ہوئے سیدہ زینب رضیَ اللہ تعالیٰ عنہا،حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر ساتھیوں کو اس بات کا یقین ہو چلا تھا کہ قافلے کو کوفہ تک نہیں پہنچنے دیا جائے گا اور پہلے ہی صحرا میں ان کے گرد گھیرا تنگ کیا جارہا ہے تا کہ یہ نورانی قافلہ کسی بھی صورت میں شہر کے اندر داخل نہ ہو سکے۔مقام متعین برضائے قدرت پہنچنے سے پہلے صرف چار حضرات امام عالی مقام کے قافلے میں شامل ہوئے یہ صاحب ایمان لوگ وادی عطیب رجحنات میں ان سے آملے اور حُر نے قصداً صرف نظر کیا۔چار نامور اشراف عمرو بن خالد الصید اوی،مجمع بن عبداللہ المثاج،نافع بن ہلال بجلی اور طرماح ابن عدی الطائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محض ملاقات کرنے کی غرض سے افواج حر کے پاس سے گزر کر اہل بیت سے آملے اور آخری سانس تک ثابت قدم رہنے کا وعدہ

Marfat.com

کیا۔اس واقعہ نے پوشیدہ طور پر حُر کے دل پر تفکرانہ نقش چھوڑا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصر بنی مقاتل کے قریب پہنچے۔ وہاں ایک خیمہ نصب دیکھا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ عبیداللہ ابن حر جعفی کا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجاج ابن مسروق جعفی کو ان کے پاس بھیجا مگر انہوں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ اہل بیت کا مقدس قافلہ دریائے فرات کے کنارے سفر کرتے ہوئے وادی نینوا جا پہنچا۔ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سامنے سے ایک تیز رفتار گھوڑا سوار آتا دکھائی دیا۔ یہ ابن زیاد کا قاصد حر بن یزید ریاحی کیلئے نیا حکم نامہ لے کر آیا تھا اسی حکم کے تحت قافلہ اہل بیت کو آگے بڑھنے سے روکنا تھا۔

قافلہ کربلا میں

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حالات کی اب واضح طور پر سمجھ آ رہی تھی اس لئے آپ نے اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار کیا کہ حر بن یزید ریاحی ہم سے کیا چاہتا ہے اور ہمیں اپنے حصار میں رکھنے کے کیا مقاصد ہیں۔ حر تو اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں یکے بعد دیگر دو نمازیں بھی ادا کر چکا ہے۔ جس کی وجہ سے اس پر آپ کی اطاعت واجب ہوگئی۔ پیاری بہن سینہ تو حر کا منور ہو چکا ہے، ارادے نیک اور ہمیں گزند یا تکلیف پہنچانے سے گریزاں ہے ہمیں محفوظ راستہ مہیا کرنا چاہتا تھا مگر اس موقع پر راہ فرار اختیار کرنا گھرانہ نبوت کے شایانِ شان نہیں۔ بہن یہ کہنا بعید از قیاس نہیں کہ آنے والے دنوں میں حر بن یزید ریاحی کا کردار کیا ہوگا مگر اس کے زیر کمان کوفی سپاہیوں میں عبیداللہ ابن زیاد کے جاسوس شامل ہیں۔ ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں گفتگو جاری تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم رکاب زہیر بن القین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ میری رائے میں حر کی زیر قیادت فوج کا مقابلہ کیا جائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تجویز یکسر مسترد کر دی

Marfat.com

اور فرمایا نہ تو ہم لڑائی کرنے کے ارادے سے آئے ہیں اور نہ ہی اس میں پہل کریں گے چہ جائیکہ جنگ ہم پر مسلط کردی جائے۔سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے قراری،خواتین اہل بیت اور بچوں کی بے چینی بڑھتی جارہی تھی مگر مجاہدین کے عزم وحوصلہ اور ہمت وجراءت میں کوئی تذبذب نہیں تھا۔سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم تھا کہ زندگی کی سب سے بڑی آزمائش کا وقت قریب ہے اور تمام شہزادگانِ نبوت کو اس ابتلاء سے گزرنا ہوگا۔

جونہی ابن زیاد کا قاصد حر کو ملا اور ایک خط اس کے حوالے کیا جس میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قافلے کو روکنے کا حکم نامہ جاری کیا گیا تھا۔حر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوراً پیغام بھیج دیا کہ مزید سفر جاری نہیں رکھ سکتے۔حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رفقاء سے میدان میں خیمے نصب کرنے کیلئے کہہ دیا جو دریائے فرات سے چند فرلانگ کے فاصلے پر تھے۔یہ 2 محرم الحرام 61 ہجری بمطابق 680ء کا دن تھا جب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے اس علاقے کا نام پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ سرزمین کربلا کے نام سے جانی جاتی ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار پکار اٹھے یہی ہمارا مقام ہے۔

فرات پر پہرے

پھر جب 3 محرم الحرام 61 ہجری کا سورج طلوع ہوا تو عمرو بن سعد چار ہزار گھوڑ سواروں کا لشکر لے کر کربلا کے میدان میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیموں سے کچھ فاصلے پر وارد ہوا۔اس کا پہلا اقدام ہی سفاکانہ تھا۔اس نے 500 سپاہیوں کو حکم دیا۔کہ نہر فرات پر پہرے بٹھا دو اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ والوں کی پانی تک رسائی ناممکن بنا دو تاکہ پیاس سے بدحال ہوکر یزید کی بیعت پر مجبور ہوجائیں۔اگلے تین دن افواج شام کے دستے پاپیادہ اور گھوڑ سوار بدستور

Marfat.com

میدان کربلا میں اترتے رہے یہاں تک کہ 7 محرم الحرام تک تقریباً 18000 کوفہ وشام کے سپاہی سادات خیموں کے چاروں طرف پڑاؤ ڈال چکے تھے۔سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اتنی کثیر تعداد میں یزیدی فوجیوں کو دیکھا تو تعجب ہوا اور فرمایا چند درجن اہل بیت کے مقابلہ میں لشکر جرار کیسا۔کیا صلح وآشتی کے سب دروازے بند ہوچکے ہیں۔آخر ابن سعد چاہتا کیا ہے اور کیونکر ہمارے خون کے درپہ ہے۔سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن سعد سے ملاقات کرنے کیلئے اپنا وفد بھیجا مگر یہ ملاقات نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی۔

ایک شب کی مہلت

جب ملاقات کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن سعد سے فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو صرف ایک رات کی مہلت دے دو یہ عاشورہ کی رات ہے۔جسے ہم عبادات ونوافل میں گزاریں گے اور اپنے اللہ سے توبہ واستغفار کریں گے ابن سعد کو اب تو کچھ کہنے کی جرات نہ ہوئی۔فوج کی رائے دریافت کی تو ملعون شمر فوراً چلا اٹھا۔کہنے لگا ہم ایک شب کیا ایک لمحہ کی بھی مہلت نہیں دیں گے۔یہ سن کر ابن شعبان کندی اور بقول بعض عمرو بن حجاج کی غیرت نے جوش مارا اور شمر ملعون سے کہا تجھے شرم نہیں آتی حالانکہ تو ان کا قریبی رشتہ دار بھی ہے۔تیری قساوت قلبی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ تم ابن رسول اللہ ﷺ کو ایک رات کی مہلت دینا بھی گوارہ نہیں کرتے مجھے یقین ہے کہ اگر اس وقت مقابلہ پر رومی وچینی بھی ہوتے تو تم یقیناً مہلت دینے میں تامل نہ کرتے۔میرے خیال میں اس پوری فوج میں سوائے تیرے اور کوئی متنفس نہ ہوگا جسے ایک سب مہلت دینے میں اعتراض ہو۔اتنے میں ساری فوج کے دلوں کی حالت بالکل بدل گئی۔انہوں نے ہتھیار پھینک دئے اور کہنے لگے ہم ایک قدم بھی آگے نہ بڑھیں گے۔یہ دیکھ کر ابن سعد گھبرا گیا اور سوچنے لگا اگر میری فوج نہ

Marfat.com

لڑی تو سارا الزام مجھ پر عائد کیا جائے گا۔اس نے اسی وقت ایک رات کی مہلت دے دی۔

یہ رات بہت سے فضائل و برکات کی حامل ہے آپ نے اس رات کی تمنا صرف اور صرف اس لیے کی کہ اس میں ریاضت کا موقع مل جائے۔ورنہ آپ کو اشقیاء سے ایک رات کی زندگی طلب کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی یہ شب عاشورہ جس میں عبادت وریاضت کرنے کی حرص ابن رسول اللہ ﷺ کو ہوئی وہ جس کی عظمت وتقدس میں بے شمار احادیث وروایات مذکور ہیں، یہ رات جس میں مولائے پاک نے بنی اسرائیل کو فرعونیت سے نجات دلائی۔حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کو مغفرت کا مژدہ سنایا، کیا یہ افسوس ناک امر نہیں کہ مسلمان اس رات کی فضلیت کو، نظر انداز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عتاب کا موجب بنیں۔

شب عاشورہ اپنی تمام تر افسردگیوں حسرت بیزیوں کے ساتھ روئے زمین پر سیاہ تاریک چادر بچھائی ہوئی آئی۔ہمراہیان اہل بیت کے علاوہ چادر تطہیر کی مالکہ بیبیاں اور گلستانِ رسالت کی معصوم کلیاں اپنی جانوں کی قیمت لگا کر لبادہ شہادت اوڑھنے کے لیے تیار ہو گئے۔

خیمہ اہل بیت کی کیفیت

امام عالی مقام نے نماز عشاء ادا کی اور خیمہ اہل بیت کی طرف تشریف لے آئے۔سیدانیاں عالم یاس میں سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ماں کی آغوش میں جب چھ ماہ کے علی اصغر شدت پیاس سے ایڑیاں رگڑتا۔تو اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔بیمار زین العابدین کو تشنگی بجھانے کا کوئی حل نظر نہیں آرہا تھا۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غم سے برا حال ہو رہا تھا۔معصوم سکینہ نے جب والد محترم کی صورت دیکھی تو پیاس سے لڑکھڑاتی ہوئی بستر سے اٹھی اور سمجھی کہ شاید والد بزرگوار میرے لیے پانی لے

Marfat.com

آئے ہیں، چار سالہ بچی اپنے والد ماجد کے دامن عبا کو پکڑ کر ناز سے پوچھتی ہے۔ میرے اچھے ابا جان کیا آپ میرے لیے پانی لائے ہیں؟ میرا تو پیاس سے برا حال ہو رہا ہے امام عالی مقام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرمانے لگے میری پیاری سکینہ پانی تو نہیں ملا آؤ میری زبان چوس لو۔ شاید کچھ تسکین ہو جائے۔ سکینہ عرض کرنے لگی۔ اچھے ابا جان آپ کی زبان تو خود ہی خشک ہو رہی ہے۔ کانٹے پر کانٹے پڑے ہوئے ہیں۔

میرے اچھے ابا جان آپ تو کہتے تھے کہ دادا جان علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوثر سے پانی پلائیں گے۔ آج تیسرا دن ہے۔ شدت پیاس سے برا حال ہو رہا ہے۔ دم نکلا جا رہا ہے۔ کیا جب میں مرجاؤں گی۔ تب دادا جان حوضِ کوثر سے پیاس بجھائیں گے؟

چچا عباس سے کہا اے اے اچھے چچا جان ذرا آپ ہی چشمہ کوثر کو تلاش کریں۔ اور دادا جان سے پانی پلائیں تو انہوں نے کہا کہ بیٹی صرف آج کی رات ہے۔ کل ہم خود بخود لب کوثر پہنچ جائیں گے۔ اے میرے اچھے ابا جان پیاس سے مری جا رہی ہوں۔ جہاں سے ممکن ہو تو تھوڑا سا پانی لا دو۔ ابا جان وہ سامنے نہر کا پانی لہرا رہا ہے اور پھر اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ وہ سامنے نہر پر پہرہ دار کھڑے ہیں۔ وہ بھی مسلمان ہیں۔ آپ ان سے کیوں جا کر پانی نہیں مانگتے؟ اگر ان سے کہیں تو وہ خود ہی مشکیزے بھر کر ہمارے خیمہ میں چھوڑ جائیں گے۔ ذرا اٹھئے اور ان تک جانے کی تکلیف تو گوارہ کریں۔ معصوم بچی کی یہ دلسوز تقریر سن کر امام عالی مقام کا دل بھر آیا۔ بیٹی کو گود میں اٹھا کر پیار کیا اور کہا پیاری سکینہ میں ان لوگوں سے پانی مانگوں گا۔ یہ لوگ تو خود ہمارے گھر کے بھکاری ہیں۔ تمہارے چچا عباس نے سچ کہا ہے کہ ایک رات کی بات ہے ہم کل چشمہ کوثر کے کنارے ہوں گے، اور تم خوب سیر ہو کر حوضِ کوثر کا میٹھا

Marfat.com

میٹھا پانی پی لینا۔

آپ نے معصوم سکینہ کی زلفوں پر فرطِ شفقت سے ہاتھ پھیرا۔معصوم بچی نے کہا ابا جان آپ میرے سر پر اس طرح ہاتھ کیوں پھیر رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہم مکہ معظمہ سے یہاں آرہے تھے اور راستہ میں چچا مسلم کی شہادت کی خبر آپ کو ملی تھی تو آپ نے ان کی بیٹی کے سر پر بالکل اسی انداز سے ہاتھ پھیرا تھا۔ابو جی سچ بتاؤ کہ کیا میں بھی یتیم ہونے والی ہوں؟ جلدی بتایئے میں بہت گھبرا رہی ہوں۔میرا کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔میرے پیارے ابا جان آپ کو میری قسم سچ سچ بتاؤ آخر معاملہ کیا ہے؟

معصوم بچی کی توتلی زبان سے یہ بھولی بھالی گفتگو سن کر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یارائے ضبط نہ رہا اور آنکھوں سے ساون بھادوں کی جھڑی لگ گئی۔فرمایا بیٹی گھبراؤ نہیں میں تجھے یہاں یتیم چھوڑ کر ہرگز نہ جاؤں گا۔سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یقین ہوگیا کہ آنے والا کل خونریز معرکہ کی خبر لے کر آنیوالا ہے سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں میں کئی غمناک مناظر ملاحظہ کر چکی تھیں۔ اپنے نانا سیدنا نبی کریم ﷺ کی جدائی والدہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال، بابا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت، برادر اکبر سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور اب پیارے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متوقع شہادت سامنے دکھائی دے رہی تھی۔آپ غم زدہ اور درد و کرب سے دوچار تھیں جب بھائی نے دیکھا تو آنسوؤں کو تھامتے ہوئے بہن سے فرمایا کہ حکم ربی کے آگے سربسجود کرنا ہوگا اور شیطانی وسوسوں کو دل میں جگہ ہرگز نہ دو۔صبر و استقلال اختیار کرو۔ایثار کا دامن تھامے رکھو اور اپنی زندگی کی سب سے ارفع، عالی آزمائش کیلئے تیار ہو جاؤ۔اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہے اور پھر یہ مت بھولو انشاء اللہ کل نانا حضور ﷺ والدہ محترمہ سیدۃ النساء الجنہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بابا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بھائی امام حسن رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کا دن ہے۔

بستر پر لیٹے ہوئے بیمار عابد کی پلک جھپکی۔آنکھ کھل گئی۔بولے پدر عالی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔آخر کل کیا ہونے والا ہے؟ حضرت امام عالی مقام تو خاموش رہے لیکن دکھوں کی ستائی ہوئی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولی بیٹا۔شاہ بیکس ومظلوم کی اب الوداع ہے زین العابدین میں بستر سے اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔گردن پھیر کر والد بزرگوار کی جانب دیکھا۔آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔عرض کی ابا جان میں بیمار ہوں۔بستر سے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا لیکن وقت آنے پر ان لعینوں کو بتادوں گا کہ خاندان نبوت ﷺ کا ایک نحیف ونزار بیمار بھی شامی روباہوں کے لیے شیر ژیاں ہے۔میں فاتح خیبر۔قاتل مرحب کا پوتا ہوں۔میرے کمزور بازوؤں میں مولا کریم نے اتنی قوت رکھی ہے کہ جوشقی آپ کی طرف نگاہ گرم سے دیکھے گا اس کی آنکھیں نکال سکتا ہوں۔شیر خدا کا پوتا گلستان مصطفوی کا خزاں رسیدہ پھول،عابد بیمار جوش شجاعت سے اٹھنے لگا۔امام عالی مقام نے آگے بڑھ کر گلے سے لگالیا اور فرمایا جان پدر غصہ نہ کروتم بیمار ہو۔تمہاری طبیعت پر برا اثر پڑے گا تم تو میرے بعد وارثِ آل عبا ہوتم سے میری نسل چلے گی تمہیں تو میں کسی صورت میں بھی ان لعینوں کے مقابلے کے لیے نہ بھیجوں گا۔آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے بیمار زین العابدین بولے۔ابا جان تو میں کیا منصب شہادت سے محروم رہوں گا۔یہ کہہ کر آپ کی آنکھوں نے ساون بھادوں کی جھڑی لگادی۔امام پاک نے وفور شفقت سے بیمار عابد کی پیشانی کو چوما اور فرمایا بیٹا رونا بند کرو۔تمہارے رونے سے میرا دل روتا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹوں کا جذبہ

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس شب عاشورا اپنے دونوں شہزادوں عون بن عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ کو شفقت مادر اور پیار سے اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا اے میرے ہر دلعزیز جگر کے ٹکڑو تمہیں معلوم ہے کہ صبح الصادق یزیدی لشکر جرار ہم پر ٹوٹ پڑے گا اور پھر تم خود کو کیسے دیکھتے ہو۔تم دونوں پر کم عمر ہونے کی وجہ سے جنگ میں شرکت واجب نہیں ہے مگر میں تمہارے جذبات جاننا چاہتی ہوں۔عون محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا ہوئے۔اے پیاری ماں ہمارے جسم میں دادا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نانا شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون دوڑ رہا ہے۔ہم بے شک بچے ہیں مگر ہمارا ایمان مضبوط اور حوصلہ بلند ہے۔انشاء اللہ ہم دونوں بھائی سینہ تان کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل بیت کو صبر و رضا کی تلقین فرمائی اور خیمہ سے باہر تشریف لے آئے۔جانثاروں کو جنگ کی تیاری کا حکم فرمادیا۔کوئی ہتھیار صاف کرتا۔کوئی اپنے کپڑے درست کرتا کیونکہ کل دولہا بن کر حوروں کے سامنے جانا ہے۔آپ نے چند مجاہدین کو خیمہ اہل بیت کے گرد ایک خندق کھودنے کا حکم دیا تاکہ جنگ خیمہ سے دور رہی رہے اور حیاء بار بیبیاں بے پردہ نہ ہوں،اس کام سے فارغ ہوکر آپ نے الگ کونے میں بیٹھ کر عبادات واوراد میں مشغول ہوگئے۔جب رات آدھی سے زیادہ گزری۔تو آپ پر حالت استغراق طاری ہوگئی اور آنکھیں سوگئیں لیکن قسمت جاگ اٹھی۔خواب میں نانا پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ نے دیکھا کہ نانا پاک بمع ملائکہ تشریف فرما ہیں اور میں چھوٹا سا بچہ ہوں۔مجھے آپ نے گود میں لے لیا پیشانی پر بوسہ دیا۔سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا اے حسین مجھے سب کچھ معلوم ہے کہ دشمنان دین تجھے قتل کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اہل بیت کے پودے کو جڑ سے اکھاڑنے کے درپے ہیں۔اے حسین تو صبر کرنا۔شہادت کا درجہ سب سے بلند ہے۔اے حسین جلدی آ۔جنت تیرا انتظار کررہی ہے۔تیرے ماں باپ باب

Marfat.com

بہشت پر کھڑے تیرا انتظار کرر ہے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے میرے سینہ اور سر پر اپنے ہاتھ مبارک رکھے اور یہ دعا فرمائی۔(اَللّٰھُمّ اَعطِ الحُسین صَبراً واَجراً) اے میرے اللہ میرے حسین کو صبر اور اجر عطا فرمایا۔

اس کے بعد آپ نے یہ بھی دیکھا کہ بہت سے کتوں نے مجھے گھیر لیا ہے اور ان میں سے ایک اُبلق مجھ سے آگے بڑھ گیا ہے۔ پھر صبح اٹھے اور اس کی تعبیر یوں فرمائی کہ میرا قاتلِ ابلق ہوگا (مرج البحرین۔ مقتل نور الآئمہ۔ للخوارزمی)

کوئی ساتھ چھوڑ کر جانے کیلئے تیار نہیں ہوا

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے عظیم المرتبت بھائی سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ رہی تھیں کہ وہ اُٹھے اور انہوں نے اپنے تمام ساتھیوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے ان کو جانے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں آرام وتکلیف ہر حال میں اس کا شکر ہے اے اللہ میں تیرا شکر بجالاتا ہوں تو نے ہمیں اہل بیتِ نبوت کی عزت عطا فرمائی قرآن کا علم دیا اس کی سمجھ عطا فرمائی اور سننے والے کان دیکھنے والی آنکھیں اور دل آگاہ نعمتوں سے مالا مال فرمایا میں دنیا میں نہ کسی کے ساتھیوں کو اپنے گھر والوں سے زیادہ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والا دیکھتا ہوں اللہ تعالیٰ تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے سن لو! میں یقین رکھتا ہوں ان دشمنوں کے ہاتھوں کل ہماری شہادت ہے۔ میں تم سب کو بخوبی اجازت دیتا ہوں کہ رات کا اندھیرا چھایا ہوا ہے اسی میں جہاں تم لوگوں کا دل چاہے چلے جاؤ میری طرف سے تم پر کوئی الزام نہیں یہ لوگ میرے قتل کے درپے ہیں جب مجھے قتل کرلیں گے تو پھر کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے امام عالی مقام کی یہ تقریر سن کر سب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر آپ کے دوسرے بھائی بیٹے بھتیجے اور بھانجے سب نے بیک زبان کہا کہ ہم اس لیے

Marfat.com

چلے جائیں کہ آپ کے بعد زندہ رہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا برادن نہ دکھائے۔

امام عالی مقام نے پکار کر کہا اے اولاد عقیل! مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل تمہارے لیے کافی ہے تم چلے جاؤ میں اجازت دیتا ہوں ان لوگوں نے کہا اللہ کی قسم یہ ہم سے ہرگز نہ ہوگا بلکہ ہم آپ کے ساتھ اپنی جانیں آپ پر قربان کردیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں وہ زندگی نہ دے جو آپ کے بعد ہو حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی کھڑے ہوئے اور کہا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو ہم سے ہرگز نہیں ہوسکتا اللہ کی قسم میں ان دشمنوں سے نیزہ کے ساتھ جنگ کروں گا یہاں تک کہ میرا نیزہ ان کے سینوں میں ٹوٹ جائے گا اور تلوار چلاؤں گا جب تک کہ اس کا قبضہ میرے ہاتھ میں رہ سکے گا۔ اللہ کی قسم اگر میرے پاس ہتھیار نہ ہوں گے تو میں پتھر مار مار کر دشمنوں سے لڑوں گا اور اس طرح میں اپنی جان آپ پر نچھاور کردوں گا۔

حضرت سعد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ کی قسم آپ کا ساتھ چھوڑ کر ہم نہیں جائیں گے جب تک کہ اللہ کی بارگاہ میں یہ ثابت نہ کردیں کہ ہم نے محبوب خدا کے محبوب نواسے کی کیسی حفاظت کی ہے اللہ کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ میں قتل ہوجاؤں گا پھر زندہ کیا جاؤں گا اور پھر جیتے جی جلا دیا جاؤں گا اور میری راکھ ہوا میں اڑا دی جائے گی اور اسی طرح ستر مرتبہ میرے ساتھ ہوگا پھر بھی میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا اور یہ تو ایک ہی مرتبہ قتل ہونا ہے پھر اس کے بعد دائمی عزت ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔

حضرت زہیر بن قیس نے کہا اللہ کی قسم میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں ایسے ہی میرے ساتھ ہزار مرتبہ ہو مگر اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے نوجوانوں کو بچالے غرض یہ کہ اسی طرح آپ کے تمام ساتھیوں نے اپنی اپنی عقیدت اور جانثاری ظاہر کی اور سب کا مطلب یہ تھا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے کہ ہم

Marfat.com

آپ سے جدا ہوں جائیں بلکہ ہم اپنے ہاتھوں اپنی گردنوں اور اپنی پیشانیوں سے آپ کو بچائیں گے یہاں تک کہ اپنی جانیں آپ پر قربان کردیں۔

اس کے بعد آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں نے نماز ودعا اور توبہ استغفار میں ساری رات گزار دی اور اس کے ساتھ ہی خیموں کی پشت پر خندق کھود کر لکڑیاں بھر دیں تا کہ جنگ کے وقت ان میں آگ لگادی جائے تو دشمن عقب سے حملہ نہ کر سکے۔
(تاریخ طبری)

نماز فجر کا وقت ہو گیا

عاشورہ کی شب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ،دیگر اہل بیت اور جانثارانِ اہل بیت نے اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت میں وقت گزارا جبکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خواتین کے خیموں کی حفاظت کے اپنے تیئں انتظامات کرنے کے بعد ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے ساری رات عبادت وریاضت میں گزاری تاریخ کے اوراق میں لکھا ہے کہ سرخیل اہل بیت وعترت، جویائے حقیقت،سید الشہدا،حضرت امام عالی مقام نے ساری رات عبادت میں گزاری جب آسمان پر سپیدہ نمودار ہوا تو آپ نے فرزندار جمند سیدنا علی اکبر کی جانب دیکھا اور فرمایا، بیٹا! نماز فجر کے لیے اذان دو۔

سیدنا علی اکبر شبیہہ مصطفیٰ ﷺ نے اذان دی۔علی اکبر کی پرسوز ودلپذیر آواز سن کر آوازِ مصطفیٰ یاد آ گئی۔مجاہدین نے جب شہزادہ علی اکبر کی آواز کو سنا۔تو نماز کی ادائیگی کے لیے حسب دستور پانی کی ضرورت محسوس ہوئی۔تشنگی بجھانے کے لیے تو ایک قطرہ نہ ملے۔تو وضو کرنے کے لیے پانی کہاں تھا؟

قادرِ مطلق کے یہ قدرت کاملہ کی ایک واضح دلیل جو واقعہ کربلا سے ملتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان تو دونوں طرف تھے لیکن ان میں فرق یہ تھا کہ ایک طرف تو صرف نام ہی کے مسلمان تھے لیکن دوسری جانب وہ مسلمان تھے جن کے متعلق قرآن نے کہا(یـــا

Marfat.com

اَیُّھَا الَّذِین اٰمَنو) ایک طرف کے مسلمانوں نے شراب وکباب میں رات بسر کی لیکن دوسری طرف کے مسلمانوں نے عبادات ونوافل میں رات گزاری۔

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ باآواز بلند یہ دُعا مانگی،

''اے اللہ! مجھے ہر مصیبت میں تجھ پر بھروسہ ہے اور ہر تکلیف میں تُو میرا سہارا ہے مجھ پر جو مصائب ونوائب تھے ان میں تو ہی میرا پشت پناہ تھا۔غم واندوہ کے انبوہ میں دل کمزور پڑجاتا ہے۔کامیابی تدابیر ناکام پڑجاتی ہیں اور رہائی کی صورت معدوم ہوجاتی ہے،دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور دشمن شماتت کرتے ہیں۔میں نے ایسے نازک وقت میں سب کو چھوڑ کر تیری طرف رجوع کیا،تجھی سے اس کی شکایت کی اور مدد مانگی،تو نے مصائب کے بادل چھانٹ دیے تو ہی ہر نعمت کا والی،ہر بھلائی کا مالک اور ہر آرزو کا منتہیٰ ہے۔''

(شرح نہج البلاغہ)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جذباتی کیفیت

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار تھا۔اور میری پھوپھی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری تیمارداری کررہی تھیں۔خیمے میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام میرے والد کی تلوار صاف کررہے تھے اور میرے والد یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

ترجمہ:''اے زمانے! تجھ پر افسوس تو کیسا ہے،وہ بے وفا ہے،صبح اور شام تیرے ہاتھوں کتنے لوگ مارے جاتے ہیں،زمانہ کسی کی رعایت نہیں کرتا اور کسی سے کوئی عوض قبول نہیں کرتا۔اب سارا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ہر زندہ موت کی راہ پر چلا جارہا ہے۔''

Marfat.com

ان اشعار کو آپ نے تین بار دہرایا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ پڑھنے سے آپ کا مقصد کیا ہے۔ مجھے بے اختیار رونا آیا لیکن میں نے اپنے آنسوؤں کو ضبط کیا، خاموش رہا سمجھ گیا کہ مصیبت ٹوٹ پڑی۔ مگر میری پھوپھی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار سنے تو اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکیں، وہ دوڑتی ہوئی آپ کے پاس آئیں اور آپ سے لپٹ کر کہنے لگیں،

''کاش! آج موت میری زندگی کا خاتمہ کردیتی۔ میری والدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے چھوڑ کر چل دیں۔ میرے والد علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ میرے بھائی حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ رہے۔ ان گزرے ہوؤں کے جانشین اور ہم لوگوں کے محافظ اب ایک تمہی رہ گئے ہو۔''

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا، اے بہن! اپنے حلیم اور وقار کو شیطان کے حوالے نہ کرو۔

پھوپھی نے کہا، کیا آپ اپنے کو مجھ سے الگ رکھنا چاہتے ہیں؟ واللہ! اس بات سے میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ بے ہوش ہوکر گر پڑیں۔

میرے والد نے ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیے، جب انہیں ہوش آیا تو فرمایا:

''بہن! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے تسکین حاصل کرو۔ اچھی طرح جان لو کہ تمام اہل زمین مرجائیں گے اور آسمان والوں میں سے بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔ اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ میرے والد مجھ سے بہتر تھے۔ میری والدہ مجھ سے بہتر تھیں میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے۔ میرے اور ہر مسلمان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس نمونہ ہے۔ تم اسی نمونے سے صبر کرو۔ آپ اسی طرح کی باتیں

Marfat.com

کرتے رہے۔ پھر فرمایا:

''اے میری بہن! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ جب مرجاؤں تو گریباں چاک نہ کرنا، اپنا چہرہ نہ نوچنا اور آہ بکا نہ کرنا۔''

(تاریخ طبری۔ تاریخ یعقوبی۔ انارۃ البصائر دوم ص 297)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھتیجے کی لاش پر

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر شہزادہ علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں نکلے تو یزیدی لشکر کے چند پہلوانوں نے ان پر حملہ کر دیا مگر انہوں نے چند منٹوں میں ہی ان کو جہنم واصل کر دیا اور بے جگری سے دوسرے حملہ آوروں سے لڑتے رہے کسی کو ہمت نہیں پڑتی تھی کہ تنہا اس شیر کا مقابل آتا۔ آخر کار ابن سعد نے محکم بن طفیل اور ابن نوفل کو حکم دیا کہ وہ سواروں کے ساتھ جا کر شہزادہ علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ بد بخت آپ کو چاروں طرف سے گھیر کر حملہ آور ہوئے، شہزاد علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے دشمنوں کو خاک و خون میں ملاتے رہے۔ لیکن چاروں طرف سے مسلسل حملوں کی وجہ سے آپ شدید زخمی ہو چکے تھے۔ چمن زہرا کا یہ پھول اپنے خون میں نہا گیا۔ مظلوم کربلا نے بیٹے کی لاش میدان کربلا پر رکھ کر فرمایا قتل اللّٰہ ماقتلوك یابنی۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہلاک کرے اے فرزند جنہوں نے تجھے قتل کیا یہ لوگ اللہ و رسول کی آبرو ریزی پر کس قدر دلیر ہیں اے میرے دلبند تیرے بعد دنیا پر خاک ہے۔

اس ضمن میں دشمن کے لشکر کے ایک شخص حمید بن مسلم کا بیان ہے میں نے دیکھا ایک خاتون خیمہ سے باہر پردہ اوڑھ کر نکلی وہ یہ پکارتی ہوئی آرہی تھی یا اخیاہ ویا

Marfat.com

ابن اخاہ! اے میرے بھیا اور اے بھیا کے فرزند! اور وہ بے تابانہ آ کر علی اکبر کی لاش پر گر گئی میں نے لوگوں سے پوچھا یہ اھل پردہ خاتون کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ ہمشیرہ حسین زینب بنت فاطمہ بنت رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جسے اتنی مصیبت میں بھی اپنے پردہ کا خیال ہے اسی دل فگار غم گسار پھوپھی نے شہزادہ امام علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑے ناز و نعمت سے پالا تھا روزن خیمہ سے اسی شہزدے کی شہادت کا قیامت خیز منظر دیکھ رہی تھی جب پیارے بھتیجے کو خاک وخون میں تڑپتا دیکھا بے تاب ہوگئیں یارائے ضبط باقی نہ رہا لیکن پردے کا پھر بھی خیال رہا با پردہ دکھیاری بہن کا یہ حال دیکھا تو ہاتھ پکڑ کر خیمہ میں لائے اور فرمایا اے اہل بیت رسول! اللہ تعالیٰ آج تمہارے صبر کی انتہا دیکھنا چاہتا ہے صبر وضبط سے کام لو اور آج سب کچھ قربان کر کے اس کی رضا حاصل کرلو۔

امام عالی مقام خیمہ سے باہر تشریف لائے اور شہزادہ شہید کی لاش مبارک اور اپنے قلب وجگر کے ٹکڑوں کو اٹھا کر خیمہ کے قریب لا کر رکھ دیا اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر بارگاہ رب العزت میں عرض کیا اے میرے معبود! آج تیرے ایک وفادار بندے نے تیری راہ میں سب سے بڑی نذر پیش کر کے سنت ابراہیمی پوری کی ہے میرے مولا میرا ہدیہ قبول فرما۔

بعض مورخین حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے آخری لمحات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دشمنوں نے چاروں طرف سے حملہ کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا اور جب آپ گھوڑے سے گر پڑے گرتے ہوئے اپنے ولد ماجد کو آواز دی جب امام عالی مقام نے بیٹے کی یہ جانگزا آواز سنی۔ تو کلیجہ اُلٹ گیا۔ پاؤں تلوں سے زمین نکل گئی۔ آلام کا ایک اور پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔

Marfat.com

امام عالی مقام دوڑتے ہوئے بیٹے کی طرف آئے اور حضرت امام عالی مقام نے بیٹے کا سر اپنے زانو پر رکھا اور روتے ہوئے کہا۔علی اکبر بیٹا انکھیں تو کھولو۔علی اکبر نے سر اوپر اٹھا کر مظلوم باپ کی طرف دیکھا اور زار زار رونا شروع کر دیا۔مظلوم و بے کس باپ کے دل پر ایک تیر لگا۔فرمایا بیٹا۔روتے کیوں ہو۔کیا ماں تو یاد نہیں آئی؟اگر ماں کی یاد ستا رہی ہے تمہیں خیمہ میں لے چلتا ہوں۔آپ نے سر ہلا کر نفی میں جواب دیا۔پھر امام نے پوچھا۔ناز و نعم سے پالنے والی پھوپھی کو ملنا چاہتے ہو؟ سر ہلا کر عرض کی ابا جان نہیں۔پھر پوچھا۔بیٹا کیا ننھا علی اصغر یاد آ رہا ہے؟ پھر جواب نفی میں دیا۔پھر فرمایا۔اے جان پدر جان جا رہی ہے کیوں نہیں بتاتے کہ رونے کا سبب کیا ہے۔کچھ تو بولو۔اگر پیاس نے تنگ کیا ہے تو میں فرشتہ کو حکم دوں کہ وہ تمہارے لیے حوض کوثر سے پانی لائے۔بڑی کوشش و ہمت کے بعد مدھم سی آواز میں عرض کرتے۔ابا حضور مجھے اس دنیا کی کسی چیز کی حاجت نہیں۔میں جنت کی حوروں کو دیکھ رہا ہوں۔وہ شربت کے گلاس لیے مجھے اپنی طرف بلا رہی ہیں۔ایک طرف دادا جان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ رہے ہیں کہ بیٹا جلدی آ اور میرے سینے سے لگ جا۔دوسری طرف دادی اماں میرا انتظار کر رہی ہیں۔نانائے پاک جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حوضِ کوثر پر کھڑے ہیں اور مجھے اشاروں ہی اشاروں میں اپنے پاس بلا رہے ہیں کیہ تو تین دن کا بھوکا اور پیاسا ہے مجھ سے آ کے جام کوثر پی لے۔جنت کے پُر بہار نظارے میرے سامنے ہیں۔مجھے ایسی ایسی دلکش چیزیں نظر آ رہی ہیں۔جنہیں نہ تو میں نے دیکھا ہے اور نہ ہی ان کے متعلق کسی سے سنا ہے۔

امام مظلوم بولے بیٹا پھر رونے کی کیا وجہ ہے؟ مجھے جلدی سے بتاؤ۔میرا دل پھٹا جا رہا ہے۔حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رو کر عرض کی۔ابا جان مجھے اور تو کوئی غم نہیں۔صرف یہ غم ہے کہ آپ اکیلے رہ گئے ہیں۔

Marfat.com

یہ کہہ رہے تھے کہ چہرہ پر زردی چھانے لگی۔ آنکھوں کی پتلیاں چڑھنے لگیں۔ کپکپی طاری ہونے لگی تو علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے۔ ابا جان نانائے پاک ﷺ مجھے بلا رہے ہیں۔ اس لیے میرا منہ قبلہ رُخ کر دیجئے۔ امام مظلوم نے روتے ہوئے شبیہہ مصطفیٰ کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا۔ شبیہہ مصطفیٰ کو ایک ہچکی آئی اور روح اقدس قفسِ عنصری سے پرواز کر کے خُلد میں جاگزین ہوئی۔ (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)

(تاریخ طبری۔ تاریخ ابن خلدون۔ روضۃ الشہداء جلد دوم۔ نور العین)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا زاد بھائیوں کی شہادت

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ میدان کربلا میں جو شہادتیں ہوئیں وہ سب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ہوئیں میدان کربلا میں بہت سے جانثاروں کی شہادتیں ہو چکی تھیں اور اب خاندانِ رسالت کے پھول یکے بعد دیگرے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کے لئے موجود تھے ان کی تعداد تقریباً اٹھارا یا انیس تھی۔ خاندان رسالت کے ان نونہالوں کو قربان گاہِ عشق و محبت میں پیش ہو کر اور عظمتِ اسلامی کی بھینٹ چڑھ کر خالق حقیقی کو راضی اور نانائے پاک کو شاد کرنا تھا اس وقت نہ کوئی مددگار تھا۔ جو حرم رسول کو اعدائے دین کی یورش سے بچائے اور نہ کوئی پُرسان حال جو دلاسہ دے کر سینے سے لگائے۔ حبیب بن مظاہر۔ زہیر بن قین اپنی جانیں فدا کر چکے تھے۔ حضرت بریرؓ خاک و خون میں تڑپ کر جذبہ فداکاری دکھا چکے تھے۔ ایک روز کے دولہا دہب کلبی کی لاش یہ پیغام سنا رہی تھی کہ مسلمانوں کا دولہا اس طرح سنوارا جاتا ہے اور مہندی کی بجائے خون سے ہاتھ پیلے کر کے اس طرح شادی کی رسم پوری کی جاتی ہے۔ نافع بن ہلال کے ٹوٹے ہوئے تھ زبانِ حال سے پکار پکار کر یہ کہہ رہے تھے کہ ناموسِ شریعت کے گرتے ہوئے ستون کو اس طرح سہارا دیا جاتا ہے۔ میدانِ

Marfat.com

جنگ میں خیمہ گاہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضرت عمر بن کرت اور علی بن کرت دونوں سگے بھائیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں فرق صرف اس قدر تھا کہ حضرت عمر کرت جام کوثر پی کرابدی نیند کے مزے لوٹ رہے تھے اور ان کے بھائی علی بن کرت شقی کی روح وادی جہنم کی آتشیں زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی اس مرحلے پر تقدیر مسکرا رہی تھی۔ خاک کربلا کا ذرہ ذرہ حیرت سے دم بخود تھا کہ دونوں ایک ہی شخص کے فرزند ایک ہی ماں کے بیٹے لیکن ایک جنتی ہے دوسرا جہنمی۔ (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُوْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ)

یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرمادے۔

امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان جنگ کے پاس کھڑے ہیں تیر برسانے والے، تلواریں چلانے والے تو سبھی نظر آرہے ہیں لیکن (اَمَا مَن يُذبُّ عَن حَرِيمَ رَسُول اللّٰه) کی صدا پر لبیک کہنے والا کوئی نظر نہ آتا تھا آپ نے سوچا کہ میں خود میدانِ جہاد میں نکلوں۔ ذوالفقار حیدری سنبھال کر گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے تھے کہ حضرت عباس علمدار نے گھوڑے کی لگام جا پکڑی۔ حضرت قاسم قدموں سے لپٹ گئے اور عبداللہ بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ جوڑ کر سواری کے نیچے لیٹ گئے اور کہنے لگے کہ جب تک ہم زندہ ہیں آپ کو اعدائے دین کے مقابلہ میں ہرگز نہ جانے دیں گے۔ اے امام دو جہاں تم سخی ہو۔ سخی کے بیٹے ہو۔ شانِ کریمی کا تقاضہ یہی ہے کہ جامِ شہادت سے اپنے جانثاروں کی پیاس بجھانے کے بعد سب سے آخر میں آپ اپنی پیاس بجھائیں اے جگر گوشہ بتول یہ آپ کے شیوہ کریمانہ کے خلاف ہے کہ خود تو اپنے نانا جان کے ہاتھوں کوثر کے چھلکتے ہوئے ساغر اُڑاؤ اور تمہارا جانثار کربلا کے جھلستے ہوئے ریگستان میں پیاس کی شدت سے ایڑیاں رگڑیں اے فرزند رسول اللہ ﷺ اس حقیر دنیا کو آخرت پر قربان کرنے کے لیے بیتاب ہیں۔

Marfat.com

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانثاروں کا اصرار دیکھ کر کھڑے ہی تھے کہ آپ کے قوت بازو مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو روکتے ہوئے خود میدانِ کارزار میں جانے کی اجازت طلب کی۔امام عالی مقام نے فرمایا۔بھائی تو بازو توڑ گئے دو بھتیجے ظالموں نے ذبح کر دیئے۔اب میں تجھے بھیج کر اپنے بھائی کی یاد مٹادوں۔میں تجھے ہرگز اجازت نہ دوں گا مگر عبداللہ نے اصرار کیا۔آ کر امام پاک سے اجازت طلب کر کے میدان جنگ میں پہنچے اور مقابلہ کے لیے للکارا سب سے پہلے قدامہ بن سعد آپ کے مقابلہ کے لیے نکلا مگر دو ہاتھ دیکھ کر ہی بھاگ کھڑا ہوا۔یہ دیکھ کر سب سے پہلے آپ نے نیزہ زمین پر پھینک دیا اور تلوار رکھ کر پکار لگائی او بدبخت اگر ہمت ہے۔تو مقابلہ کر۔شقی نے جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہتا دیکھا تو پلٹ کر نیزے کا وار کیا۔آپ جھک گئے۔دوبارہ وار کرنا ہی چاہتا تھا تو آپ نے تلوار کا ایک ہی وار کیا جس سے اس کا رخسار کٹ گیا۔جب دوسرا وار کیا تو لعین کے دو ٹکڑے ہو گئے اور خاک وخون میں تڑپنے لگا۔اس کے بعد آپ کوفیوں کے لشکر میں گھس گئے۔صفیں الٹ دیں اور نامور بہادر صالح بن نصیر قدامہ حبشی،حمید حمیری اور کامل بن حمیر کے علاوہ دوسرے کئی اشقیاء کو واصل جہنم کیا آخر ظالموں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا اور تیر وتلوار سے وار کرنے شروع کر دیئے۔آپ کا جسم مبارک زخموں سے چور ہو چکا تھا۔مگر پھر بھی برابر اشقیاء کو واصل جہنم کرتے رہے آخر شقی جداع دمشقی نے پشت کی جانب سے آ کر آپ کے گھوڑے کے پچھلے دونوں پاؤں کاٹ دیئے۔حضرت عبداللہ گھوڑے سے نیچے گر پڑے نوفل بن مزاحم نے ایسا تیر مارا۔جس کی تاب نہ لا کر آپ جہانِ فانی سے دار بقا کو سدھارے۔(اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

حضرت جعفر بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھتیجے عبداللہ بن مسلم رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اشکبار آنکھوں کے ساتھ میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھی کہ میں مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں ہاشمی نسل اور غالب کے گھرانے کا ہوں بے شک ہم سارے قبیلوں کے سردار ہیں اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں پھر آپ نے لڑنا شروع کیا اور بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ بہت سے یزیدیوں کو خاک وخون میں ملادیا دشمن جب تلوار سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکے تو چاروں طرف سے گھیر کر تیروں کی بارش شروع کی آخر عبداللہ بن عزہ کے تیر سے شہید ہوکر آپ بہشت بریں میں جاپہنچے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی کو خاک وخون میں غلطاں دیکھ کر بے چین ہوگئے اور بھوکے شیر کی طرح کوفیوں پر جھپٹ پڑے صفوں کو درہم برہم کردیا اور دشمنوں کے خون سے میدان کو لالہ زار بنادیا۔

آخر عثمان بن خالد اور بشیر بن سوط ہمدانی نے مل کر آپ شہید کردیا دونوں بھائیوں کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن عقیل شیر ببر کی طرح میدان میں کود پڑے اور شمشیرزنی کے وہ جوہر دکھائے کہ بڑے بڑے بہادروں کے دانت کھٹے کردیے اور بہت سے کوفی جہنم میں پہنچا دیے آکر میں عثمان بن اشیم اور بشیر بن سوط ہمدانی کے ہاتھوں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔آلِ عقیل کے گھرانے کے نونہالوں کی مبارک لاشیں میدان کربلا میں پڑی تھیں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اہل بیت اطہار کی دیگر مظلوم خواتین خیمہ کے دروازے پر باپردہ کھڑی دور سے یہ دلخراش منظر دیکھنے پر مجبور تھیں۔

(تاریخ طبری۔روضۃ الشہداء جلد دوم۔مرج البحرین)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹوں کی شہادت

میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں میں ہرکوئی

Marfat.com

شہادت کے حصول کا متمنی تھا ان جانثاروں میں آپ کے بھانجے حضرت عون ومحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے اس ضمن میں مورخین لکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھیوں میں سے ہر ایک اس بات کا خواہشمند تھا کہ سب سے پہلے اس کے سر پر عظمت وافتخار کا سہرا بندھے۔اچانک دیکھتے ہیں کہ دور سے امام کی دکھی بہن زینب شرم وحیاء کی پتلی بنی ہوئی چادر تطہیر میں کچھ چھپائے ہوئے چلی آرہی ہے اور امام مظلوم سے بات کرنے کے لیے ہاتھ کا اشارہ کررہی ہے۔امام نے توقف کیا اور ہمشیرہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آکر عرض کرنے لگیں۔اس امید پر کہ خالی دامن نہ جاؤں گی اور آپ کو یاد ہوگا کہ جب مین کبھی کچھ مانگنے کی خواہش کرتی تھی۔تو میرے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور والدہ فاطمۃ الزہرا اور نانا پاک ﷺ بھی مجھے خالی دامن نہ لوٹایا کرتے تھے اس لیے آپ ہاں کریں اور وعدہ کریں تو میں آپ سے کچھ مانگوں گی۔امام مظلوم فرمانے لگے اے میری ہمشیرہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہاری خواہش کو کبھی کسی نے نہیں ٹھکرایا۔آج میں شہادت گاہِ اُلفت میں قدم رکھنے جارہا ہوں شاید آج کے بعد یہ سورج مجھے دیکھنا نصیب نہ ہو اور آنے والی رات میرے لیے برزخ کی پہلی رات ہو؟ جب بہن کو یہ یقین ہوگیا کہ امام مظلوم میرے دامن کو خوشیوں اور مسرتوں کے موتیوں سے بھر دیں گے تو سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً یہ چادر اٹھا دی جس میں وہ کچھ چھپا کر لائی تھی۔چادر کا اٹھنا تھا کہ امام مظلوم یہ دیکھ کر ششدرو حیران رہ گئے کہ اس میں زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں معصوم بچے عون اور محمد مستور تھے جن کی عمریں علی الترتیب تیرہ اور پندرہ برس کی تھیں اور وہ دونوں رورہے تھے امام مظلوم نے فرمایا۔بہن یہ کیا ماجرہ ہے۔بہن بچے کیوں لائی ہو؟ یہ دونوں کیوں رورہے ہیں؟ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا بھائی جان یہ میرے دونوں لال اپنے ماموں جان پر قربان ہونے کے لیے بے تاب ہیں۔میں ان کی سفارش کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔خدارا میرے ان

Marfat.com

دونوں معصوموں کو میدان جہاد میں جانے کی اجازت دے کر میری آرزو پوری کریں۔دیکھئے اب انکار نہ کیجئے۔یہ آپ کیا سوچ میں پڑ گئے ہیں؟ آپ تو وعدہ فرما چکے ہیں کہ اب میں خالی دامن واپس نہ جاؤں گی۔امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ہوش آنے پر ایفائے عہد کرتے ہوئے بچوں کو میدان جہاد میں جانے کی اجازت دے دی اور اپنے ہاتھ سے انہیں سامان حرب سے لیس کیا۔ننھی ننھی تلواریں دے کر گھوڑوں پر سوار کیا اور کہا جاؤ بچو میدانِ کارزار میں ہاشمی خون کے ایسے جوہر دکھاؤ کہ رہتی دنیا تک یادگار بن جائے۔یہ دونوں شہزادے میدان جنگ میں عجب شان سے آئے۔

دشمن ان دونوں شہزادوں کے مقابل ایک ایک کر کے آتے رہے اور واصل جہنم ہوتے رہے۔حتیٰ کہ دنیا نے حیدرِ کرار اور جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لڑائی کا نقشہ پھر ایک بار اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا آن کی آن میں کئی یزیدیوں کو جہنم رسید کر چکے تھے۔لشکر اشقیاء میں کھلبلی مچ گئی۔ان کے حوصلے پست ہو رہے تھے۔وہ یہ سوچ رہے تھے کہ اگر گلستانِ فاطمہ کی ننھی منی کلیوں کی شجاعت کا یہ عالم ہے تو اس چمنستان کے پھولوں کی بسالت کا کون مقابلہ کرے گا۔شمر آگے بڑھ کر ابن سعد سے کہنے لگا اگرچہ یہ اصول جنگ کے خلاف ہے تاہم سیاست کا یہی تقاضا ہے کہ ان بچوں کو جتنی جلدی ممکن ہو سکے ختم کیا جائے اور کم از کم پچاس پچاس شیر دل شہسوار ان دونوں کا سر قلم کرنے کے لیے روانہ کیے جائیں۔حکم ملتے ہی پچاس شہسوار محمد کی جانب اور پچاس عون کی طرف روانہ ہو گئے جب لشکر اشقیاء کو اپنی جانب بڑھتے ہوئے ان دونوں معصوموں نے دکھا۔تو ان کے قدم پہلے سے زیادہ اور مضبوط ہو گئے۔حوصلے بلند ہو گئے اور شوق شہادت میں سرشار، جام کوثر پینے کے آرزو مند دونوں بھائی شانہ سے شانہ جوڑ کر مقابلے کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔ان ظالموں نے آتے ہی یکبارگی حملہ کر دیا یہ ننھے

Marfat.com

معصوم جو پہلے ہی سے تھکے ہوئے اور دودنوں کے پیاسے تھے۔ برابر آگے بڑھے جارہے تھے اور تابڑ توڑ حملے کررہے تھے۔

ان کا جسم اطہر زخموں سے چور ہو چکا تھا۔ پیاس سے زبان پر کانٹے پڑ چکے تھے۔ خون میں شرابور تھے۔ ایک ظالم کا تیر محمد کی پیشانی میں پیوست ہوگیا۔ ایک چیخ نکلی۔ گھوڑے سے نیچے گر گئے۔ اتنے میں ایک لعین نے پچھلی جانب سے عون کی کمر میں نیزہ مارا۔ وہ بھی گھوڑے سے نیچے گر پڑے اور ان اشقیاء نے ان گرے ہوئے شہزادوں پر تلواروں کے اتنے وار کیے کہ ان ننھے منے جسموں کے لاتعداد ٹکڑے کر دیئے۔ وہ اشقیاء دونوں ننھے ننھے سر نیزوں پر چڑھا کر لے گئے۔ امام مظلوم آئے اور معصوموں کی لاشوں کے ٹکڑے جو بکھے پڑے تھے انہیں جمع کیا۔ اپنی چادر میں باندھ کر خیمے میں لے گئے اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے رکھے۔ ستم دیدہ کربلا رو کر کہنے لگے اے میری مظلومہ بہن میدان کربلا میں تیری کمائی لٹ گئی ہے۔ تیرے دونوں معصوم ماموں پر قربان ہوگئے ہیں۔ اس صبر کی پتلی پر جاں فدا ہو کر یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود صبر و برداشت سے کام لیا اور شہیدوں کو چومنے لگی اور سر بسجود ہو کر کہنے لگی۔ بارِ الٰہ شکر ہے کہ آج میرے معصوموں نے میرے دودھ کا حق ادا کر کے اسلام کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اس حوالے سے علامہ طبری تحریر کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنتی پھول حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے میدان کارزار میں دشمنوں کے سامنے گئے دونوں بھائیوں نے وہ شجاعت کے جوہر دکھائے کہ صفوف اعداء میں ہلچل برپا ہوگئی آخر بہت سے یزیدی ملعونوں کو مارتے اور کاٹتے ہوئے خود بھی تیروں اور تلواروں کا نشانہ بن کر بہشت بریں میں جا پہنچے حضرت عون کو عبداللہ بن قطبہ للطائی نے اور حضرت محمد کو عامر بن نہشل نے

Marfat.com

شہید کیا امام عالی مقام کے رفقاء ان کی لاشیں اٹھا کر لے گئے اور خیموں کے پاس لا کر رکھ دیں اتنے میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آ گئیں امام عالی مقام نے فرمایا لو بہن تمہاری قربانی بھی قبول ہوگئی آؤ اپنے شہیدوں کی زیارت کرلو ماں نے جب اپنے فرزندوں کی کٹی پھٹی لاشوں کو دیکھا تو لاشوں کے اوپر گر گئیں اور بلائیں لیتے ہوئے کہا اے کاش! تمہاری جگہ ماں ہوتی۔

(تاریخ طبری۔مرج البحرین۔نورالعین)

بیٹوں نے ماموں سے اجازت مانگی

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹوں کا میدان جنگ میں نکلنا اور شہادت کے حوالے سے علامہ عبدالحمید دہلوی اپنی کتاب ''جگر گوشہ رسول ﷺ) میں لکھتے ہیں کہ اولاد عقیل کی شہادت کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دونوں صاجزادوں نے امام عالی مقام سے اجازت طلب کی۔حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بہن تھیں اور امام عالی مقام کی عاشق زار تھیں۔امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کمال محبت والفت تھی کربلا کے میدان میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیحد ذکر آتا کیونکہ آپ سے زیادہ کوئی دوسرا حضرت امام تشنہ کام کی مظلومی وبیکسی سے مضطرب وبیچین نہ تھا ان کو معلوم تھا کہ آج مجھ سے میرا بھائی ہمیشہ کے لیے چھٹ جائیگا ان کے درد وغم ان کے اضطراب والم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔وہ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے بڑی تھیں تمام کنبہ کی ماں گویا وہی تھیں اور ہر ایک پر ان کو مادرانہ شفقت تھی علی اکبر کو انہی نے پالا اور پرورش کیا تھا علی اصغر اکثر آپ ہی کی گود میں رہتے تھے۔غرض کہ اس وقت خاندان رسالت کی وہ فاطمہ زہرا تھیں اور حضرت فاطمہ زہرا خاتون جنت کے اوصاف واخلاق سے متصف تھیں۔میدان کربلا میں آپ کے دونوں

Marfat.com

صاحبزادے ایک طرف سے ہاشمی تھے تو دوسری طرف فاطمی تھے دادا بھی راہ خدا میں اس طرح شہید ہوئے تھے کہ دونوں ہاتھ کفار نے قلم کر دیے تھے اور نانا بھی ملجم کی تلوار سے زخمی ہو کر شہید ہوئے تھے۔

اختصار کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو ان دونوں صاحبزادوں کا حال اسی قدر ہے کہ پہلے اپنے ماموں امام دوجہان سے میدان میں جانے کی اجازت چاہی۔ امام عالی مقام نے تامل اور توقف کے بعد بصد مشکل اجازت دی اور فرمایا جاؤ اپنی اماں جان سے مل کر آؤ اور ان کی چھاتی سے جا کر لپٹ آؤ۔ دونوں صاحبزادے اس اشارے کو اجازت کا فرمان سمجھ کر اندر گئے اور اپنی والدہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اجازت طلب کی اور ان سے رخصت ہو کر میدان جنگ کی راہ لی اور وہاں اس مردانگی اور جوش و بہادری کے ساتھ لڑے کہ دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو عشق و شیفتگی تھی اس کو پیش نظر رکھ کر مرثیہ گو اہل قلم نے ان صاحبزادوں کی جنگ کو بڑی تفصیل کے ساتھ اور بڑے درد انگیز طریقہ سے قلم بند کیا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے چینی

بھائی بہنوں میں جو محبت اور عشق تھا اس کو سامنے رکھئے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں معلوم ہوتی کہ اب تک حضرت زینب کے صاحبزادوں کا میدان میں نہ جانا اور اپنے ماموں کے قدموں پر نثار نہ ہونا تعجب معلوم ہوتا ہے تو گویا وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تعجب تھا کہ میرے بچے کیوں میدان میں نہ جا سکے اور اس وجہ سے وہ ایک طرح سے بے چین بھی ہو رہی تھیں چنانچہ فرزندان عقیل کی شہادت کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اضطراب بڑھا اور آپ کو وہم ہوا کہ شاید میرے بچے میدان میں جانے سے جان بچا رہے ہیں یا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت نہ دی

Marfat.com

ہوگی مگر دل میں کہتی ہیں کہ اگر ماموں نے اجازت نہ دی تھی تو ان کے قدموں پر کیوں نہ گر پڑے اور کیوں حصول اجازت کے لئے پوری کوشش نہیں کی گویا یہ لڑکوں کا قصور ہے۔اس دیری سے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے لڑکوں پر خفا ہو جاتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ:

اچھا کیا جو کچھ کیا مرنے کو نہ جائیں
پر کوئی یہ کہہ آئے کہ اب گھر میں نہ نہیں
کیا کام ہے مجھ سے مجھے صورت نہ دکھائیں
مادر کی ملاقات سے بس ہاتھ اٹھائیں
پھر جائیں وطن چھوڑ کے مجھ خستہ جگر کو
ماں مرگئی آباد کریں باپ کے گھر کو

لیکن یہ واقعہ یہ تھا کہ فرزند زینب صبح ہی سے اپنے ماموں کے گرد چکر لگا رہے تھے اور اجازت حاصل کرنے کے درپے تھے بالآخر امام عالی مقام کے قدموں سے لپٹ گئے اور رو رو کر اجازت چاہی امام دوسرا کو بہن کی بیکسی پر ترس آیا اور اجازت دینے سے تامل فرمایا مگر جب بھانجوں کا اصرار حد سے بڑھا اور انھوں نے قدم نہ چھوڑے تو ارشاد فرمایا:

فرماتے ہیں شبیر کہ خیمے میں تو جاؤ
قدموں سے اٹھو سر مری چھاتی سے لگاؤ
یہ داغ بھی سہہ لینگے تم آنسو نہ بہاؤ
منظور جدائی ہے تو مادر سے مل جاؤ
وہ کہتے ہیں منہ ان کو دکھانے کے نہیں ہم
اماں ہیں خفا خیمے میں جانے کے نہیں ہم

Marfat.com

اب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تاخیر کی وجہ معلوم ہوئی اور حقیقت حال سے آگاہ ہوئیں کہ میرے بچے جنگ سے جی نہیں چرا رہے تھے بلکہ اس تاخیر کا سبب یہ تھا کہ امام دوجہاں اجازت نہیں دیتے تھے مگر اب اجازت مل گئی ہے۔تاہم لڑکے اندر میرے پاس خوف سے نہیں آ رہے کہ میں اس بنا پر خفا ہونگی کہ اب تک کیوں میدان میں نہیں گئے جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معلوم ہوا کہ بچے اسی وجہ سے میرے پاس آنے سے شرماتے ہیں تو آپ نے ان کو بلوایا اور کہلا بھیجا کہ بغیر مجھ سے ملے میدان میں نہ جائیں۔چنانچہ دونوں صاحبزادے خیمہ مطہر میں آن کر دست بستہ عرض کرنے لگے۔

فضہ نے بلایا تو وہ میدان سے آئے
دیکھا انھیں ماں نے کہ سروں پہ ہیں جھکائے
چھاتی سے لگانے کے لئے ہاتھ بڑھائے
وہ جوڑ کے ہاتھوں کا سخن لب پہ یہ لائے
ہم دیر سے رخصت کے طلبگار تھے اماں
تقصیر ہماری نہیں لاچار تھے اماں
فرزندوں کے اس عجز پہ رقت کا ہوا جوش
چھاتی اُمنڈ آئی تھی مگر رہ گئی خاموش
لپٹا لیا چھاتی سے انھیں کھول کے آغوش
فرمایا میں آزردہ نہیں کھوتے ہو کیوں ہوش
جی بھر کے نہ دیکھا تھا سو دیکھا تمہیں میں نے
پیاسے ہو تو لو دودھ بھی بخشا تمہیں میں نے
مرنے کو چلے جان نہ کی ماموں سے پیاری

Marfat.com

آؤ مجھے قربان تو ہونے دو میں واری
تھی آگے تو ماں آج سے لونڈی تمہاری
مادر سے وہ کہنے لگے با گریہ و زاری
افراطِ محبت سے یہ گفتار نہ کیجئے
ناچیز غلاموں کو گنہ گار نہ کیجئے

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے میدان جنگ میں

اس کے بعد آخری آداب بجالا کر اور ماں کی زبان سے دعا لے کر جنگ گاہ کی طرف گھوڑوں کو اُڑاتے ہوئے روانہ ہوئے اور اس شان سے میدان جنگ میں داخل ہوئے کہ یہ موت ان کے نزدیک آج سب سے زیادہ محبوب وعزیز چیز تھی۔

جنگ گاہ میں گھوڑوں کو اُڑاتے ہوئے آئے
شان اپنی سواری کی دکھاتے ہوئے آئے
نیزوں کو دلیرانہ ہلاتے ہوئے آئے
انیاں سوئے کفار اُٹھاتے ہوئے آئے
لرزہ تھا شجاعوں کو دلیروں کی نظر سے
تکتے تھے صف فوج کو شیروں کی نظر سے
دو شیر چلے جاتے تھے اس فوج کو رولے
کیا منہ تھا کہ دم مارے کوئی یا کوئی بولے
سب پیچھے ہٹے جاتے تھے تلواروں کو تولے
سدھ تھی نہ کسی کو جو سر پشت سے کھولے
غالب ہو رعب اُن کا ہر ایک تیغ بکف پر
جس صف پہ گرے وہ گرے دوسری صف پر

Marfat.com

غل تھا کہ خوشا حُسن زہے دبدہ وجاہ
لڑکے ہیں کہ دوشیر ہیں العظمۃ للہ
اک مہر ہے افلاکِ شرافت کا تو اک ماہ
دیکھیں انھیں یعقوبؑ تو یوسف کی نہ ہوچاہ
کیا نور ہیں کرتے ہیں جو رُخ لشکر کیں پر
دو صاعقہ گر پڑتے ہیں اک بار زمیں پر
لوٹا سے تو قد پھول سے منہ چاند سے رخسار
پیچیدہ ہیں سنبل کی طرح گیسوئے خمدار
نرگس انھیں آنکھوں کے تصور میں ہے بیمار
وہ خوں سے بھر کے فاعتبروایا اولی الابصار
مردم ہیں سیہ پوش بہ سامانِ عزا ہے
آنکھوں سے نظر آئے نہ ماں کو تو بجا ہے
ہیں حسن و لطافت کے سراپا میں قرینے
گویا یہ ہیں لب اخاتم قدرت کے نگینے
پتلی کمریں گل سے بدن چاند سے سینے
اس طرح کے سینے کبھی دیکھے ہیں کسی نے
آئینہ کو نسبت ہے نہ ضیا میں نہ صفا میں
مہتاب سے روشن ہیں گریبان قبا میں

جعفر طیار کے پوتے اور علیؑ کے نواسے تھے شجاعت و بہادری ان کی کنیز تھی میدان میں پہونچے پہونچتے ہی للکارے:۔

لشکر میں یہ غل تھا کہ وہ جانباز پکارے

Marfat.com

لڑنا ہو جسے سامنے آجائے ہمارے
ہم وہ ہیں کہ جب ہوتے ہیں میداں میں اُتارے
رستم کو بھگا دیتے ہیں تلواروں کے مارے
ہے قہر خدائے دوجہاں حرب ہماری
رُکتی نہیں دشمن سے کبھی ضرب ہماری
عاجز نہیں گوہے تعب تشنہ دہانی
للکاریں تو ہو جائے جگر شیر کا پانی
دنیا میں کوئی آج ہمارا نہیں ثانی
ہیں فضل الٰہی سے ہمیں دین کے بانی
معبود کی طاعت کا سر انجام نہ ہوتا
ہم ہوتے نہ دنیا میں تو اسلام نہ ہوتا
دادا میں جو طاقت تھی وہ طاقت بھی ہے ہم میں
ہے زور بھی نانا کا شجاعت بھی ہے ہم میں
وہ دبدبہ وشان وشوکت بھی ہے ہم میں
اور ماموں کی مظلومی وغربت بھی ہے ہم میں
چھوٹے ہیں حقیقت میں یہ حاصل ہے برابر
رتبے میں قرآن وحمائل ہے برابر

عربوں کا جنگ میں رجز خوانی کرنا ایک عام دستور تھا اور برمحل وفی البدیہہ شعار میں رجز خوانی کرتے تھے جب عام لوگوں کا یہ حال تھا تو ہاشمی اور فاطمی زبان آوروں کی کیا بات ہے جن کی فصاحت وبلاغت اور طلاقت لسانی کا لوہا عرب مانتا تھا ان زبان سے یہ رجز کس قدر بھلا معلوم ہوتا ہے گوان کے الفاظ کچھ اور ہونگے مگر مفہوم

Marfat.com

یقیناً یہی ہوگا کہ ہم باپ اور ماں دادا اور نانا دونوں طرف سے بہادر ہیں۔شجاعت ہمارا خاندانی ورثہ ہے مگر عمر اور سن وسال میں ہم چھوٹے ہیں لیکن اے گمراہو جانتے ہو کہ ہم کس کے بیٹے اور پوتے ہیں۔کس کے بھانجے اور نواسے ہیں ہماری کم عمری پر نہ جانا ہم شیر ہیں اور شیروں کی اولاد۔ہماری رگوں میں خون ید اللّٰھی رواں ہے اور ہمارے بازوؤں میں جعفر طیار کی قوت وطاقت ہے۔ذرا آگے بڑھ کر سامنے تو آؤ اور ہماری ننھی ننھی تلواروں اور چھوٹے چھوٹے نیزوں کا مزا چکھو کہ ان کی ضرب میں صرف موت ہی کا ذائقہ ہے۔

زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال بے جگری سے لڑے

بہر حال رجز خوانی کر کے دونوں بھائی ہجوم اعداء پر اس طرح جھپٹ کر حملہ آور ہوئے جیسے شہباز چڑیوں کے جھنڈ پر گرتا ہے۔گو نوعمر تھے مگر سینہ میں شیر کا دل رکھتے تھے اور دل میں شیرِ خدا کی شجاعت اس پر فردوس بریں کی چاہ اور محمد رسول اللہ ﷺ اور فاطمہ زہرا کے دیدار کی تمنا۔جی زندگی سے سیر اور جان تمنائے شہادت پر بے تاب تھی مگر گمراہ کوفی اور باطل پرست شامی ان بہادروں کا مقابلہ کیا کر سکتے تھے جن کے دل باطل پرستی پر مضمحل اور روحیں حق کی مخالفت سے افسردہ تھیں۔زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال اس طرح جان توڑ کر لڑے کہ دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے۔دونوں بھائی ساتھ ساتھ مصروف کار تھے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر خیمے کے پردے سے لگی کھڑی اپنے جگر گوشوں کو شجاعت وبہادری کو دیکھ رہی ہوں اور درگاہ خداوندی میں دست بدعا ہوں تو کون سی حیرت کی بات ہے۔آخر ماں تھیں بچوں کو رن میں بھیج کر اگر دل مضطرب ہو اور دستِ دعا دراز ہوں تو بالکل فطری جذبہ ہے۔

دونوں صاحبزادے اس شان سے لڑ رہے تھے کہ امام عالی مقام اور عباس

Marfat.com

علمدار وقاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زبان سے۔بے اختیار تحسین وآفرین کے پھول جھڑنے لگے۔

میر انیس نے دونوں صاحبزادوں کی جنگ کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے:۔

پڑھ کر یہ رجز دونوں نے جولاں کئے گھوڑے
چلے میں ادھر تیر کمانداروں نے جوڑے
غل تھا کہ خبردار کوئی منہ کو نہ موڑے
یہ دونوں بہادر ہیں تو ہم بھی نہیں تھوڑے
یا مار کے تلوار گرا دیتے ہیں ان کو
یا نیزوں کی نوکوں پر اٹھا لیتے ہیں ان کو
یہ سن کر صفیں بڑھنے لگیں دشت دغا سے
لہرائے نشانوں کے پھریرے بھی ہوا سے
دل ہل گئے نقارہ رزمی کی صدا سے
لشکر میں در آئے شہ مرداں کے نواسے
نعروں کا دلیروں کے گیا شور فلک پر
تیغوں کی چمک پھیلی تھی بجلی کی چمک پر
سوار چلے آتے تھے نیزوں کو سنبھالے
تھا شور کہ رکھدیتے ہیں ان سینوں پر بھالے
ہٹ ہٹ کر بڑھاتے تھے قدم برچھیوں والے
پر رُکتے نہ تھے شاہ کی آغوش کے پالے
دو دن کے پیاسے پہ غضب لڑتے تھے دونوں
جو ٹوکتا تھا شیر سے جا پڑتے تھے دونوں

Marfat.com

وہ چھوٹی سی تیغیں تھیں کہ تھا قہر الٰہی
آفت تھی پیادوں پہ سواروں پہ تباہی
بھاگے چلے جاتے تھے نمو دار سپاہی
پرزے تھے زرہ پوشوں کے تن صورت ماہی
کٹ کر تن کفار سے سر دور ہوئے تھے
چار آئینے شیشوں کی طرح چور ہوئے تھے

اس جانبازی وسرفروشی کے جوہر دیکھ دیکھ کر امام عالی مقام احسنت ومرحبا کہہ رہے تھے اور حضرت عباس وحضرت قاسم کی زبانیں وقف تحسین وآفرین تھیں اور کیوں نہ ہوتیں کہ اتنی سی عمر میں یہ شجاعت امام عالی مقام کے دل میں اس جذبہ کا پیدا ہونا کچھ بھی تعجب کی بات نہیں کہ جاؤ کوئی جا کر ان دونوں نونہالوں کو بلالاؤ۔ماں کی ممتا کا رنگ طبیعت ہی دوسرا تھا دل بلیوں اچھل رہا تھا ایک طرف دل کے ٹکڑوں کی بہادری وشجاعت کو دیکھ کر اور سن کر دل میں مسرت وسرور اور فخر وغرور کا جوش اُمنڈ رہا تھا اور دوسری طرف انجام کا خیال روح کو تڑپا رہا تھا لیکن ہر حال میں یہ خیال سب پر غالب تھا کہ بھائی کی جان بچے اور عزت وآبرو کو چار چاند لگیں چنانچہ فرماتی ہیں:۔

سِن چھوٹے ہیں فاقوں سے اور تشنہ دہن ہیں
پابند مصیبت ہیں گرفتارِ محن ہیں
بچھڑے ہوئے ہیں باپ سے آوارہ وطن ہیں
بندے ہیں ترے فدیہ سُلطانِ زمن ہیں
اس کی نہیں طالب کہ یہ دولت مری رہ جائے
عزت سے نہ مرجائیں تو عزت مری رہ جائے
میں شاد ہوں لڑکوں نے نکالے مرے ارمان

Marfat.com

لڑنے کو چڑھے حق نے چڑھایا انھیں پروان
چہروں پر ہے شملوں کے کیے پیچو کی کیا شان
ان چہروں کے صدقے میں اور ان سہروں کے قربان
جاگے ہوئے ہیں شب کے گرے پڑتے ہیں دونوں
میدان میں دولہا سے بنے لڑتے ہیں دونوں
تلواروں سے مجروح ہوں یا برچھیاں کھائیں
ممکن نہیں جیتے جی وہ میدان سے آئیں
اس دم مرا دل دیتا ہے دونوں کو دعائیں
لے آئے کوئی چھوٹے سے ہاتھوں کی بلائیں
ڈیوڑھی سے صدا اپنی سُنانے کی نہیں میں
چاہیں کہ بلالیں سوبلانے کی نہیں میں

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دونوں صاحبزادے جان توڑ کر لڑ رہے تھے دشمنوں نے ہجوم کر کے دونوں کو علیحدہ علیحدہ نرغہ میں لے لیا دونوں ایک دوسرے کی نظر سے غائب ہوگئے۔یعنی بیچ میں دونوں کے لعینوں کا ہجوم حائل ہوگیا۔صاحبزادے گھوڑوں کی زین پر رکابوں پر زور دیکر اچک اچک کر ایک دوسرے کی حالت کو دیکھ لیتے تھے۔اسی دوران میں محمد کی نگاہ جو اپنے بھائی کی خبر گیری کے لئے پھری تو موقع کو غنیمت سمجھ کر ایک شقی نے پس پشت ہوکر ایک نیزہ ایسا مارا کہ زینب کا لال گھوڑے پر سے سنبھل نہ سکا اور زمین پر آرہا۔ادھر ساتھ کے کھیلے اور ایک گود کے پلے ہوئے تھے اپنے بھائی عون کو نہ دیکھا تو بیتاب اور اپنے دشمنوں سے بے خوف اور بے پرواہ ہوکر بھائی کی مدد کے لئے بپھرے ہوئے شیر کی مانند جھپٹا لیکن زینب کا یہ دوسرا لال دشمنوں کے دو دلوں میں پھنس گیا ایک وہ جو جناب محمد کو شہید کر کے پلٹ رہا تھا اور دوسرا وہ جو

Marfat.com

حضرت عون کو گھیرے ہوئے تھا سامنے وہ درندے تھے جو محمد کو خاک وخون میں گرا کر لوٹ رہے تھے اور پشت پر وہ دیو سیرت ملعون تھے جو حضرت عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبرد آزماں تھے۔دونوں ملعون گروہوں نے نیزوں سے چھید چھید کر گرادیا۔اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دونوں شہزادے زخموں سے خاک میں تڑپنے لگے۔خالی گھوڑوں کو دیکھ کرتو امام عالی مقام نے انجام کو سمجھ لیا۔زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل وجگر کے ٹکڑوں کو اٹھانے کے لئے دوڑے دیکھا تو دم واپسیں تھا۔جا کر دونوں بھانجوں کے سرزانو پر رکھے اور آہ سرد بھر کر اور آنکھوں میں آنسو بہا کر فرمایا۔ماموں کی جان مظلوم ماموں پر قربان ہونے والے زینب کے دل وجگر کے ٹکڑے جعفر طیار کے پوتے اور شاہ خیبر کے نواسے تھے۔بستر پر مرنا گوارانہ کیا۔میری بیکسی تم سے نہ دیکھی گئی مجھ سے پہلے ہی میری آمد کی خبر علی وفاطمہ کو سنانے کے لئے جنت کو سدھار گئے مگر بیکس اور دکھیا ماں کا تو خیال کرتے۔امام عالی مقام کی آواز سن کر عون نے آنکھ کھولی اور زانوئے امام پر اپنا سر دیکھ کر اپنی خوش نصیبی پر مسکرانے لگا اور بھائی محمد کو آواز دی کہ بھیا آنکھ کھو لو۔دیکھو ماموں جان آئے ہیں۔محمد نے آنکھ کھولی تو قبلہ عالم کو سرہانے پایا۔دیدار امام سے شاد کام ہوکر دونوں اپنی خوش بختی پر مسکرائے اور جان جاں آفریں کے سپرد کردی اس منظر کو میر انیس مرحوم نے خوب دکھایا ہے:۔

دولاشوں پہ روتے ہوئے پہنچے شہ ابرار
مہماں کوئی ساعت کے ملے وہ جگر افگار
کس عمر میں ہستی کا چمن چھوڑ رہے تھے
گودی کے پلے خاک پہ دم توڑ رہے تھے
رُخ زرد تھے اور خاک میں آلود تھے گیسو
جھک آئے تھے کٹ کٹ کے مہ سے جو وہ ابرو

Marfat.com

تلواروں سے ٹکڑے تھے وہ تلوار سے بازو
مہتاب سی وہ چھاتیاں اور تیرسہہ پہلو
پھکتا تھا جگر آنکھ نہ کھل سکتی تھی غش سے
ہونٹوں پہ زبانیں نکل آئی تھیں عطش سے
ٹکڑے ہوا سینے میں دل سبط پیمبر
ہے ہے کہا اور لاشوں سے لپٹے شہ صفدر
چھوٹے نے بڑے سے یہ کہا ہوش میں آکر
بالیں پہ حضور آئے ہیں چونکو تو براور
مشتاق تھے تم سید ذی جاہ کو دیکھو
مرتے ہوئے دیدار شہنشاہ کو دیکھو
سن کر یہ صدا غش سے جو چونکا دل افگار
دونوں نے رکھا سر بہ قدم سید ابرار
اکبر سے یہ کی عرض اے شاہ کے دلدار
دشمن ہیں بہت قبلہ عالم سے خبردار
ہم دونوں غلاموں کا نہ غم کھائیو جائی
سر پیٹیں جو اماں انھیں سمجھائیو بھائی

اس کے بعد دونوں صاحبزادے راہی فردوس بریں ہوئے اور دونوں کی لاشیں خیمہ میں لائی گئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جو کچھ گزری اُس کا ہلکا سا خاکہ یہ ہے:۔

دیکھا جو لہو بچوں کا چھاتی اُمنڈ آئی
نزدیک تھا مرجائے یدا اللہ کی جائی

Marfat.com

پر فاطمہ کے صبر کی شان اس نے دکھائی
سب سے یہ کہا نیک لگی میری کمائی
بچے مرے قربان ہوئے احسان خدا کا
اے بی بیو صدقہ ہے یہ شاہ شہدا کا
روکر شہ والا نے کہا صدقے میں تم پر
دم بھر انھیں رولو کہ یہ مہمان ہیں خواہر
بانو نے اشارا کیا اے سبط پیمبر
قربان گئی آپ بس اب جایئے باہر
گر ضبط اسی طرح سے فرمائیں گی زینب
یہ ماتمِ اولاد ہے مرجائیں گی زینب

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بیٹوں کی لاشیں

امام عالی مقام کے لحاظ سے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضبط کئے ہوئے تصویرِ غم و پیکر ماتم بنی بیٹھی تھیں سامنے ایک نہیں دونو نہالوں کی لاشیں خون میں نہائی پڑی تھیں یہ وہی جگر کے ٹکڑے تھے جن کو راتوں کو جاگ جاگ کر اور دن کو گودی میں لے کر ٹہل ٹہل کر ناز و نعمت سے پالا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے گلشن فاطمہ کے یہ نونہال تروتازہ ماں کے پکھوے سے گلے لگے ہوئے تھے اور بلبل کی طرح چہک رہے تھے۔ ابھی ماں کے پاس سے سج دھج کر میدان میں گئے تھے اور جاتے وقت ماں کی چھاتی سے لپٹ کر گئے تھے ابھی وہی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال خون میں نہائے ہوئے خاموش پڑے تھے۔ امام عالی مقام کا لحاظ تھا کہ سامنے بیٹوں کا لاشیں پڑی تھیں مگر زبان حرف آشنا پر آہ تک نہ تھی دل سے دھواں اٹھ رہا تھا جگر کے ٹکڑے ہوئے جاتے تھے کلیجہ منہ کو آرہا تھا مگر ضبط کئے بیٹھی تھیں۔

Marfat.com

بالآخر امام عالی مقام سے اشارہ سے عرض کیا گیا کہ آپ باہر تشریف لے جائیں۔چنانچہ:۔

روتے ہوئے خیمہ سے جوڈیوڑھی پہ گئے شاہ
فرزندوں کو چلانے لگی زینب ذی جاہ
یہ نیند ہے کیسی کہ خبر تم کو نہیں آہ !
صدقے گئی جاؤ شر کونین کے ہمراہ
زخمی ہو کے شبیرؑ تو جاں اپنی میں دوں گی
اچھا میں تمہیں دونوں سے ماں جائے کو لونگی
لو نیچے کاندھوں پہ دھرو میرے پیارو
تنتے ہوئے شبیر کے ہمراہ سدھا رو
گو پیاسے ہو دو دن کے پہ ہمت کو نہ ہارو
یہ خون میں ڈوبے ہوئے کپڑے تو اُتارو
اٹھ بیٹھو میں صدقے گئی اتنا نہیں سوتے
اس طرح تو جاگے ہوئے دولہا نہیں سوتے
سوتا ہے لڑائی کے دن ایسا کوئی غافل
بچوں تمہیں کیا سن کے کہیں گے شہ عادل
دیکھو کہ تڑپتی ہے یہ ماں صورت بسمل
سلجھاؤ یہ زلفیں کہ الجھتا ہے مرا دل
کیا غش میں ہو یہ سونے کا نقشہ نہیں ہوتا
ایسا تو کوئی نیند کا مارا نہیں ہوتا

Marfat.com

عبداللہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹوں حضرت عون ومحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے حضرت عبداللہ بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا چچا جان ہمیں بھی دشمنوں سے لڑنے کی اجازت عطا فرمائیں آپ نے ہرچند منع فرمایا لیکن بھلا وہ کب ماننے والے تھے۔قسمیں دلا کر اجازت لے ہی لی اور میدان میں پہنچے اور بے جگری سے لڑتے ہوئے پیش قدمی کی دشمن کے سپاہیوں کو چیرتے پھاڑتے عمرو بن سعد تک پہنچے اور اس اثناء میں آپ نے بہت سے جوانوں کو خون میں نہلا دیا۔عمرو بن سعد نے جو دیکھا تو ایک جوان ہاشمی بجلی کی سی تلوار چمکاتا ہوا اُسی کی طرف بڑھا چلا آتا ہے۔سخت گھبرایا اور قلب فوج میں بھاگ کر جا چھپا۔بختری بن عمر شامی نے جو عمرو بن سعد کو بھاگتے دیکھا کہنے لگا اے عمرو بن سعد تو لشکر کا سپہ سالار ہوکر ایک نوجواں ہاشمی شاہزادے سے ڈر گیا۔کیا دلاوری کے یہی معنی ہیں۔عمرو بن سعد بولا کہ بختری! مجھے تو اپنی جان پیاری ہے۔اگر تجھے اپنی جان بھاری ہے تو جا اور اُس کا مقابلہ کر جسے تو کم عمر اور ناتجربہ کار سمجھتا ہے۔اگر تو اس کے حملے کی تاب لے آئے گا تو میں قائل ہو جاؤں گا۔ورنہ اگر تو جی چھوڑ کر بھاگا تو سلام کروں گا۔

بختری نے یہ کلمات سن کر پانچ سو سوار جو اُس کی سرکردگی میں تھے اپنے ہمراہ لیے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے کے لیے بڑھا۔جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ایک تنہا آدمی کے لیے اتنا جمع غفیر چاروں طرف سے گھیر کر آ پہنچا ہے۔تو ادھر محمد بن انس اسد بن ابی دوجانہ اور اپنے غلام بیروزان کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لیے بھیجا۔

وہ پانچ سو آدمی سخت پریشان ہو گئے۔کائی سی پھٹ گئی۔کوئی اِدھر بھاگا کوئی

Marfat.com

اُدھر بھاگا کہ یکا یک شیث ربعی پانچ سو سوار لے کر اُن کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے بختری تجھے شرم نہیں آتی۔ بزدلوں کی طرح ایک ہاشمی جوان سے مقابلہ کرنے سے کتراتا ہے۔ مگر پیروزان کے حملے کچھ ایسے زبردست تھے کہ بختری کے ہوش اُڑ گئے۔ روایت ہے کہ اُس روز پیرزون نے ایسی دلیری سے کام لیا کہ اگر وہ پیاسا نہ ہوتا سارے لشکر کے لیے کافی تھا۔ القصہ جب پیروزان نے لشکر کفار کو بہت زیادہ پامال کیا تو چاہا کہ خدمت جناب امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جا کر اپنی جانفشانی کی داد لے کر پیچھے سے دھوکہ دے کر عثمان موصلی نے اُس کی کمر پر نیزہ مارا اور وہ بیچارہ گھوڑے سے گر پڑا۔ اسد بن دوجانہ اُس کی مدد کے لیے آئے مگر چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیر لیا۔ اسد نے چار شخصوں کو پھر ہلاک کیا اور پیروزان کو وہیں چھوڑ کر دوسری طرف متوجہ ہوئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیث ربعی سے لڑ رہے تھے۔ اور اثنائے حملہ میں ستر زخم اُس کے جسم پر لگا دیئے تھے۔ لشکریوں کا یہ حال تھا کہ بے حواس اِدھر سے اُدھر بھاگتے تھے اور چند حملہ آوروں کے سامنے ان سے کچھ بن نہ پڑتی تھی۔ آخر پہلے اسد ابن دوجانہ اور پھر پیروزان شہید ہوئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسی طرح سرگرم مبازرت تھے۔ اور عمرو بن سعد سے کہہ رہے تھے کہ اب اور کسی کو مقابلہ کے لیے بھیج۔ عمرو بن سعد نے اپنے لشکر میں پر پھر رجز خوانی کی اور قتل عبداللہ پر یوسف بن احجار کو ابھارا وہ کہنے لگا کہ اے عمرو بن سعد حکومت رے تو نے حاصل کی ہے۔ تو کیوں نہیں لڑتا۔ اور دوسروں کو کیوں ابھارتا ہے۔ وہ بولا کہ مجھے امیر نے لڑنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ بلکہ انتظام ونگرانی کا حکم دیا ہے۔ تجھے میں حکم دیتا ہوں کہ اس جوان سے نبرد آزما ہو اور اس کو قتل کرو ورنہ میں ابھی تیری شکایت ابن زیاد کے پاس بھیجتا ہوں۔ یوسف بن الاحجار شکایت کے خوف سے گھبرایا اور گھوڑا لے کر جانب حضرت

Marfat.com

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیا۔ چاہا کہ نیزہ آپ کے سینہ پر مارے کہ آپ نے کاوا کاٹ کے ایک نیزہ اُس کے حلقوم پر ایسا مارا کہ وہ ظالم گھوڑے سے نیچے گر کر ہلاک ہوا۔ طارق بن یوسف نے جب اپنے باپ کو اس حال میں دیکھا تو گھوڑا بڑھا کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر آیا اور سخت وست کہنے لگا۔ آپ نے اُسے بھی دو حملوں میں تہ تیغ کر دیا۔ اُس کے بعد مدرک بن سہل مقابلہ کے لیے آیا اسے بھی تہ تیغ کیا اور عمرو بن سعد کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ او دشمن اہل بیت! کیا دیکھتا ہے۔ جس میں دم ہو اور جو تیرے لشکر میں سب سے زیادہ جوانمرد ہو اُسے بھیج۔ عمرو بن سعد نے کچھ جواب نہ دیا اور خوفزدہ کھڑا رہ گیا۔ جب کوئی جنگجو آپ کے مقابلہ کے لیے نہ آیا تو آپ نے بسم اللہ کہہ کر ہاتھ اُٹھایا اور فوج دشمن کے میمنہ پر جا پڑے۔ کئی شخص آپ نے ہلاک کیے اور وہ پھر اپنے چچا امام عالی مقام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کرنے لگے۔ پیاس کی شدت سے برا حال ہے۔ شدید پیاس کا غلبہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اے نور نگاہ نہ گھبراؤ عنقریب حوضِ کوثر پر حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے ہاتھ سے ٹھنڈا پانی پیو گے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میدان جنگ میں پہنچے۔ ناگہاں چاروں طرف سے سب نے مل کر آپ کو گھیر لیا اور تیر برسانے لگے کہ آپ کا تمام جسم زخمی ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمدار یہ حال دیکھ کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لیے دوڑے اور اپنے ساتھ لا رہے تھے کہ پیچھے سے فیہان بن زبیر نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شانوں کے درمیان ضرب ماری اور آپ کو شہید کر ڈالا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس موذی کو ایک ضرب تلوار سے ٹھکانے لگا دیا۔ حمزہ بن فیہان نے چاہا کہ اپنے باپ کا بدلہ لے لیکن آپ نے بڑھ کر اُسے قتل کر دیا۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے کر جا

Marfat.com

ہو گئے۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھتیجے کی لاش کو دیکھ کر بے چین و بے قرار ہو گئیں مگر صبر اور استقامت سے کام لیا آنسو آنکھوں سے جاری تھے۔

(روضۃ الشہداء جلد دوم۔مرج البحرین۔حیات امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت قاسم بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت طلبی

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پھوپھی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چچا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہی کھڑے تھے چچا کو پکارا کہ میدان کارزار میں جانے کی اجازت طلب کریں مگر حوصلہ نہ ہوا ہمت نہ پڑی جانتے تھے کہ چچا اور پھوپھی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شفقت ومحبت کس قدر ہے باپ کا سایہ تو بچپن ہی میں سر سے اُٹھ گیا تھا۔چچا جان ہی کے ظلِ عاطفت میں پلے تھے اور انہی کی گود میں کھیل کر اتنے بڑے ہوئے تھے جانتے تھے کہ میدان میں جانے کا نام لیا اور چچا جان کلیجہ تھام کر بیٹھ جائیں گے۔چنانچہ وہی ہوا کہ حضرت قاسم نظریں نیچی کئے ادب سے سر جھکائے امام عالی مقام کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے زبان سے تو کچھ نہ کہا مگر نیچی نگاہیں زبان سے زیادہ فصاحت وبلاغت کے ساتھ دل کی ترجمانی کا حق ادا کرنے لگیں اور امام عرش مقام نے بھتیجے کو اس انداز میں دیکھ کر سمجھ گئے کہ مقصد سے آئے ہیں۔قاسم کی صورت دیکھ کر برادر مرحوم خلد آشیاں حسن سبز قبا کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی حسرت ویاس کی ایک نگاہ قاسم پر ڈالی دل بھر آیا دونوں ہاتھ بھتیجے کی بلوری گردن میں حمائل کر دیئے اور بے اختیار آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا۔بھتیجا کس طرح اپنے دل کو سنبھالتا ہے امام دوجہاں کی مظلومی و بے بسی کا مرقع نگاہوں کے سامنے تھا۔قاسم بھی چچا کی چھاتی سے لپٹ گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے لیکن دل کو کڑا کیا آنسوؤں کو پی جانے کی کوشش کی بھرائی ہوئی آواز پُرنم آنکھوں سے چچا کی طرف دیکھتے ہوئے

Marfat.com

عرض کیا چچا جان! مجھے میدان جنگ میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔امام عالی مقام نے فرمایا۔ بیٹا تمہیں کس بات کی اجازت دوں کیا تیروں سے چھلنی ہونے کی اجازت دوں تلواروں سے کٹنے کی اجازت دوں تم تو میرے بھائی حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشانی ہو حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا چچا جان! خدا کے لیے مجھے ان دشمنوں سے لڑنے کی اجازت دیجئے اور مجھے اپنے اوپر نثار ہونے کی سعادت سے محروم نہ کیجئے امام عالی مقام نے اشک بار آنکھوں سے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر محبت کی نگاہ ڈالی اور ان کے ماتھے کو چوما اور سینے سے لگایا اور رخصت کر دیا۔ جناب قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں آئے۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے بھی شہید ہو گئے

ابن سعد ملعون نے ایک مشہور جنگجو ارزق نامی سے کہا کہ اس نوجوان کو قتل کرو ارزق نے تکبرانہ انداز سے جواب دیا کہ میں وہ بہادر ہوں جو سینکڑوں ہزاروں کا مقابلہ کر سکتا ہوں اس بچے کے مقابلہ میں جانا میری توہین ہے ابن سعد نے برہم ہو کر کہا کہ تو نہیں جانتا یہ کون ہے؟ یہ شیر خدا کا پوتا ہے تین دن کا بھوکا پیاسا ہے پھر بھی اس کی ہمت و شجاعت کو دیکھنا ہے تو ذرا سامنے ہو جا اس نے کہا میں تو نہیں جاتا البتہ لشکر میں میرے چار بیٹے ہیں ان میں سے ایک کو بھیجتا ہوں اس کے لیے تو وہ ایک ہی کافی ہے چنانچہ اس نے اپنے لڑکے کو بھیجا وہ آپ کے مقابلے میں آیا آپ نے اس کا مقابلہ کیا اور چند منٹوں میں اس کو تڑپا کر رکھ دیا اور اس کی تلوار جو بہت اچھی تھی وہ چھین لی ارزق کے دوسرے بیٹے نے اپنے بھائی کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھا تو غصہ میں دیوانہ ہو کر آگے بڑھا کہ اپنے بھائی کا انتقام لے آپ نے اس کو بھی قتل کر دیا ارزق کا تیسرا بیٹا بھی غیظ و غضب کا پتلا بن کر بڑھا اور آپ کے سامنے آکر آپ کو گالیاں دینے لگا آپ نے فرمایا او اللہ کے دشمن تیری گالیوں کا جواب میں گالیوں سے نہ دوں گا یہ ہماری شان

Marfat.com

نہیں البتہ تجھے تیرے بھائیوں کے پاس جہنم میں پہنچا دیتا ہوں یہ کہہ کر اس پر حملہ کیا اور اس کو چیر کر رکھ دیا ارزق نے جب اپنے تین بیٹوں کا انجام بد دیکھا تو غصے سے لال پیلا ہو کر دھاڑنے لگا اور خود مقابلے کے لیے آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ اس کا چوتھا بیٹا بے ہودہ کلمات کہتا ہوا آگے بڑھا اور کہنے لگا اے باپ ذرا ٹھہر جا مجھے اس نوجوان سے دو دو ہاتھ کرنے دے وہ بھوکے شیر کی طرح آپ پر حملہ آور ہوا آپ نے اس کے وار کو اپنی تلوار پر روکا اور پھر اس پر اس طرح وار کیا کہ اس کو بھی جہنم رسید کر دیا اب تو ارزق کا حال قابل دید تھا اس کا سارا غرور خاک میں مل چکا تھا اس کی زندگی کی پوری کمائی لٹ چکی تھی وہ غیرت جواب تک قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچہ سمجھ کر مقابلہ پر جانے سے روک رہی تھی اب ختم ہو چکی تھی وہ ظالم غیظ وغضب کی آگ میں جلتا ہوا آگے بڑھا کہ اپنے بیٹوں کا انتقام لے اور ایک ہی وار میں اس نوجوان کو ختم کر دے لیکن اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے مقابلے میں وہ جوان ہے جس کے بازوؤں میں قوت ربانی کام کر رہی ہے وہ مقابلے میں آ کر ہاتھی کی طرح چنگھاڑنے اور شیر کی طرح دھاڑنے لگا اس کی تلوار فضا میں رعد و برق بن کر چمک رہی تھی جوں ہی اس کی نظر حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار پر پڑی جو آپ نے اس کے لڑکے سے چھینی تھی کہنے لگا خدا کی قسم! یہ تلوار میں نے ایک ہزار دینار میں خریدی ہے اور ایک ہزار دینار دے کر اسے زہر کا بجھاؤ دیا ہے یہ تمہارے ہاتھ میں نہیں رہنے دوں گا بلکہ اسی کے ساتھ تمہیں قتل کروں گا آپ نے فرمایا تیرے بیٹے اس کا مزہ چکھ چکے ہیں اور تو بھی خاطر جمع رکھ ابھی تجھے بھی اس کا ذائقہ چکھاؤں گا پھر آپ نے جنگی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے فرمایا ارزق! ہم تو تجھے ایک نبرد آزماں بہادر سمجھتے تھے مگر تو نہایت ناتجربہ کار ہے تجھے تو گھوڑے کی زین کسنے کا بھی سلیقہ نہیں وہ جھک کر کسی ہوئی زین کو دیکھنے لگا آپ نے اسی وقت ایک ایسا کاری وار کیا کہ اس کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیا اور ایک جست لگا کر

Marfat.com

اپنے گھوڑے سے اس کے گھوڑے پر جا بیٹھے اور فوراً دونوں گھوڑوں کے ساتھ خیمہ کی طرف آ گئے۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا واعماہ العطش العطش اگر ایک پیالہ پانی کا مل جائے تو ابھی ان سب کو نیست ونابود کر دوں گا امام عالی مقام نے فرمایا بیٹا تم عنقریب ساقی کوثر کے ہاتھ سے جام پیو گے دیکھو اس کے بعد پھر تمہیں پیاس کبھی نہ ستائے گی دیکھو تمہارے والد تمہاری راہ دیکھ رہے ہین جاؤ ان کے پاس پہنچنے کا وقت آ گیا ہے اور ان کو میرا سلام کہنا حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میدان میں آئے ابن سعد نے کہا یہ نوجوان ہمارے بہترین جوانوں کو قتل کر چکا ہے اب اس کو مہلت نہ دو چنانچہ اس کے حکم سے دشمنوں نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور آپ پر حملہ کر دیا اور شقی شیث بن سعد اور بعض روایات کے مطابق سعد بن عمروہ بن نقیل ازدی نے آپ کو شہید کر دیا امام عالی مقام نے زخمی بھتیجے کو گود میں لیا تو حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔آپ کے بعد آپ کے دو بھائی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی طرح دشمن سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

(تاریخ طبری۔حیات امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائیوں کی شہادت

میدان کربلا میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجوں اور بڈوں کی لاشیں سامنے پڑی تھیں۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا صبر واستقامت کا مجسم نمونہ بنی ہوئی تھیں آنکھوں میں آنسو تھے مگر رب تعالیٰ کی رضا پر راضی تھیں۔امام عالی مقام کا بھی شدتِ غم سے دل دماغ پگھل رہا تھا۔آپ اٹھے ہتھیار تھام کر پشتِ زین پر آئے ہی تھے کہ آپ کے بھائیوں نے آ کر سواری کی لگام کو تھام لیا اور عرض کرنے لگے اے

Marfat.com

برادر شفیق آپ کیا کر رہے ہیں۔ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ریحانِ رسول تو میدانِ جنگ اور بھائی آرام سے اسے خاک وخون میں لت پت تڑپتا دیکھیں اے محسن برادر پہلے ان جانثاروں کو اپنے قدموں پر قربان ہونے دیجئے۔شہسوار کربلا نے فرمایا بھائی خدا کے لیے بس کرو۔اب مجھے جانے دو۔میرے بعد تم سے کوئی جنگ نہیں کرے گا کیونکہ اگر یزیدیوں کو دشمنی ہے تو مجھ سے ہے تم آرام سے زندگی بسر کرو۔بولے بھائی جان ہم اپنی کھلی آنکھوں تو آپ کو نہ جانے دیں گے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت ابوبکر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر امام عالی مقام کی خدمت میں عرض کی بھائی جان مجھے بھی اجازت مرحمت ہو آپ نے فرمایا بھائی تم ایک ایک کر کے مجھ سے جدا ہوئے جارہے ہو انہوں نے کہا پیارے بھائی آج میرے پاس اس جان کے سوا اور کچھ نہیں وہ آپ پر نثار ہے اس کو قبول فرمالیں اور مجھے اجازت دیں آپ نے مجبوراً اجازت دی میدان میں تشریف لائے انہوں نے لڑنا شروع کیا اور یہ ثابت کردیا کہ میں شیر خدا کا فرزند ہوں جدھر بڑھتے کشتوں کے پشتے لگادیتے آخر زخموں سے نڈھال ہوکر قدامہ موصلی کے نیزے اور عبداللہ بن عقبہ عنقری کے تیر سے جام شہادت نوش فرمایا ان کے بعد ان کے دوسرے بھائی عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں آئے اور خداداد قوت اور طاقت سے بہت سے یزیدیوں کو مارتے اور کاٹتے ہوئے جنت الفردوس میں سدھارے اس کے بعد ان کے تیسرے بھائی عثمان بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو بھائیوں کا خون زمین پر بہتا ہوا دیکھا تو آنکھوں میں دنیا اندھیر ہوگئی ادھر اپنے بھائی امام عالی مقام کی خدمت کا جذبہ رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگا تو آگے بڑھ کر عرض کی جہاں آپ کے دو جانباز خلعت فاخرہ شہادت زیب تن کر گئے وہاں ایک حلہ مجھے بھی عطا ہو کہ میں بھی آپ کا بھائی ہوں امام عالی مقام نے فرمایا تم میری عظمت کا تاج ہو جاؤ

Marfat.com

اور کوثر پر تشنگی بجھاؤ میں بھی تمہارے پاس آنے والا ہوں حضرت عثمان بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام عالی مقام سے اجازت لے کر میدان میں خوب لڑے اور ایسے گراں بار حملے کیے کہ سواروں کو گھوڑوں پر نشست دوبھر ہوگئی اور پیدل پس پس کر رہ گئے آخر زخموں سے چور ہو کر خولی بن یزید اصمعی کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کر کے جنت میں پہنچے پھر امام عالی مقام کے چوتھے بھائی حضرت جعفر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اب جانثاری کا مستحق میں ہوں امام عالی مقام نے ایک نظر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا جان بہادری کے جوہر تمہاری پیشانی سے چمک رہے ہیں لیکن انبوہ کثیر سے تن تنہا لڑ کر کوئی واپس نہیں آیا اس لیے بہتر ہوگا کہ مبارزت طلب کر کے ایک ایک سے لڑو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بھائی جس سر میں جانبازی اور جانثاری کا سودا ہوا اس میں قلت وکثرت کی فکر کہاں سما سکتی ہے اب تو واپس آنے کی نہیں بلکہ آپ پر جان قربان کر کے جنت الفردوس میں ابا جان کے پاس جانے کی آرزو ہے۔امام عالی مقام نے ان کو سینے سے لگایا اور دیر تک روتے رہے حضرت عباس بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ یہ آخری بھائی رہ گئے تھے جو جدا ہو رہے تھے غرضیکہ امام عالی مقام کی اجازت سے میدان میں آئے اور جام شہادت نوش کیا۔

پیاسے بچوں کی بے قراری

جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیگر برادران منصبِ شہادت پر سرفراز ہو چکے تو حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دست بستہ ہو کر میدان جنگ میں جانے کی اجازت طلب کی۔امام عالی مقام حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مطالبہ سن کر مبہوت ہو کر رہ گئے اور بلا مبالغہ دل پر چوٹ سی لگی۔کلیجہ منہ کو آ گیا۔بڑی مشکل سے حواس بجا کیے۔صبر ورضا کے پیکر امام عالی مقام نے اپنے بھائی کا سر سینے

Marfat.com

سے لگایا آنکھوں سے کچھ محبت اور کچھ درد غم کے آنسو موتیوں کی شکل میں رخساروں پر چمکتے ہوئے بہنے لگے دیر تک سینے سے لگانے کے بعد فرمایا کہ کیا کروں مشیت الٰہی میں چارہ نہیں راضی بہ رضا ہوں لیکن ساقی کوثر کے لعل! بچوں کی پیاس ان کی ماؤں کے صبر کو متزلزل کر رہی ہے وہ تشنگی کے عالم میں سخت بے قرار ہیں اور ان کی بے قراری ان کی ماؤں کے لیے ناقابل برداشت ہوگئی ہے۔ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سنتے ہی حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیمے کی طرف چلے داخل ہوتے ہی سیدہ سکینہ اور علی اصغر کی تشنگی کا وہ عالم دیکھا کہ تڑپ گئے علی المرتضٰی کے شیر نے غصہ میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا افسوس فرات سامنے ہے اور یہ بچے پانی کی ایک ایک بوند کو ترسیں میں ابھی فرات پر جاؤں گا اور پانی لاکر ان بچوں کی پیاس بجھاؤں گا۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تشویش

یہ سنتے ہی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا وہ پکاریں بھائی! کیا نہر کے کنارے فولاد میں ڈوبی ہوئی فوج کی دیوار کے مقابل اکیلے جاؤ گے؟ عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میری بہن تمہیں تشویش کیا ہے اگر وہاں فولاد پوش فوج ہے تو کیا تمہارے بھائی کے ہاتھ میں تیغ خاراشگاف نہیں ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمت افزا بات سے پیاسوں کو کچھ ڈھارس ہوئی اور ٹوٹے ہوئے دل سینوں میں بندھ گئے مشکیزہ شانے پر لٹکایا اور فرات کی طرف روانہ ہوئے دشمن کے سامنے پہنچ کر بلند آواز سے پکارا اے کوفیو! شامیو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، رسول اللہ ﷺ سے شرماؤ، حیف صد حیف! تم نے فرزند رسول کو بلایا اور پھر ان سے بے وفائی کی دشمنوں سے مل کر ان پر پانی بند کیا ان کے رفقاء اور اقربا کے سر کاٹے رسول زادیوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو ایک ایک بوند پانی سے ترسا رہے ہو۔

دیکھو! ابھی توبہ کا دروازہ تم میں سے بعض کے لیے کھلا ہے اب بھی وقت ہے

Marfat.com

ظلم وستم اور فرزند رسول کے قتل سے باز آجاؤ لشکر اشقیاء میں سے شمر ذی الجوش شیث بن ربعی، حجر بن الحجار تینوں نے سامنے آکر کہا اگر تمام روئے زمین پانی ہوجائے تو پھر بھی ہم لوگ تمہیں پانی کا ایک قطرہ تک نہ لینے دیں گے یہ سنتے ہی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جلال آگیا انہوں نے ایک نعرہ تکبیر لگایا اور فرمایا کہ یہ سر کٹ سکتے ہیں لیکن فاسق فاجر اور ظالم کے سامنے جھک نہیں سکتے یہ فرما کر تلوار آبدار کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑے۔آپ کا حملہ کیا تھا دشمنوں پر قہر خدا تھا۔گھوڑے بھڑ کنے لگے،سواروں کے ہاتھ سے تلواریں چھوٹنے لگیں، بزدل یزیدی گیدڑوں کی طرح بھاگے اور آپ ان کو مارتے اور کاٹتے ہوئے نہر کے قریب پہنچ گئے۔نہر پر سینکڑوں مسلح سپاہی بطور پہرے دار مقرر تھے وہ آپ کے سامنے آہنی دیوار بن گئے۔آپ نے ان سے پوچھا تم لوگ مسلمان ہو یا کافر؟انہوں نے کہا مسلمان۔آپ نے فرمایا کہ تمہاری مسلمانی یہی ہے کہ فرات سے چرند وپرند سیراب ہوں اور جس ذات کا کلمہ پڑھتے ہو اس کے بیٹے اور بیٹیاں اور شیر خوار بچے ایک ایک بوند پانی کو ترسیں؟ میں نے اپنی ان آنکھوں سے ان کو پیاس سے نڈھال اور غش میں دیکھا ہے۔آپ ان سے یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ادھر سے یزیدی فوج کے سپاہی امیر لشکر عمرو بن سعد کا حکم لے کر پہنچ گے اور نہر پر متعین سپاہیوں سے کہا:امیر لشکر کا حکم ہے کہ پانی کی بوند بھی خیمہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک نہ پہنچنے پائے۔

اہل بیت تک پانی پہنچنے نہ دیا

یہ حکم سن کر یزیدی لشکر نے نیزے تان لیے،شیر خدا کے شیر نے ایک جست لگائی اور دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے گھوڑا آگے بڑھایا اور فرات میں داخل کردیا۔پیاسے جنتی نے ایک چلو پانی کا لیا مگر اہل بیت کی پیاس پینے سے مانع ہوئی۔یہ کہہ کر پانی پھینک دیا اے عباس تم نہر پر اپنی پیاس بجھانے نہیں آئے جب تک

Marfat.com

علی اصغر اور سکینہ کی پیاس نہ بجھالو تمہیں پانی پینا روا نہیں۔حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشک بھری اور بائیں شانے پر ڈال کر باہر نکلے چاروں طرف سے غل ہوا کہ اگر یہ مشکیزہ خیمہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گیا تو ساری محنت بے کار ہو جائے گی اس کا راستہ روکو اس سے مشکیزہ چھین لو، پانی بہا دو۔ادھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری کوشش یہ تھی کہ کسی طرح یہ مشکیزہ پیاسوں کے خیمہ تک پہنچ جائے۔آپ چاہتے تھے کہ گھوڑا اڑا کر خیمہ تک پہنچ جائیں مگر سامنے سے کئی سو تیر مشکیزہ کا رخ کیے نظر آئے۔آپ مشکیزہ کی حفاظت میں ایک طرف ہٹ گئے یہاں تک کہ فوج کی دوسری سمت سے اس قدر قریب ہو گئے کہ اب دونوں طرف سے گھر گئے۔جب آپ نے اپنے آپ کو دشمن کے گھیرے میں دیکھا تو بپھرے شیر کی طرح حملہ کیا اور دشمن کی صفوں میں کھلبلی مچا دی۔دشمن زخمی ہو کر گرنے لگے اور خون کی رو بہنے لگی۔

حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو گئے

شیرِ خدا کے شیر نے ثابت کر دیا کہ میرے بازوؤں میں قوت حیدری اور رگوں میں خونِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔لاشوں کے انبار لگا دیئے کہ ایک خبیث زراہ نامی نے دھوکے سے آپ کے بائیں شانے پر ایسا وار کیا کہ بازوئے علمدار کو شانے سے جدا کر دیا۔آپ نے مشکیزہ فوراً داہنے شانے پر لٹکایا اور اسی ہاتھ سے تلوار بھی چلاتے رہے لیکن اب نہ وہ طاقت تھی نہ ایک ہاتھ سے دو کام انجام پا سکتے تھے۔دفاعی کوشش کرتے کرتے ایک طرف سے فوج کے پہرے پر آپ نے گھوڑا اٹھا دیا کہ شاید راستہ مل گیا۔مگر اس غازی کی خدمات ختم ہونے کا وقت بڑی تیزی سے قریب آ رہا تھا۔یہاں تک کہ نوفل بن الارزق نے دائیں بازو پر بھی ایک وار کیا اور وہ ہاتھ بھی کٹ گیا حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشکیزہ کا تسمہ منہ میں دبا لیا۔لیکن مشکیزہ کے بچانے کی کوئی تدبیر کامیاب نہ ہوئی۔ایک مردود نے تاک کر ایک تیر ایسا

Marfat.com

مارا کہ مشکیزہ کے پار ہو گیا اور سارا پانی یک لخت بہہ گیا۔ ظالموں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر کر حملہ کر دیا آپ زخموں سے نڈھال ہو کر گھوڑے سے گر پڑے اور فرمایا، یا اخاہ اور کنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی دوڑتے ہوئے آئے اور فرمایا، تحقیق اس وقت میری کمر ٹوٹ گئی۔ دشمنوں کے شدید حملوں سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جام شہادت نوش کر گئے۔

(تاریخ طبری۔ حیات امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مرج البحرین)

خواتین کی کیفیت

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب یک وتنہا جنگ میں رہ گئے ہیں۔ بظاہر نہ کوئی غمگسار ہے اور نہ دمساز، کوئی سہارا دینے والا ہے اور نہ ہی کوئی تسلی دینے والا۔ بھائیوں، بھانجوں اور بھتیجوں کی لاشوں کے ٹکڑے آنکھوں کے سامنے بکھرے پڑے ہیں۔

ادھر یزیدی فوج میں شادمانی کے نقارے بج رہے ہیں۔ ھل من مبارز کے نعرے لگ رہے ہیں۔ سوچتے ہیں کہ اب مجھے جلد از جلد میدانِ جنگ کی طرف گامزن ہونا چاہیے۔ مبادا اشقیاء خیام اہل بیت میں گھس آئیں اور اہل بیت کی وہ حیاء بار عورتیں جس کے چہروں پر کبھی سورج کی کرن نہیں پڑی ان خبیثانِ وقت کی نظر بد کا شکار ہو جائیں۔ پھر آپ سوچتے ہیں کہ میرے بعد ان خواتین حرم کا سہارا کون بنے گا؟ یہ مدد کے لیے کس کو پکاریں گی؟ ان مظلوموں کا وارث کون ہوگا؟

یہ سوچتے سوچتے آپ نے میدانِ جنگ میں جانے کا ارادہ فرمایا۔ سوچا کہ جانے سے پہلے خواتین حرم سے اجازت لے لوں۔

بیمار زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگا لوں۔ معصوم سکینہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہا کی پیشانی کو بوسہ تو دے لوں۔

چنانچہ سب سے پہلے آپ اپنی غم نصیب ہمشیرہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خیمہ میں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے دونوں بیٹوں کی لاشوں کے ٹکڑے جوڑ کر پوری شبیہہ بنانے کی کوشش کر رہی ہے مگر مکمل شبیہہ بنتی کیسے۔سروں کو تو دشمن لے جا چکے تھے اور جسموں کے بعض اعضاء کا قیمہ بن کر ریت میں مل چکا تھا تاہم آفت زدہ مامتا کی ستائی ہوئی ماں کسی نہ کسی طریقہ سے اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کر رہی ہے۔آخر کٹے پھٹے اور بکھرے ہوئے اعضاء کو ملا کر اشک بار آنکھوں سے اللہ کریم کا شکر ادا کر رہی ہے اس ہولناک اور خونی منظر کو دیکھ کر امام عالی مقام میں رائے ضبط نہ رہا۔سوچا کہ اگر اس حالت میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا تو بھائی کی جدائی کا سن کر اس کا غم دو آتشہ ہو جائے گا جگر چھلنی ہونے اور دل پھٹ جانے کا خطرہ ہے۔یہ سوچ کر آپ الٹے پاؤں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خیمہ سے روتے ہوئے باہر نکلے۔اشکبار آنکھوں کو دامنِ عباس سے صاف کر رہے تھے مگر اشکوں کا یہ سمندر موجزن تھا کہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا تاہم آپ ضبط سے کام لیتے ہوئے ایک دوسرے خیمے میں داخل ہوئے۔جہاں حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت لیلیٰ بنت ابی مرہ مسعود ثقفی ، حضرت زین العابدین کی والدہ حضرت شہر بانو ، والدہ سکینہ حضرت رباب بنت امراء القیس ، فاطمہ صغریٰ اور فاطمہ کبریٰ کی والدہ حضرت ام اسحاق کے علاوہ حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حسرت و یاس کی تصور بنی بیٹھی تھی۔

آپ حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے شہر بانو! اُٹھ اور مجھے الوداع کہہ۔میں میدان کارزار کی طرف جا رہا ہوں۔جب بی بی شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی رخصت کے متعلق سنا تو لرزا طاری

Marfat.com

ہوگیا۔لرزتے ہوئے ہاتھوں سے امام عالی مقام کا دامنِ عبا پکڑ کر عرض کیا ہمیں کس کے سہارے پر چھوڑے جاتے ہیں۔

اسی اثناء میں آپ کی دیگر ازواج مطہرات بھی آکر قدموں پر گر پڑیں اور باآواز بلند رونا شروع کردیا۔ان کی آہ وزاری سن کر حضرت زینب،سکینہ اور دیگر محذرات عفتِ مآب بھی وہاں پہنچ گئیں اور آنسوؤں کے موتی پرونے لگیں۔

مام عالی مقام نے جب خواتین کو روتے ہوئے دیکھا تو یارائے سخن نہ رہا۔البتہ ہاتھ کے اشارے سے انہیں الوداع کہا اور خیمہ سے باہر نکلے۔

آنکھیں اشکبار تھیں۔دل فگار تھا۔دامنِ صبر تار تار تھا۔آپ ہل من مبارز کی آوازیں بار بار سن کر میدان جنگ کی طرف قدم بڑھانے کے لیے بے تاب تھے۔اچانک غُل ہوا کہ اُم لیلیٰ جنت کو سدھار ہوچکیں ہیں۔آپ یہ آواز سن کر چونک اٹھے اور واپس خیمے میں چلے آئے۔حسرت زدہ والدہ جوان بیٹوں کی جدائی کا تیر سینے پہ کھائے ہوئے بیہوش زمین پر تڑپ رہی تھی۔آپ ان کے سر کے قریب آکر بیٹھ گئے اور صبر وشکر کی تلقین فرمانے لگے۔

حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

اس کے بعد امام عالی مقام خیمہ حرم سے رخصت ہوئے اور میدانِ جنگ میں جانے کی تیاری میں مصروف ہوگئے آپ نے والد مکرم علی المرتضیٰ کا عمامہ سر پر رکھا۔برادر اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پٹکہ زیب کمر کیا۔حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خود سر پر سجایا اور ذوالفقار حیدری کمر سے لٹکا کر اپنی سواری کے قریب آئے ہی تھے کہ خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔آپ نے یہ سمجھا کہ شاید کوئی نابکار یزیدی خیمہ میں گھس آیا ہے اس خیال سے آپ الٹے پاؤں خیمہ حرم کی طرف پلٹے۔جب علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے آپ کو خیمہ میں داخل ہوتے دیکھا تو

Marfat.com

اپنے بچے کو بانہوں میں اٹھائے ہوئے قریب آئی اور عرض کرنے لگی۔اے شاہ دیں ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن معصوم علی اصغر کی تشنگی برداشت نہیں ہوسکتی۔بچہ شدت پیاس سے ایڑیاں رگڑ کر دم توڑ رہا ہے۔

یہ سن کر آپ کے ہوش اڑ گئے بیوی نے قدم پکڑ کر کہا اے فرزند مشکل کشا اس معصوم کی مشکل کشائی فرمایئے۔خدارا ان ظالموں سے کہیے کہ وہ اس معصوم کو ایک گھونٹ پانی دے دیں۔اے جگر پارہ فاطمۃ الزہرا میرے لخت جگر کو دشمنان دین کے سامنے لے جایئے۔شاید اس کی حالت پر انہیں رحم آجائے اور اسے دو گھونٹ پانی دے دیں۔پہلے تو آپ نے سر ہلا کر انکار فرمایا۔پھر شفقت پدری سے مجبور ہوکر بچے کو اپنی بانہوں میں لے لیا کیا دیکھتے ہیں کہ بچے کی پتلیاں چڑھ رہی ہیں۔سانس اکھڑ رہا ہے اور منکا ڈھل رہا ہے۔بچے کی یہ حالت دکھتے ہی آپ اسے لے کر لشکرِ یزید کی جانب چل دیئے۔

آپ بچے کو دامنِ عبا میں چھپائے ہوئے یزید لشکر کی طرف بڑھ رہے تھے۔دشمن حیران تھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آغوش میں کیا چھپائے لا رہے ہیں کہ اچانک آپ نے دشمنوں کے قریب پہنچ کر بچے کے چہرے سے دامنِ عبا کو ہٹایا اور اشکبار آنکھوں سے آپ نے فرمایا او یزیدیو۔اگر تمہارا مجرم ہوں تو میں ہوں۔یہ میرا بچہ تو معصوم ہے اس کی کوئی خطا نہیں۔میرے ساتھ جو چاہو سو کرو لیکن خدارا اس بے گناہ کے حلق میں پانی کے چند قطرے ٹپکا دو۔تا کہ کم از کم اس کی حالت نزع کی تکلیف ہی کم ہو جائے۔

اے جفا کار قوم! میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں اور یہ طفل صغیر میرا لخت جگر ہے اگر تمہارے زعم باطل میں مجرم ہوں تو اس بچے کا تو کوئی جرم نہیں اس کو تو پانی پلا دو دیکھو پیاس کی شدت سے اس کی کیا حالت ہو رہی ہے دشمنو! میرے ہاتھ میں پانی کا

Marfat.com

پیالہ نہ دو شاید تمہیں اندیشہ ہو کہ اس میں سے میں بھی پی لوں گا پانی کے دو قطروں سے اس کا خشک گلا تر ہو سکتا ہے اور چند قطروں سے بہتے ہوئے دریائے فرات میں کوئی کمی نہیں آ جائے گی بچوں پر تو کافروں کو بھی ترس آ جاتا ہے اور تم تو مسلمان ہو کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ بچہ کون ہے؟

ان ابلیسات وقت نے جب گلستانِ فاطمہ کی کملائی ہوئی کلی کو دیکھا اور فرزند ساقی کوثر کی دردانگیز تقریر سنی تو باآواز بلند قہقہہ لگایا اور خاندان زہرا کا نام ونشان مٹانے کے درپے ہوگئے کہنے لگے اے حسین!اگر بچے کی جان پیاری ہے تو یزید کی بیعت کرلو۔عمرو بن سعد بولا اے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پانی کی امید نہ رکھو تمہیں اور تمہارے بچوں کو پانی نہیں دیا جاسکتا تمہاری باتوں کا ہم پر کوئی اثر نہیں۔

اسی دوران حرمل بن کامل کا تیر معصوم علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقوم نازنین پر لگا۔جو ننھی سی گردن کو چیرتا ہوا غم نصیب باپ کے بازو میں پیوست ہوگیا۔معصوم ننھا سا منہ کھول کر تڑپا۔اور آغوش پدر میں ٹھنڈا ہوگیا۔

امام مظلوم کے ہاتھوں پر بچے کے خون کے قطرے گرے۔آپ نے خون اس خیال سے زمین پر نہ گرنے دیا کہ مبادا قہر الٰہی سے زمین شق ہو جائے آپ نے وہ خون اپنے چہرہ مبارک پر مل کر کہا اے اللہ گواہ رہنا کہ میں نے معصوم علی اصغر کو بھی تیری راہ پر قربان کردیا ہے۔

(حیات امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔روضۃ الشہداء۔مرج البحرین)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھائی سے گفتگو

مستورات عفت مآب جن پر کوہ غم ٹوٹا ہوا تھا اور اب علی اصغر کی شہادت کا سن کر ان کے ہوش اڑ چکے تھے۔وہ گھبرا کر خیمے سے باہر نکل آئیں تو امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی یہ بے قراری دیکھ کر فرمایا۔(حَبلُ المتینْ) یعنی صبر کو لازم

Marfat.com

پکڑو۔ یہ کہا اور گھوڑے کے قریب آ گئے۔ اتنے میں یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سخت بیمار تھے۔ ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے دوڑے چلے آتے ہیں۔ امام عالی مقام کے قریب آ کر اجازت طلب کرنا چاہتے ہی تھے کہ قدم لڑکھڑا گئے اور نیچے گر پڑے۔ کچھ وقفے کے بعد جب ہوش آیا تو دست بستہ ہو کر والد ماجد سے عرض کرنے لگے۔ پیارے ابا جان ابھی میں زندہ ہوں۔ اپنی موجودگی میں آپ کو میدانِ کارزار میں کبھی نہ جانے دوں گا۔ میں اگرچہ بیمار ہوں تاہم آپ مجھے ان لعینوں سے مقابلے کی اجازت دیں تاکہ بیماری کی حالت میں بھی ان بدبختوں کو ہاشمی خون کے جوہر دکھاؤں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیمار کو سینے سے لگالیا اور فرمانے لگے اے بیٹا تو یہ چاہتا ہے کہ نسلِ رسالت منقطع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ وہ تجھ سے میری نسل چلائے۔ اس لیے میں تمہیں ہرگز ہرگز میدانِ کارزار میں جانے کی اجازت نہ دوں گا۔ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر کہ وہ نسل حسینی کے وارث ہوں گے۔ خاموش ہو گئے اور ایک سرد آہ بھر کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رُخِ انور کو دیکھنے لگے امام عالی مقام نے صبر کی تلقین فرمائی اور تمام آثار وتبرکات آپ کے حوالہ کر کے فرمایا اے عابد میرے بعد اس طرح کی زندگی گزارنا جس طرح یتیم بچے گزارا کرتے ہیں۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر احباب سے میرا سلام کہنا۔ تمام عفت مآب خواتین تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہا اور گھوڑے پر سوار ہونے لگے۔

اس وقت ایک اضطراری کیفیت طاری تھی۔ وارفتگی کے عالم میں امام عالی مقام نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی اور شہید بھائیوں، بھانجوں، بھتیجوں اور بچوں کے تصور میں مستغرق ہو گئے۔ ٹھنڈی سانس کے ساتھ ایک آہ نکلی۔ آنکھ سے ٹپکے ہوئے آنسو ریگزار کربلا کو خون آلود کرنے لگے۔ دور خیمے میں دکھیاری سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی اپنے بھائی کی تیاری کا منظر دیکھ رہی تھیں۔ آنکھوں سے آنسو لڑھکتے

Marfat.com

دیکھ کر ضبط نہ کرسکی اور دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ میرا بھائی تسلیم صبر ورضا کا وہ گلیم پوش تاجدار ہے جس نے دنیا کی تمام تر سختیاں جھیلیں۔ ہر قسم کے مصائب سے دوچار ہوئے۔ بھائیوں بھتیجوں اور بچوں کی لاشوں کو صبر ورضا کے دامن میں چھپا کر میدانِ کارزار سے لاتے رہے۔علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاشوں کو اٹھا کر سینے سے لگاتے رہے۔لیکن دامنِ صبر ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

اس وقت میرے بھائی کی آنکھوں میں آنسو کیوں آئے۔خدا نہ کرے کہیں میرے بھائی کے ہاتھوں سے صبر کا دامن چھوٹ جائے اور اس کا نام صابرین کے دفتر سے خارج ہو جائے مگر نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔وہ شیرِ خدا کا بیٹا۔آقائے دوجہاں کا نواسہ فاطمۃ الزہرا کا لختِ جگر۔بستانِ رسالت کا گلِ زیبا۔اقلیم قدسیت کا تاجدار دوش رسول کا سوار ہے اس کے پاؤں نہ کبھی ڈگمگا سکتے ہیں اور نہ اس کا حوصلہ پست ہوسکتا ہے۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہی تصورات میں ڈوبی ہوئی گھوڑے کے قریب آجاتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ اے میرے بھائی۔آپ کی آنکھوں میں یہ بے وقت اور خلاف توقع آنسو کیوں آئے۔حضرت امام حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (زیرِ لب خندہ) جواب دیا کہ اے بہن میں نے گھوڑے پر سوار ہونے سے پہلے چاروں طرف نظر دوڑائی اور دل ہی دل میں ساتھیوں کو پکارا۔وہ تو نہ آئے لیکن خیموں میں پڑی ہوئی ان کی لاشیں نظر آنے لگیں۔اس وقت میں نے دربارِ الٰہی میں تمام لاشوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے نانائے پاک کی امت کی بخشش چاہی۔اللہ کا شکر ہے کہ میری دعا قبول ہوگئی اور میری قربانی کے صدقے میرے نانائے پاک کی امت بخشی گئی۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اسی اثناء میں چند دشمنوں کو آپ نے اپنی طرف آتے دیکھا۔عصمت مآب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ فوراً خیمے میں چلی جاؤ تاکہ تمہارے نورانی

Marfat.com

چہرے پر کوئی شیطانی نظر نہ پڑ سکے۔زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھاگ کر خیمے میں چلی گئیں اور دشمنوں نے (ھلَ مَن مُبارز) کے نعرے بلند کیے۔حیدری شیر جوش میں آیا اور گھوڑے کی پشت پر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ذوالفقار حیدری کو باہر نکالا اور گھوڑے کو مہمیز لگائی۔مگر گھوڑا نہ چلا۔پھر دوسری مرتبہ مہمیز لگائی۔پھر تیسری اور چوتھی مرتبہ مہمیز لگائی۔تو گھوڑے سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے اے ذوالجناح علی اکبر اور عباس کی طرح اب تو بھی میرا ساتھ چھوڑ چلا ہے؟ ذوالجناح نے اپنا منہ امام کے قریب کر کے آپ کے دامن عبا کو نیچے کی جانب اس انداز سے جھٹکا دیا گویا زبان حال یہ کہہ رہا ہے کہ حضور آپ مجھ پر کیوں خفا ہوتے ہیں۔ذرا میری اگلی ٹانگوں کی جانب تو دیکھیں کہ آپ کی معصوم بچی سیدہ سکینہ میری ٹانگوں کے ساتھ چمٹ کر یہ کہہ رہی ہے کہ اے ذوالجناح جس طرح تو میرے ابا جان کو لے چلا ہے بالکل اسی طرح میرے بھائی علی اکبر کو اور میرے چچا عباس کو بھی لے گیا تھا مگر میں اب تک ان کی راہ دیکھ رہی ہوں۔وہ ابھی تک نہیں لوٹے۔اب تو میرے ابا جان کو لے چلا ہے اگر میں یتیم ہوگئی تو میں بابا کسے کہوں گی۔میرے سر پر شفقت کا ہاتھ کون پھیرے گا۔مجھے محبت کے ساتھ سینے سے کون لگائے گا۔امام عالی مقام نے نیچے جھک کر دیکھا اور سیدہ سکینہ کو گھوڑے سے چمٹے ہوئے دیکھ کر بے اختیار چیخ نکل گئی۔آپ گھوڑے سے نیچے اترے ننھی کو گلے سے لگایا۔دلاسا دیا۔سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور کہا جاؤ بیٹی اپنی امی کے پاس خیمے میں چلی جاؤ۔میں ابھی تمہارے لیے پانی لے کر آتا ہوں۔بچی بولی۔اے ابا جان میں پانی پیئے بغیر ہی گزارہ کرلوں گی۔پیاس کا صدمہ برداشت کرلوں گی لیکن خدا کے لیے آپ مجھے چھوڑ کر نہ جائیں۔مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے لیے پانی لینے نہیں جارہے بلکہ نانا جان کے حوض کوثر سے پانی پینے جارہے ہیں۔امام عالی مقام نے جب بچی کی آہ سنی۔دل پر چھریاں چلنے لگیں۔جگر ٹکڑے ہونے لگا۔اور آنسوؤں کا پانی خشک ہوکر

Marfat.com

آہوں کی صورت میں باہر نکلنے لگا۔

آپ نے دور کھڑی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہاتھ کا اشارہ کیا تا کہ وہ سیدہ سکینہ کو خیمے میں لے جائیں۔غم نصیب بہن آہیں بھرتی اور سسکیاں لیتی قدم قدم پر ڈگمگاتی اور لڑکھڑاتی ہوئی آئیں اور معصوم سکینہ کو چادر تطہیر کے دامن عفت میں چھپا کر ادھر خیمہ کی جانب چل پڑی اور اور ادھر شہزادہ کونین میدانِ کارزار کی جانب رواں دواں ہو گئے۔

امام عالی مقام کا دشمنوں سے خطاب

''اے لوگو!تم جس رسول کا کلمہ پڑھتے ہو اسی رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے حسن وحسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی تو اے یزیدیو!اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری دشمنی سے باز آجاؤ اگر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ پر واقعی ایمان رکھتے ہو تو سوچو،اس پروردگار عالم کو کیا جواب دو گے اور رسول کریم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔بے وفاؤ!تم نے مجھے خط بھیج کر بلایا اور جب میں یہاں آیا تو تم نے میرے ساتھ بیٹوں، بھائیوں اور بھتیجوں کو خاک وخون میں تڑپایا چمن زہرا کے پھولوں کو کاٹ ڈالا میرے تمام ساتھیوں کو شہید کر دیا اور اب میرے خون کے پیاسے ہو۔اپنے رسول کا گھر ویران کرنے والو!اگر قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو اپنے انجام پر غور کرو اور اپنی عاقبت پر نظر ڈالو پھر یہ بھی سوچو کہ میں کون ہوں؟کس کا نواسہ ہوں؟میرے والد کون ہیں؟اور میری والدہ کس کی لخت جگر ہیں میں اُسی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیٹا ہوں کہ جن کے پل صراط پر گزرتے وقت عرش سے ندا کی جائے گی کہ اے اہل محشر!اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو خاتون جنت سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ستر ہزار حوروں کے ساتھ گزرنے والی ہیں۔ظالمو!اب بھی وقت ہے شرم سے کام لو اور میرے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگو۔''

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا، اے ظالمو! میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آیا ہوں۔تم نے مجھے مجبور کر کے بلایا ہے اوہ کوفیوتم نے بیوفائی کا وہ مظاہرہ کیا ہے۔جسے چشم فلک تا قیام قیامت یادر کھے گی۔تم نے مجھے یہاں دھوکے سے بُلا کر مرقع رسالت کی ایک ایک تصویر چن چن کر مٹادی ہے۔مجھے اس کا غم نہیں۔دیکھو اب میں بھی شوق شہادت سے سرشار ہوں۔مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں آرام وراحت کی کوئی آرزو نہیں۔اب بھی میں تمہیں کہے دیتا ہوں کہ ابھی تلافی مافات کا وقت باقی ہے۔حق کے راستے پر گامزن ہوجاؤ۔باب رحمت وسیع ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اگر کچھ نہیں تو کم از کم مجھے پہچانو کہ میں کون ہوں۔ساقی کوثر کا نواسہ ہوں علی کا بیٹا ہوں۔فاطمہ کا جگر گوشہ ہوں۔میں خلدِ بریں کے چمن کا سردار اور مرکب صبر ورضا کا شہسوار ہوں۔ذرا ایک نظر میری جانب اٹھا کر تو دیکھو۔شاید مجھ میں تمہیں کسی کی جھلک نظر آجائے لیکن لوگوں کے ذہن ماؤف ہو چکے تھے۔خدا ہی جانتا ہے کہ یہ لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے تھے۔کس قسم کے انسان تھے۔کس نمرود وفرعون سے رشتہ جوڑے ہوئے تھے کہ (صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ) کی پوری پوری تفسیر بنے ہوئے سامنے کھڑے تھے۔جیسے انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔

مگر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سن کر لشکر یزید کے بہت سے لوگ متاثر بھی ہوئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو بھی آ گئے مگر شمرلعین اور عمرو بن سعد جیسے بدبختوں پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ جب انہوں نے دیکھا کہ بہت سے لشکری امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتوں سے متاثر ہورہے ہیں تو انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ یا تو یزید کی بیعت کرلیں یا جنگ کے لیے تیار ہوجائیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سننا چاہتے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ظالمو! مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ

Marfat.com

تمہارے دلوں پر شقاوت و بدبختی کی مہر لگ چکی ہے اور تمہاری غیرت ایمانی مردہ ہو چکی ہے مگر میں نے یہ تقریر صرف اتمام حجت کے لیے کی ہے تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ تم نے حق اور امام حق کو نہیں پہچانا الحمدللہ! میں نے تمہارا یہ عذر ختم کر دیا۔ اب جہاں تک یزید کی بیعت کا سوال ہے تو یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں باطل کے سامنے سر جھکا دوں۔

امام عالی مقام نے جب یہ دیکھا کہ میں اتمام حجت تو کر چکا ہوں مگر یہ لوگ اپنے لیے جہنم کا دروازہ کھولنے پر کمر بستہ ہو چکے ہیں تو آپ نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی کیا دیکھتے ہیں کہ کمانداروں نے کمانیں سنبھال رکھی ہیں۔ نیزے، بھالے اور تلواریں اس انداز سے چمک رہی ہیں۔ کہ ان کی چمک سے نگاہیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں۔ اچانک ایک جانب سے تیروں کی بوچھار شروع ہوگئی۔ دشمن کی جانب حملہ آور ہو کر بڑھنے لگے۔

امام عالی مقام فرات تک پہنچ گئے

اس وقت خون حیدری جوش میں آیا اور ذوالفقار حیدری نیام سے باہر نکلی۔ پھر کیا تھا۔ حیدر کرار کے بیٹے، سردار انبیاء کے نواسے کے وار کو کون روکتا۔ شام کے مطلق العنان تیر انداز موت کے حلقے میں گھر گئے۔ چلّے کمانوں سے گرے۔ شمشیر حیدری کی برق سے آنکھیں خیرہ ہوئیں فرزند رسول کے حملے سے زمین تھرا رہی تھی۔ وحشت سے نیرِ اعظم نے آنکھیں بند کر لیں۔ شیر خدا کے زخم خوردہ، بپھرے ہوئے شیر کا وار کون روک سکتا تھا۔ کسی کا سر اڑ گیا۔ تو کسی کے بازو کٹ گئے کسی کے دو ٹکڑے ہوئے تو کوئی گھوڑے سمیت کٹ گرا جس طرف جاتے صفیں الٹ کر رکھ دیتے۔ دشمنانِ دین کی زبانوں پر حیدر کرار کی دہائی تھی۔ نہر علقمہ کے کنارے دریائے خونیں موجیں مار رہا تھا۔ سپاہِ شام کا بیڑہ آب شمشیر کے طوفان میں ڈوب رہا تھا۔ خیرہ سروں کے تن منقش فنا ہو رہے تھے۔ لعینوں نے دنیا ہی میں جہنم کا مزہ چکھ لیا تھا۔

Marfat.com

امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوابی وار سے یزیدیوں میں بھگدڑ مچ گئی۔امام عالی مقام جدھر ذوالفقار حیدری کو لہراتے۔یزیدی لعین واصل جہنم ہوجاتے۔صفوں کی صفیں الٹ گئیں۔ابتری پھیل گئی۔ایک شور برپا ہوگیا ایک ہیبت طاری ہوگئی۔

لعینوں نے جنگ کا ہر انداز اپنایا۔دستے بنابنا کرآتے۔مختلف ٹولیوں میں حملے کرتے۔گھیر لنے کی تدبیر کرتے مگر شیر کو کون گھیر سکتا تھا جو بڑھا پارہ پارہ ہوکر گرا۔جو آیا بچ کر نہ گیا۔چھکے چھوٹ گئے۔دانت کھٹے ہوگئے۔حواس جاتے رہے۔ہمتیں پست ہوگئیں۔بڑے بڑے نامور جرنیل جی چرانے لگے۔منہ چھپا کر بھاگنے لگے۔ان کے دل کے ارمان دل ہی میں رہ گئے۔آپ کبھی میمنہ پر جاپڑتے اور کبھی میسرہ پر اور کبھی قلب میں گھس جاتے۔ہرآن ابن سعد کو ڈھونڈتے تھے۔شمر لعین کا کھوج لگاتے۔ابن نمیر کو تلاش کرتے مگر وہ پہلے ہی سے بدحواس پھر رہے تھے۔آپ نے میدان جنگ خالی دیکھ کر سوچا کہ میں نہر فرات پر قبضہ کرلوں تاکہ ان ملعونوں کو یہ کہنے کی جرات نہ رہے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو میں قبضہ کرنے کی طاقت نہ تھی۔آپ نے ان کا غرور خاک میں ملانے کے لیے گھوڑے کو مہمیز لگائی کہ ذوالجناح ہوا سے باتیں کرنے لگا۔آپ نے نہر فرات پر قبضہ کرلیا۔جب آپ نے چلو بھر پانی اٹھایا۔تشنگی کی بے تابی سے نڈھال ہوکر پانی پینے ہی والے تھے کہ معصوم اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاسی صورت نظر آگئی علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشنگی یاد آنے لگی۔آپ کا ہاتھ کانپ گیا۔پانی نیچے گر گیا۔اس وقت آپ نے گھوڑے کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی اور اشارہ کرتے ہوئے گھوڑے سے کہا اے گھوڑے تو بھی میرے ساتھ کئی روز سے پیاسا ہے۔ابھی مجھے تجھ سے بہت کام لینا ہے اس لیے تو ہی پانی پی لے۔گھوڑے نے منہ اوپر اٹھایا اور زبان حال سے پکارا اٹھا کہ حضور اگر علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی اصغر

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے پیاسے جا سکتے ہیں تو میں بھی پیاسا ہی اس دنیا سے کوچ کروں گا۔

ادھر شمر ظالم نے ایک شور برپا کر دیا اور اپنی سپاہ کو للکارا کہ بڑھو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلق میں پانی کا کوئی قطرہ نہ ٹپکنے پائے۔ اگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی پی لیا تو دنیا کی کوئی طاقت حیدر کرار کے بیٹے پر قابو نہ پا سکے گی مگر کسی شقی کی جرأت نہ ہوئی کہ آگے بڑھتا۔ البتہ ایک ظالم نے دور سے ایک تیر مارا جو آپ کے لبہائے مبارک میں پیوست ہو کر رہ گیا۔ آپ نے تیر کھینچ کر پھینک دیا۔ اور اپنا خون ہاتھ میں لے کر کہا۔ بارالہ یہ لوگ تیرے نبی کے نواسے پر ستم ڈھا رہے ہیں میں کچھ نہیں کہتا۔ اس کی داد صرف تجھ ہی سے چاہتا ہوں لیکن اس کے باوجود امام نے نہر کا قبضہ نہ چھوڑا۔

اہل بیت کے خیموں کا محاصرہ

شمر نے جب دیکھا کہ کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو رہی۔ تو اس نے امام مظلوم کی توجہ ہٹانے کی غرض سے ایک دستہ فوج کو خیموں کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ ان لعینوں نے خیامِ اہل بیت کا محاصرہ کر لیا۔ جب امام عالی مقام نے خیام اہل بیت کی لوٹ کی صدا سنی۔ تو آپ فوراً وہاں پہنچے اور آن کی آن میں لعینوں کا محاصرہ چیر کر ان کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے او کم بختو شیطانو! دین وملت کی آبرو تو لٹا چکے۔ اپنے ایمانوں کی دنیا میں آگ لگا بیٹھے ہو۔ اب کس بدبختی کی آرزو ہے جو اپنے پیشوائے اعظم محمد الرسول اللہ ﷺ کی ناموس پر حملہ کر رہے ہو۔ خیموں کا محاصرہ کرنے والو۔ ابھی تو میں زندہ ہوں۔ ابھی نہ جانے اور کتنے ملعونانِ عرب کا رشتہ حیات منقطع کر کے رہوں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے ذوالفقارِ حیدری لہرائی۔ نصف سے زیادہ ملعونوں کو جہنم رسید کیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔

Marfat.com

اس کے بعد آپ خیمہ میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ ایک شور مچا ہوا ہے سب کی حالت بگڑی ہوئی ہے۔ آپ نے ایک مرتبہ پھر سب کو تسلی دی اور فرمایا کہ اب شاید میں واپس نہ آسکوں۔ میں آخری وصیت کرتا ہوں کہ صبر و استقلال کا دامن کسی حالت میں ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ میں تمہیں خدائے برتر و بزرگ کو سونپتا ہوں۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وہ منتقم حقیقی ہے۔ ان ظالموں سے میرا انتقام ضرور لے گا۔ تم آنکھوں سے دیکھ لینا۔ ان کے حصول جاہ و جلال کی تمنائیں دل ہی دل میں رہ جائیں گی۔ اور اس کی بجائے ان پر قہر الٰہی نازل ہوگا۔

اس کے بعد آپ پھر خیامِ حرم سے رخصت ہوکر میدانِ میں پہنچ گئے۔ جدھر تلوار چلاتے کشتوں کے پشتے لگ جاتے اور جو سامنے آتا گاجر مولی کی طرح کٹ کر نیچے گر جاتا۔

زبردست لڑائی

اس دوران میں ایک نامور شامی امیر وسپہ سالار تمیم بن قحطبہ بڑے فخر و تکبر سے سامنے آیا۔ آپ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اس کے بعد یزید الطجی جو عراق و شام میں شجاعت و بسالت میں مشہور تھا۔ سامنے آیا اور آتے ہی نیزے کا وار کیا۔ آپ نے اسے بچا کر جو تلوار ماری تو سر کاٹتی ہوئی سینے تک اتر گئی اور اس کے جسم کے دو پرکالے ہوکر نیچے گر پڑے۔ ان بڑے بڑے سرداروں کے واصل جہنم ہونے سے فوج یزید دل شکستہ ہوگئی۔ ابن سعد بڑا پریشان ہوا اور اس نے عام حملے کا حکم دے دیا۔ چاروں طرف سے آپ پر شدید حملہ شروع ہوگیا۔ ایک طرف ہزاروں اشقیاء اور دوسری طرف فقط امام عالی مقام۔ پندرہ ہزار تیر انداز تھے جو برابر تیروں کی بارش کیے جا رہے تھے۔ چالیس ہزار اشقیاء نیزے لے کر زور آزمائی کے لیے آگئے تھے۔ اور جو تلواروں والے تھے وہ شمار سے باہر تھے۔ اب تک جسم پاک پر تینتیس زخم

Marfat.com

نیزوں کے چونتیس زخم تلواروں کے اور تیروں کا تو شمار ہی نہ تھا۔روایات معتبرہ کے مطابق جسد اطہر پر تین سو ساٹھ زخم لگ چکے تھے۔زخموں سے جسم فگار تھا۔لباس تار تار تھا لیکن آپ برابر آگے بڑھ کر ذوالفقارِ حیدری کے جوہر دکھا رہے تھے۔اتنے بڑے زبرست حملے کے باوجود بھی آپ کا وار نہ رکتا تھا۔جرات حسینی اور بسالت مصطفوی دیکھ کر فرشتے حیران تھے اور حوریں انگشت بدنداں تھیں کہ آج ابن حیدر کا وار روکنے والا کوئی نہیں۔آج ابوتراب اس زمین کا ورق الٹ کر رکھ دے گا لیکن چونکہ آپ رحمۃ للعالمین ﷺ کے نواسے تھے جب آپ نے دیکھا کہ بازوئے حسینی اور ذوالفقار حیدری کا مقابلہ تو کوئی نہیں کرسکتا اور اگر میں اسی طرح تلوار لہراتا رہا تو یہ سارے کے سارے مٹ جائیں گے۔آپ کو ان پر رحم آ گیا اور ان کی لاشوں کے ڈھیر دیکھ کر تلوار چلانا بند کر دیا۔اور گھوڑے کی پشت پر قضا و قدر کا نظارہ کرنے لگے۔

شہادت امام عالی مقام

اقلیم صبر و رضا کا تاجدار، دوشِ پیغمبر کا شہسوار، اب راہی ملکِ عدم ہونے کو تیار تھا۔کمر ٹوٹ چکی تھی۔صبر کی عنان ہاتھ سے چھوٹ چکی تھی۔جسم مبارک زخموں سے چور ہو چکا تھا کہ اچانک زرعہ بن تمیمی ملعون آیا اور ظالم نے بائیں شانہ مبارک پر ایک کاری ضرب لگائی۔ایک ملعون نابکار ظالم نے ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ جو آپ کی پیشانی مبارک میں پیوست ہوگیا۔جس کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ گھوڑے سے زمین پر آرہے۔یہ منظر دیکھ کر شمر پکارا۔مبارک ہو۔حسین ابنِ علی گھوڑے سے نیچے گر پڑا ہے۔فرشتوں نے آواز دی۔ارے ظالم حسین بن علی نہیں گرا بلکہ عرش کا تارا ٹوٹ کر زمین پر گر گیا ہے۔سنان بن انس نخعی شقی ازلی آگے بڑھا اور سینہ اقدس پر اس زور سے نیزہ مارا جو جسم اقدس کو چیرتا ہوا زمین میں پیوست ہوگیا۔اشقیاء نے آپ کے گرد گھیرا ڈال لیا اور امام مظلوم پر وار کرنے لگے۔

Marfat.com

شمر ظالم آگے بڑھا اور سینہ مبارک پر چڑھ بیٹھا۔امام عالی مقام نے آنکھ کھولی اور پوچھا تو کون ہے؟ بولا میں شمر ذی الجوشن ہوں اور سر لینے آیا ہوں۔آپ نے فرمایا اپنی چھاتی سے ذرا قمیض اٹھا کیونکہ رات خواب میں مجھے نانا پاک نے یہ بتایا ہے کہ اے حسین کل بوقت نمازِ جمعہ تو میرے پاس ہوگا اور تیرا قاتل مبروص اُبلق کتا ہوگا۔جب شمر نے قمیض اٹھائی تو آپ نے برص کے داغ دیکھے تو فرمایا میرے نانا جان نے سچ فرمایا۔امام عالی مقام نے فرمایا اے شمر آج کون سا دن ہے۔کہنے لگا جمعۃ المبارک ہے اور یومِ عاشورہ ہے فرمایا۔اور شمر لعین تمہیں شرم نہیں آتی کہ علما اس وقت میرے نانا کے منبر پر خطبہ دے رہے ہیں۔اور تو اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا ہے جس کو نانا پاک چوما کرتے تھے اور بوسے دیا کرتے تھے۔

تو اُس حلق پر تلوار پھیرنا چاہتا ہے مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ میرے داھنی طرف حضرت زکریا علیہ السلام کی روح اور میرے بائیں طرف حضرت یحیٰی علیہ السلام کی روح کھڑی ہے۔اے شمر! میرے سینے سے پرے ہوجا کہ میں آخری وقت میں نماز ادا کرلوں۔شمر لعین نے نماز پڑھنے کی مہلت دے دی آپ کو وضو کا خیال آیا مگر پانی کہاں سے دستیاب ہوگا چنانچہ آپ نے تیمّم فرمایا اور نماز پڑھنے لگے جب سجدے میں گئے تو شمر لعین صبر نہ کرسکا اور آپ پر وار کرکے آپ کو شہید کردیا۔

☆......☆......☆

Marfat.com

کوفہ سے دمشق تک
سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سفر

اہل بیت کے خیموں میں لوٹ مار

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے بعد ظالم کوفیوں نے اہل بیت کے خیموں کی طرف رُخ کیا اور جو سامان اُن کے ہاتھ لگا انہوں لوٹ لیا اسلامی اور عسکری اصولوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے انہوں نے کمینگی کی انتہا کردی اور سنگدل یزیدیوں نے بیمار زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چمڑے کا بستر تک چھین لیا۔ شمر ملعون نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنا چاہا۔ تلوار کھینچی ہی تھی کہ حمید بن مسلم نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور بولا ارے ظالم۔ کیا تیرے ہاتھ سے بیمار کو بھی پناہ نہیں؟ تو جو کچھ کر چکا وہ کم ہے؟ اب تو چاہتا ہے کہ نسل رسالت ہی منقطع ہو جائے۔ اس پر مردود نادم ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ خاتونانِ حرم دامنِ صبر مضبوطی سے پکڑے ہوئے اپنی بربادی کا نظارہ کر رہی تھیں۔

جب حمید بن مسلم یزیدی لشکر کے سپاہیوں اور شمر لعین کو امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کرنے سے روک رہا تھا تو اُس وقت عمرو بن سعد بھی آ گیا اس نے کہا، خبردار! کوئی شخص اہل بیت کے خیموں میں اب داخل نہ ہو اور نہ کوئی اس بیمار زین العابدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر حملہ آور ہوا اور جس کسی نے ان کے مال و اسباب وغیرہ میں سے جو کچھ لوٹا ہے واپس کر دے اس کے کہنے پر سپاہیوں نے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو کچھ نہ کہا مگر لوٹا ہوا سامان کسی نے بھی واپس نہ کیا۔
(تاریخ طبری۔ تاریخ کامل ابن کثیر)

Marfat.com

سورج غروب ہو چکا تھا اور رات کی تاریکی گہری ہوتی جا رہی تھی۔ سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہل بیت اطہار کی بیوہ خواتین اور یتیم بچوں کے ساتھ بے حجاب بیٹھی تھیں۔ سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریف زادیوں کی حرمت پامال ہونے کا خدشہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پرجلال آواز اور غضبناک لہجے میں ابن سعد اور شمر ذی الجوشن کو غیرت دلائی کہ وہ ان سے دور رہیں اور نبی کریم ﷺ کے واسطے سے پاکباز بیبیوں کی عزت و ناموس کا خیال کریں۔ شاید ابن سعد میں شرم حیاء کی رمق باقی تھی جو افواج کوفہ و شام کو سید زادیوں سے قدرے دور رہنے کا حکم دے دیا۔

سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چہرہ اور سر کے بال آج تک کسی غیر محرم نے نہ دیکھے تھے۔ آج ارض کربلا میں کوفہ و شام کے منافقین کا بغض وعناد، اہل بیت سے عدوات، ظالمانہ مہم جوئی، سفاکانہ خونریزی اور بزدلانہ بے حرمتی روز روشن کی طرح واضح ہوگئی تھی۔ نوارنی گھرانے کے خیموں کو نذر آتش کرنے والے مفسدین یزیدی سوچ کے حامل تھے۔ جنہوں نے اسلامی حدود کو تجاوز کرتے ہوئے معزز خواتین کی پردہ داری کو بے پردگی میں تبدیل کر دیا تھا۔ ظالم و مردود فوجیوں نے قتال اہل بیت کے فوراً بعد خیموں میں گھس کر لوٹ مار شروع کر دی تھی شمر لعین نے معصوم سکینہ کے کانوں سے بالیاں کھینچ لیں، عورتوں کی انگوٹھیاں دبوچ لیں، چوڑیاں اتار لیں۔ بی بی سکینہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کانوں سے خون بہنا شروع ہوگیا تو سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تڑپ کر اسے گلے لگا لیا۔ (ابن اثیر۔ الکامل جلد چہارم ص 32)

شہداء کی بے حُرمتی

مورخین تحریر کرتے ہیں کہ اہل بیت کے خیموں سے سامان لوٹنے کے بعد بھی ظالموں کی قساوت قلبی کم نہ ہوئی۔ انہوں نے تمام نورانی لاشوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور ان پر گھوڑے دوڑا کر ان کی ٹاپوں سے اجسامِ نازنین کو پاش پاش کر دیا۔ یہ شیطنت وہ

Marfat.com

ہے جو شیطانوں کو بھی نہیں سوجھ سکتی تھی انہیں اچھی طرح یاد تھا کہ پیغمبر برحق ﷺ نے نہ صرف میت کے احترام کا حکم دیا بلکہ جس قبر میں کوئی مدفون ہو اس کی توہین کرنا یا قبر پر چڑھنا منع فرمایا ہے مگر ان ابلیسانِ زمانہ کا کیا کہنا کہ آج وہ ان اجسام مبارکہ کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند کر فخر محسوس کرر ہیں جن کو فخر کائنات ﷺ اپنے سینے سے لگایا کرتے تھے جو بوسہ گاہِ رسول تھے نہ جانے اس وقت گنبدِ حضریٰ کے مکیں پر کیا گزری ہوگی۔ خاتونِ جنت کی روح اطہر پر کیا بیتی ہوگی۔ یہ وحشت و بربریت کا مظاہرہ دیکھ کر فرشتے چیخ رہے تھے۔ حوریں چلا رہی تھیں۔ عرش الٰہی کانپ رہا تھا کہ آسمان ان لعینو پر ٹوٹ پڑتا مگر رضائے الٰہی ان نفوسِ قدسیہ کا پورا پورا امتحان لے رہی تھی۔

نعش ہائے مبارکہ کی پائمالی اور گلستانِ اہل بیت رسالت کی ویرانی کے بعد اب لعینانِ وقت کے دل کی آگ ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ خوشی کے شادیانے بج رہے تھے۔ ظالموں نے گلستانِ رسالت اجاڑنے کے بعد رات شراب و کباب میں گزاری۔ گیارہویں کی صبح کو عمر سعد نے ان لاتعداد کوفی مقتولین کی نماز جنازہ پڑھائی جو انعامات دنیوی اور کامرانی، خوشنودی حکومت کی تمنائیں دل ہی دل میں لیے ہوئے جہنم کو سدھار چکے تھے۔ ان ظالموں کو تو دفن بھی کیا گیا مگر شہداء کی نعشوں کو نہ تو دفن ہی کیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ ہی کسی نے پڑھی بلکہ تمام شہدائے عظام کے سرتن سے قطع کیے۔ اور سب سروں کو نیزوں پر چڑھا کر نعش ہائے مبارک کو خاک وخون میں لت پت وہیں چھوڑ دیا گیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لعینوں کی کوچ کے دوسرے دن بنی طے کے لوگوں نے وہاں پہنچ کر ان سر بریدہ نعشوں کو دفن کیا۔ مگر علامہ ابو اسحاق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس دن تک یہ لاشیں کربلا ہی میں پڑی رہیں اور پھر امام زین العابدین نے یزید کی قید سے رہائی کے بعد کربلا میں پہنچ کر انہیں دفن کیا اور اس عرصہ میں ان لاشوں سے تازہ خون اسی طرح جاری تھا۔ جس طرح روز

Marfat.com

شہادت جاری تھا۔
تاریخ کے اوراق میں رقم ہے کہ نعشوں کی بے حرمتی کے بعد عمرو بن سعد نے تمام شہداء کرام کے سر کاٹنے کا حکم دیا اور ان سروں کو شمر ذی الجوشن، قیس بن اشعث، عمرو بن الحجاج اور عروہ بن قیس کے ہاتھ ابن زیاد کے پاس بھجوا دیے یہ لوگ ان سروں کو نیزوں پر چڑھا کر ابن زیاد کے پاس لے گئے۔
(تاریخ طبری۔روضۃ الشہداء)

اہل بیت کا قافلہ کوفہ کی طرف

محرم الحرام 61ھ کی بارہ تاریخ کو عمرو بن سعد نے اہل بیت کے نفوس قدسیہ کو کوفہ لے جانے کے لیے تیاری کا حکم دیا چنانچہ اس کی فوج نے فوری طور پر تیاری کر کے اپنا سامان سمیٹا اور یہ لوگ اسیرانِ کربلا کو لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔
بیمار زین العابدین ابن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واحد نوجوان تھے جو علالت کے باعث عاجز ولاچار تھے۔لہٰذا اس مقید نورانی گھرانے کے بچوں اور عورتوں کی حفاظت اور نمائندگی سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حصہ میں آئی۔عمر بن سعد کمانڈر افواج کوفہ وشام قتال کربلا کے بعد قافلہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دارالامارت کوفہ بھیجنے کیلئے بے تاب تھا۔وہ جلد از جلد ابن زیاد کی خوشنودی حاصل کر کے صوبہ رے کا گورنر بن جانے کی فکر میں تھا۔دوسری جانب سرداران کوفہ کو خون اہل بیت میں ملوث اور حصہ دار رکھنے کیلئے شہداء کے سروں کو انہی کے قبائل میں تقسیم کر رہا تھا تا کہ عوام الناس بھڑکنے نہ پائیں اور بغاوت کا خیال ترک کر دیں۔اس قافلے میں عورتیں اور بچے شامل تھے اور امام زین العابدین کو علیحدہ اونٹ پر بٹھا دیا گیا تھا۔
(نفس المحموم صفحہ 204)
امام زین العابدینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا امام باقر دو سال چند ماہ کا تھا جو

Marfat.com

قیدیوں میں شامل تھا۔

(ابو الفدا: تاریخ جلدا، صفحہ 203)

اسے عورتوں کے ساتھ اونٹوں پر سوار کیا گیا تھا۔امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادوں میں دو بچے زید بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسن الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قیدی بنالیا گیا عقبہ بن سلمان جو زوجہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رباب کا غلام تھا گرفتار کرلیا گیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فریاد

جب جلوس اُس راستے سے گزرا جہاں شہداء کی لاشیں بے گوروکفن پڑی تھیں تو انہیں دیکھ کرغم نصیب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ سے عنان ضبط چھوٹ گئی اور بلند آواز سے فریاد کرنے لگیں۔

''یارسول اللہ ﷺ دیکھئے آپ کا لاڈلا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خون میں لت پت زمین پر پڑا ہے۔اس کے جسم کے اعضا کاٹ لئے گئے ہیں اور سر مبارک تن سے جدا کیا گیا ہے۔آپ ﷺ کی بیٹیاں قیدی بنا لی گئی ہیں اور اہل بیت کے تمام نوجوانوں کو قتل کردیا گیا ہے۔''

(المقریزی: خطبات جلد 2 صفحہ 280)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دلدوز آواز میں فریاد کرتے ہوئے کہا

اے نانائے پاک کیا آپ کو خبر ہے کہ کاروان اہل بیت لٹ گیا ہے اے نانائے پاک وہ آپ کے پیارے محبوب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش بے گورکفن پڑی ہے جس کے روئے انور پر آپ بوسے دیا کرتے تھے۔اور جس سینہ سے آپ اپنا نورانی سینہ بے کینہ لگایا کرتے تھے آج آپ کا یہ جگر گوشہ بے گوروکفن اور سر بریدہ پڑا ہے۔خدا را اس کی خبر لیجئے۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتہائی دردوکرب کے ساتھ روتے

Marfat.com

ہوئے کہا یا محمداہ یا محمداہ آپ پر اللہ اور ملائکہ آسمانی کا درود وسلام ہو دیکھئے یہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چٹیل میدان میں اعضاء بریدہ خاک وخون میں آلودہ پڑے ہیں یا محمداہ! آپ کی بیٹیاں قید میں ہیں آپ کی اولاد مقتول پڑی ہوئی ہے ہوا ان پر خاک اڑا رہی ہے یہ دل دوز فریاد سن کر دوست دشمن سب رو دیئے۔

پھوپھی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ دلدوز فریاد سن کر اسیر کربلا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر ایک تیر سا لگا آپ والد ماجد کی لاش مبارک سے چمٹ گئے آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اتنے میں ایک یزیدی سپاہی نے آپ کے ہاتھوں سے بندھی رسی کو جھٹکے سے کھینچا تو آپ نے حسرت بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے یہ استدعا کی کہ اے ظالمو ذرا ٹھہرو مجھے ابا جان کے وہ ہاتھ تو چوم لینے دے جو انہوں نے رخصت کے وقت میرے سر پر پھیرے تھے۔ مجھے اپنے بھائیوں کی سر بریدہ لاشوں کو غور سے دیکھ لینے دے مگر ظالموں نے بیمار عابد کی ایک نہ سنی اور ایک ایسا زور دار جھٹکا دیا کہ بیمار عابد چکرا کر گر پڑے۔اور آخر مجبوراً روتے ہوئے اٹھے اور شہیدوں کے سر بریدہ جسموں کو آخری سلام کر کے بچشم گریاں وبقلب بریاں چل دیئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ہشتم۔تاریخ طبری جلد ششم)

کوفہ کے بازاروں میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطاب

مظلومین اہل بیت کا یہ قافلہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قیادت میں منزل سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھا کہ آبادیوں سے نکل کر لوگوں کا ہجوم قیدیوں کو دیکھنے کیلئے راستوں میں پھیلنا شروع ہو گیا۔ جب کثیر تعداد میں مرد عورتیں اکھٹی ہو چکیں تو سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رک کر لوگوں سے گفتگو کرنی چاہی۔قافلہ کی سرپرستی کرنیوالوں کو مجبوراً رکنا پڑا۔ جو لوگ مراتب اہل بیت اور فضیلت گھرانہ رسول اللہ سے

Marfat.com

لاعلم تھے انہیں محض باغی گروہ سمجھ کر تماشائیوں کی طرح دیکھ رہے تھے اور عبیداللہ بن زیاد کے کارناموں کی تائید کر رہے تھے۔ بعض ناعاقبت اندیش خواتین کو اونٹوں کی پشت پر بے حجاب دیکھ کر تمسخر اڑا رہے تھے آوازیں کس رہے تھے اور شادیانے بجا رہے تھے۔ ابن زیاد نے دلفریب پراپیگنڈا سے عام کوفیوں کے دلوں میں اہل بیت کیلئے نفرت پیدا کر دی تھی۔

سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے اہل کوفہ تم دغاباز ہو جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت کیلئے بلایا مگر بعد میں ابن زیاد کے ساتھ مل گئے تم نہیں جانتے کہ تمہارا جرم کتنا سنگین ہے چونکہ تم نے وعدہ خلافی کی ہے۔

تم نے نبی کریم ﷺ کے محبوب ترین جگر گوشے کو شہید کر دیا ہے اور مقدس دوشیزاؤں کے سروں سے چادریں چھین لی ہیں۔ تم اللہ کی لعنت کے مستحق ہو کیونکہ تم نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون تمہارے سروں پر ہے اور روز قیامت اس خون ناحق کا تم سے حساب مانگا جائے گا۔ چند روزہ زندگی کیلئے مال و دولت کے لالچ میں اپنے ایمان کا سودا کرنے والو تم نے اللہ تعالیٰ کے قہر کو دعوت دی ہے اور تم قیامت تک سکون و چین سے محروم رہو گے۔ او کوفہ والو تم ذلت و رسوائی کے گڑھے میں جا گرے ہو۔ لعنت ہے تم پر جو حرمت اہل بیت کو پامال کیا ہے۔ معصوم بچوں کو شہید کیا بیبیوں کے دلوں کو تڑپایا، دھوکہ دیا، سامان لوٹا اور شریف زادیوں کو قیدی بنالیا۔ کیا تمہیں اندازہ ہے کہ کس مقدس ہستی کو تم نے شہید کر دیا ہے اور عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنا دیا ہے تم اپنی آنے والی پشتوں پر گناہوں کے انبار لگا چکے ہو۔ تمہارے دلوں سے رحم چھین لیا گیا اور تم پر شیطانیت غالب آ گئی ہے۔ تمہاری عورتیں گریہ زاری کرتی ہیں مگر تمہارے مرد اہل بیت پر ظلم کرتے ہیں تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے اور قیامت تک سکون و چین سے محروم رہو گے۔ اللہ تعالیٰ تم پر بدترین حکمران مسلط

Marfat.com

کر دے گا جو تمہارے نو جوانوں کو قتل اور عورتوں کو غلام بنائیں گے۔ اہل بیت کی خواتین سے توہین آمیز سلوک کا وبال تمہاری آئندہ نسلوں پر ہوگا۔

بشیر ابن حزام اسعدی خود سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطاب غور سے سن رہا تھا اور ان کا کہنا تھا کہ اللہ گواہ ہے میں نے جب اتنی پر تاثیر اور ولولہ انگیز تقریر سنی تو مجھے گمان ہوا کہ ایسا عالمانہ خطاب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامعہ مسجد کوفہ میں کیا کرتے تھے۔ جو شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے اور باب علم بھی تھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بصیرت افروز خطابات سے ہمارے سینوں کو منور کیا کرتے تھے۔ سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کا فوری اثر یہ ہوا کہ تماش بین قطاروں میں کھڑے خاموش ہو گئے۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ بعض رونے لگے اور بعض سینہ کوبی کرنے لگے اور ابن زیاد پر لعنت لعنت کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ جو ابھی تک خوشیاں منا رہے تھے ان کے سر شرم سے جھک گئے اور ندامت کا اظہار کرنے لگے۔ آخرت میں حساب کے خوف نے کوفیوں کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے وفائی کا احساس دلا دیا۔ ان کا ضمیر ملامت کرنے لگا کہ اتنا بڑا ظلم جس کا تدارک ناممکن ہے۔ ابن زیاد کے محل کی تزئین و آرائش اور زینت و زیبائش کرنے پر مسلم الجساس مامور تھا۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ ایک دن محل سے تھوڑے فاصلے پر شور و غوغا اور چیخ و پکار کی آوازیں آنا شروع ہوئیں تو میں نے ایک درباری سے پوچھا کہ جا کر معلوم کرو کہ یہ بے جا غل غپاڑہ اور شور کیوں برپا ہے۔ اس نے بتایا یا جساس ابھی تھوڑی دیر بعد ایک ایسے خارجی کا سر محل میں لا جا رہا ہے جس نے خلیفہ یزید کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ مسلم الجساس نے اس باغی کا نام دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ شخص حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ وہ سکتے میں آ گیا اور شدت صدمہ سے اپنا سر دیوار پر دے مارا تو پیشانی سے خون رسنا شروع ہو گیا۔ اسی حالت میں محل سے باہر آیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ

Marfat.com

جلوس مظلوم کا انتظار کرنے لگا۔اس ہجوم میں جو لوگ حقیقت حال جان چکے تھے زاروقطار رو رہے تھے اور اکثر چپ چاپ تھے یا آپس میں چہ میگویاں کررہے تھے۔مسلم الجساس نے دیکھا کہ قافلے کو محل کے قریب اس لئے روک لیا گیا تاکہ عبیداللہ ابن زیاد پورے جاہ وجلال کے ساتھ رونق افروز ہوکر اپنی سفاکیت اور حکمرانی کی دھاک بٹھا سکے اس قافلے میں چالیس اونٹوں پر عورتیں اور بچے سوار تھے اور ایک اونٹ پر امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے پاؤں میں زنجیریں تھیں اور گلے میں زنجیروں کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا۔ابھی تک اکثر تماشائی معالے کی سنگینی کا ادراک نہیں کر پارہے تھے۔

سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ انہیں مخاطب ہوکر فرمایا۔اے دغا باز کوفیوتم نے نواسہ نبی ﷺ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جابر وظالم ابن زیاد اور ابن سعد کے رحم وکرم پر چھوڑ کر اپنے لئے ذلت ورسوائی کا سامان پیدا کیا۔تم نے دھوکہ دے کر بیعت کا شرف حاصل کرنے کیلئے مدعو کیا تاکہ یزید لعین سے نجات پاسکو۔لعنت ہے تم پر اور لعنت ہے تمہاری جعلی وفاداری پر جو سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال کو تنہا چھوڑ کر موت کے خوف سے بھیڑ بکریوں کی مانند بھاگ نکلے۔حالانکہ موت تمہارا پیچھا کررہی ہے اور تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔اب تمہارا رونا دھونا بے سود، آہ وبکا بے کار، پچھتاوا لاحاصل اور منافقانہ پشیمانی بے نتیجہ ہے۔نبی کریم ﷺ کے خاندان کی شریف زادیوں اور معصوم بچوں کو اسیر دیکھ کر تمہاری بے حسی ہی بے وفائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اے وعدوں سے منحرف ہونے والو تم نے عذاب الٰہی کو اپنے اوپر مسلط کرلیا ہے کیونکہ خون اہل بیت کے دھبے تمہارے سینوں پر نقش ہوچکے ہیں۔اے درہم ودینار کے پجاریو اور آخرت کے بدلے دنیا ڈھونڈنے والے بیوپاریو تمہاری سرزمین پر ایک ایسی ہستی کا قتل ناحق ہوا جو جنت الفردوس میں نوجوانوں کا سردار ہے۔ایسی زیادتی

Marfat.com

ہے جس کا ازالہ کبھی نہ ہو سکے گا۔یوم قیامت نہ کوئی پرسان حال ہوگا اور نہ ہی تم شفاعت نبی کریم ﷺ سے بہرہ ور ہو پاؤ گے۔سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گفتگو نے بے ضمیر کوفیوں کے قلوب پر گہرے اثرات چھوڑے۔

کوفہ میں دوبارہ پھرایا گیا

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک صبح کے وقت خولی لے کر ابن زیاد کے دربار میں پہنچا دو پہر تک دوسرے سر بھی پہنچ گئے اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان سروں کو نیزوں پر چڑھائے ہوئے شہر میں پھراؤ اور دشمنان یزید کا حشر کوفہ والوں کو بھی دکھاؤ اس کے ساتھ ہی اس نے بہت سے سوار اور پیادے جابجا محلوں اور ناکوں پر تعینات کر دیے تا کہ کسی قسم کا کوئی ہنگامہ نہ ہونے پائے۔ابن زیاد کے حکم پر جس وقت یہ لٹاپٹا قافلہ مختلف مقامات سے ہوتا ہوا کوفہ کے بازاروں سے گزرا۔تو وہ منظر اس درجہ دلدوز تھا کہ دوست دشمنوں کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو گئے۔لوگوں کا جمع غفیر جمع تھا۔ایک کہرام برپا تھا۔انسانیت رو رہی تھی۔حوران خلد اپنا دامن چاک کر رہی تھیں۔فرشتے نوحہ کناں تھے۔مخلوقِ خدا ان ابلیسانِ وقت کی خباثت کو دیکھ کر منہ چھپا رہی تھی کہ چادر تطہیر کی مالک شہزادیاں جن کے گھر جبریل امین بھی کبھی بغیر اجازت کے نہ آتے تھے آج ننگے منہ ننگے سر اونٹوں پر سوار تھیں۔وہ حیاء بار عورتیں جن کے یہاں بڑے بڑے فرمانروا زانوائے ادب تہہ کرتے تھے جن کے آستانہ پر زمانہ بھر کے سرکش بحالت قید آتے تھے آج وہ خود مقید حالت میں گزر رہی تھیں۔قافلہ کوفہ کی گلیوں اور بازاروں سے گزر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت اپنے بالا خانہ پر بیٹھے قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔جب انہوں نے بازار میں شور سنا تو سر باہر نکالا۔کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جلوس چلا آ رہا ہے اور اس کے آگے سرہائے بریدہ نیزوں پر بلند ہیں۔سب سے آگے ایک بڑا عالی وقار سر

Marfat.com

ہے جس سے نور کی شعائیں پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں اور آسمان دنیا کو منور کر رہی ہیں۔حضرت زین بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دیکھ کر سمجھ گئے کہ شہدائے کربلا کا جلوس آرہا ہے آپ نے فوراً (انا لِلّٰہِ وَانّا اِلیہِ راجِعُونْ) پڑھا اور قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہوگئے۔جب جلوس آپ کے بالا خانہ کے قریب آیا تو اتفاق سے اس وقت آپ سورہ کہف کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔(اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصَحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْ امِنْ ایٰتِنَا عَجَباً) ترجمہ:۔کیا تمہارا گمان ہے کہ اصحاب کہف ہماری نشانیوں میں سب سے بڑی نشانی ہیں۔کہ اچانک امام عالی مقام کے سر اقدس سے یہ آواز بلند ہوئی۔(اعجَبَ مِن ھٰذا قَتلی و حَملِی)اصحاب کہف کا واقعہ پڑھنے والے ذرا فاطمہ کے لال کی جانب نگاہ کر کیونکہ اس طرح قتل ہونا اور نیزے پر اٹھایا جانا اصحاب کہف کی قربانی سے بدرجہا عجیب ہے۔یہ کہہ کر سر امام سے سورہ یاسین پڑھنے کی آواز آنے لگی اور جلوس آگے چل دیا۔

(شواہد النبوت ص308۔روضۃ الشہداء)

ابن زیاد کی گستاخی

مورخین لکھتے ہیں کہ ابن زیاد دارالامارت میں بیٹھا تھا کہ سامنے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو اسے دیکھ کر اس پر شیطانی مسرت طاری ہوئی اور ہاتھ کی چھڑی دندان امام پر مار کر کہنے لگا۔اے حسین اسی منہ سے کہتا تھا کہ میں یزید کی بیعت نہیں کروں گا۔اس وقت دربار میں صحابی رسول حضرت زید بن ارقم موجود تھے اس ملعون کی یہ شیطانی حرکت دیکھ کر انہیں یارائے ضبط نہ رہا اور بولے۔او کمبخت چھڑی ہٹالے اور یہ گستاخی نہ کر۔میں نے بارہا اپنی آنکھوں سے نبی اکرم ﷺ کو ان لبہائے مبارک پر بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔یہ کہہ کر آپ دھاڑیں مار کر رونے لگے۔

Marfat.com

ابن زیاد تلملایا اور چلا کر بولا۔او بوڑھے مجھے تیری صحابیت کا لحاظ ہے۔ورنہ ابھی تیرا سر بھی حسین کے ساتھ ہوتا آپ نے فرمایا۔سبحان اللہ رسول اللہ ﷺ کے نواسہ کا تو کوئی احترام نہ ملحوظ رکھا اور صحابیت کا احترام تجھے ملحوظ ہے۔دیکھ لینا کہ قیامت کے دن خدا تجھے عذاب عظیم میں ڈالے گا۔تیری بخشش ہرگز نہ ہوگی اور دنیا میں تو کبھی سرسبز نہ ہو سکے گا۔

پھر آپ نے دربار میں موجود کوفیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا افسوس صد افسوس کہ تم نے جگر گوشہ رسول کو قتل کر دیا۔حیا بار عورتوں کو بے پردہ کیا۔آخر تمہیں خدا کے روبرو جانا ہے اسے کیا منہ دکھاؤ گے۔کیا رسول اللہ ﷺ کے خاندان کو شہید کرنے کے بعد تمہیں حضور ﷺ کی شفاعت کی توقع ہوسکتی ہے؟ جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی سزا نہ صرف عقبیٰ میں ملے گی۔بلکہ دنیا میں بھی تمہیں ضرور اس کا بدلہ ملے گا۔یہ کہتے ہوئے آپ دربار سے چلے گئے۔

(تاریخ طبری جلد ششم۔ابن اثیر جلد چہارم۔البدایہ والنہایہ ص489)

اس حوالے سے ابن ابی الدنیا کی روایت ہے کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اس سے بھی زیادہ تجھے غصہ دلانے والی بات سناتا ہوں سن میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ کے دائیں زانو پر حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں زانو پر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آپ ان دونوں کے سروں پر دست مبارک پھیرتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ میں ان دونوں کو تیرے مومنین صالحین کے پاس بطور امانت سپرد کرتا ہوں تو اے بدنہاد تو نے امانت رسول خدا ﷺ کے ساتھ یہ کیسا سلوک کیا ہے پھر آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے کوفیو! اللہ تعالیٰ تم سے کبھی خوش نہ ہو تم نے فرزند رسول ﷺ کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنے اوپر مسلط کیا اب یہ تمہارے اچھوں کو مارے گا اور تمہارے بروں کو چھوڑ دے گا۔یہ کہہ کر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ روتے ہوئے باہر نکل آئے۔ (ابن ابی الدنیا۔ صواعق المحرقہ صفحہ 190)

ترمذی شریف اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے لایا گیا ہے تو اس وقت میں اس کے پاس تھا تو اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن و جمال میں کچھ کلام کیا اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی کہ وہ آپ کے ناک پر مارتا تھا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ مشابہ تھے حضور ﷺ کے ساتھ اور آپ نے وسمہ (کالا) خضاب کیا ہوا تھا۔

(ترمذی شریف باب مناقب الحسین، بخاری صفحہ 53 جلد 1)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلیری

ابن زیاد کے دربار میں اہل بیت کے تمام قیدی موجود تھے بعض مورخین لکھتے ہیں کہ جب ابن زیاد نے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ یہ خاتون کون ہیں؟ تو اسے بتایا کہ یہ رسول کریم ﷺ کی نواسی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں تو اس بدبخت نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ اللہ کا شکر ہے ہم نے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے غرور کو توڑا اور امام وقت (یزید) کی بغاوت کا مزا اہل بیت کو چکھا دیا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب لعین ابن زیاد کی یہ گفتگو سنی۔ تو خون حیدری جوش میں آیا اور گرج کر بولیں۔ او سگِ دنیا تو نے گلستانِ محمدی کو اجاڑا ہے جس رسول کا کلمہ پڑھتا ہے اس کے اہل بیت کے چمن کو ویراں کیا ہے مگر یاد رکھ کہ نسلِ رسالت کبھی منقطع نہ ہوگی کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(اِنَّا اَعۡطَیۡنٰكَ الۡکَوۡثَر) اتنے میں اذان کی آواز سنائی دی۔ جب موذن

Marfat.com

(اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ) پر پہنچا تو سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمانے لگیں۔او ظالم سن لے۔اب بھی ہمارے نانا کا کلمہ پڑھا جارہا ہے۔ارے ظالم حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرکر زندہ جاوید ہوگئے اور تو اور تیرا خلیفہ یزید جیتے جی مرگئے ہو کہ قیامت تک تمہارا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

بہت سے موزخین نے اس ضمن میں لکھا ہے کہ جب اہل بیت کے افراد کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میلے اور پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور چہرہ اقدس پر نقاب تھا آپ کے اردگرد چند عورتیں بیٹھی تھیں ابن زیاد نے پوچھا کہ یہ خاتوں کون ہیں۔اس کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا اس نے دوبارہ پوچھا تو پھر بھی کسی نے جواب نہیں دیا۔تیسری مرتبہ پوچھنے پر ایک لونڈی نے کہا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔اس پر ابن زیاد سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مخاطب ہوکر بولا کہ، خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں رسوا کیا اور تم لوگوں کو جھٹلایا۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت جرات سے اسے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں بوجہ اولادِ محمد ﷺ ہونے کے مکرم و معظم بنایا اور ہمیں پاک کیا جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے نہ کہ جیسا تو کہتا ہے۔بلاشبہ فاسق و فاجر ہی رسوا ہوں گے اور جھٹلائے جائیں گے۔

ابن زیاد کہنے لگا تم نے دیکھا اللہ نے تمہارے اہل بیت کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ان کے لیے شہادت مقدر ہوچکی تھی اس لیے وہ مقتل میں آئے اور بہت جلد وہ اور تم اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہوگے اس وقت وہ اس کے سامنے اس کا انصاف طلب کریں گے۔یہ جواب سن کر ابن زیاد غضب ناک ہوکر کہنے لگا اللہ نے تمہارے اہل بیت کے سرکش اور نافرمان آدمی سے میرے غصہ کو

Marfat.com

ٹھنڈا کر دیا۔ان زیاد کے ان الفاظ نے سیدہ کو تڑپا دیا وہ انتہائی درد کے ساتھ روئیں اور فرمایا میری عمر کی قسم تو نے میرے خاندان کو تباہ کیا اگر اسی سے تیری تسکین اور تیرا دل ٹھنڈا ہوتا تھا تو بیشک ہوگیا۔ابن زیاد نے کہا یہ جرات اور یہ شجاعت میری عمر کی قسم تمہارے باپ بھی تو بڑے شاعر اور بڑے شجاع تھے۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا عورت کو شجاعت سے کیا واسطہ ہے۔

(تاریخ طبری صفحہ 262 جلد 6۔ابن اثیر صفحہ 33 جلد 4۔البدایہ والنہایہ صفحہ 193 جلد ششم)

اسی اثناء میں ابن زیاد کی نظر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی تو پوچھا کہ تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا،علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ظالم بولا،وہ تو قتل ہو گئے۔آپ نے فرمایا،وہ میرے بھائی علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔یہ سن کر ابن زیاد نے ابن سعد سے کہا کہ اس نوجوان کو کیوں زندہ چھوڑ دیا ہے اسے فوراً قتل کیا جائے کیونکہ میں اہل بیت کی نسل کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر مسکرائے اور بولے او بدنہاد ابن زیاد جب تو نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا۔خاندان اہل بیت کی تصویر کو مٹا دیا۔تو میرا قتل کر دینا کون سی بڑی بات ہے اور اب مجھے اتنے حوادث سے دوچار ہونے کے بعد دنیا میں رہنے کی آرزو ہی کب ہے،ظالم مجھے بھی قتل کر کے یہ روسیاہی بھی مول لیتا جا۔البتہ میرے بعد یہ ضرور کرنا کہ کسی نہ کسی طریقہ سے خاتونانِ اہل بیت کو مدینہ طیبہ پہنچا دینا۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دلیرانہ جواب سن کر ابن زیاد اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔اور بولا۔اچھا اسے بھی عورتوں کے ساتھ زندہ رہنے دو۔

جس مردود نے شبیہہ مصطفیٰ کو مٹا دیا۔خاندان اہل بیت کو اجاڑ کر رکھ دیا۔نواسہ مصطفیٰ کی لاش کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پاش پاش کیا۔اس شقی القلب میں رحم

Marfat.com

کہاں تھا۔ یہ تو صرف اور صرف منشاء الٰہی تھا کہ نسلِ رسالت قائم رہے۔ وہ جب بچانے پر آتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی تلوار سے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ سے اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا میں شمر لعین کی تلوار سے کوفہ میں ابن زیاد بدنہاد کی تیغ جفا کار سے اور دمشق میں یزید پلید کی تیغ آبدار سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے قراری

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرات ودلیری کے بارے میں اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ جب ابن زیاد لعین نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا ان خواتین کو کس کے حوالے کرو گے۔ جبکہ میرے سوا ان کا کوئی محرم نہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تڑپ گئیں اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روتے ہوئے چمٹ گئیں اور فرمایا یہ ایک آسرا بھی ختم کرتے ہو۔ اگر زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنا ہے تو ہمیں بھی ان کے ساتھ قتل کردو۔ لیکن امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مطلقاً کوئی خوف وہراس طاری نہ ہوا۔ انہوں نے نہایت اطمینان اور وقار کے ساتھ فرمایا: اگر تم لوگ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہو تو قرابت داری کا لحاظ اور پاس کرتے ہوئے کسی متقی اور شریف آدمی کو ان پردہ دار خواتین کے ساتھ کردو جوان کو عزت وشرافت کے ساتھ وطن پہنچادے۔ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سن کر اور سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے قرار دیکھ کر ابن زیاد سکتے میں آگیا اور پھر اس نے حکم دیا کہ زین العابدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنے خاندان کی خواتین کے ساتھ رہنے کے لیے چھوڑ دو۔

(تاریخ طبری۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ البدایہ والنہایہ)

Marfat.com

حق بات کہنے کی سزا

اس کے بعد زیادہ مجلس سے اٹھ کر مسجد میں آیا اور منبر پر چڑھ کر کہا، شکر ہے اللہ رب العزت کا کہ اس نے یزید کو فتح و نصرت عطا فرمائی اور ان کے ساتھیوں کی مدد کی اور کذاب بن کذاب حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کو شکست دی اور قتل کیا۔

اس ملعون کی یہ بات سن کر حضرت عبداللہ بن عفیف ازدی جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں میں سے ایک بزرگ تھے اور دونوں آنکھوں سے معذور تھے اور سارا دن مسجد میں ذکر واذکار اور نماز پڑھنے میں گزارتے تھے وہ بہت بے تاب ہو کر اٹھے اور بھرے مجمع میں کہا او ابن مرجانہ تو بھی کذاب ہے تیرا باپ بھی کذاب تھا۔ تم لوگ اولادِ رسول کو قتل کرتے ہو اور باتیں ایسی کرتے ہو جیسے صدیقین ہوتے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا اس کو پکڑ لو۔ سپاہیوں نے ان کو گرفتار کر لیا اس وقت تو اس کی قوم کے لوگوں نے ان کو چھڑا لیا بعد میں ابن زیاد نے ان کو بلوایا اور حکم دیا ان کو قتل کر کے ان کی لاش کو لٹکا دیا جائید چنانچہ ابن زیاد کے حکم پر عمل کیا گیا۔

(تاریخ طبری صفحہ 313 جلد 6۔ ابن اثیر صفحہ 24 جلد 4۔ البدایہ صفحہ 191 جلد 8)

دمشق کی طرف روانگی

اس کے بعد زیاد نے شمر ذی الجوشن، زحر بن قیس، خولی بن یزید اور محصن بن ثعلبہ کو حکم دیا کہ تمام سروں اور اہل بیت کے قیدیوں کو ساتھ لے کر دمشق جائیں اور یزید کے سامنے پیش کریں چنانچہ امام زین العابدین کے ہاتھ پاؤں کو زنجیروں میں جکڑ دیا گیا اور بیبیوں کو اونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر بیٹھا دیا گیا اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ ابن زیاد نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ راستے میں آبادیوں سے گزرنا اور سروں کو نیزوں پر چڑھا کر لوگوں کو

Marfat.com

بتاتے ہوئے جانا کہ دیکھ لو جنہوں نے حاکم وقت یزید کی مخالفت کی ان کا یہ حشر ہوا ہے تاکہ لوگ ڈر جائیں اور یزید کی مخالفت سے باز رہیں راستہ میں ایک منزل پر اہل کتاب کا ایک دیر (گرجا) آیا یہ لوگ رات گزارنے کے لیے وہاں ٹھہر گئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ وہ خرمے کا شیرہ پینے لگے لیکن علامہ ابن کثیر نے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ وہ خمر (شراب) پینے لگے اس کے بعد ان لوگوں نے گرجے کے دروازے پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا۔

اَتُرجُو اُمَته قَتَلَتْ حسیناً ۔ شفَاعت جَدّہِ یومَ الحِسَابْ

یعنی جن لوگوں نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا ہے۔ وہ اس کے نانا کی شفاعت کی امید نہ رکھیں۔ یزیدیوں نے گرجا کے راہب سے پوچھا کہ یہ شعر یہاں کب سے اور کس نے لکھا ہے؟ راہب نے کہا میں اس کی پوری تاریخ سے تو آگاہ نہیں۔ صرف اپنے آباؤ اجداد سے اتنا سن رکھا ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی ولادت سے پانچ سو سال پہلے کا یہ شعر یہاں لکھا گیا ہے۔ یہ سنتے ہی یزیدیوں کا رنگ فق ہو گیا اور ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ آنکھوں آنکھوں میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ جب راہب نے ان کی یہ پریشانی دیکھی تو پوچھا کہ بھائی تم کون ہو؟ ان میں سے ایک نے کہا۔ بھئی ہم پریشان و پشیمان کیوں نہ ہوں؟ جس حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر اس شعر میں ہے۔ اسے تو ہم نے قتل کیا ہے اور اس کا سر ہمارے پاس ہے۔ راہب نے پوچھا یہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟ ان کا تعارف کراؤ۔ ایک شقی نے جواب دیا کہ یہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے نواسے ہیں۔ یہ سن کر راہب کے دل میں محبت پیدا ہوئی اور کہنے لگا مجھے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر دکھاؤ۔ وہ راہب کو اپنے ساتھ لے گئے اور سر اقدس سامنے رکھ دیا۔ راہب دیکھتے ہی دل و جان سے فدا ہو گیا اور محبتِ امام نے ایسا جوش مارا کہ یزیدیوں سے کہنے لگا کہ خدارا شب بھر کے لیے مجھے

Marfat.com

دے دو۔صبح کوچ کے وقت واپس لے لینا۔اتنے میں شمر آ گیا اور کہنے لگا یہ سر کسی کو نہیں مل سکتا اگر کہیں گم ہو گیا تو ہم یزید کو کیا دکھائیں گے۔چلو ہٹو اور اپنی راہ لو۔یہ سر تجھے ہرگز نہ ملے گا۔راہب نے اصرار کیا۔شمر نے اس کو ٹالنے کی غرض سے ایک کڑی شرط لگائی اور کہنے لگا کہ دس ہزار درہم ایک رات سرِ حسین کی قیمت لوں گا۔راہب خوشی سے جھوم اٹھا۔گھر گیا اور دس ہزار درہم کی بجائے گیارہ ہزار درہم اور اپنے گھر کی ساری پونجی لے آیا اور شمر کے سپرد کر کے سر مبارک لے گیا۔

گرجے میں لے جا کر راہب نے سر مبارک پر عطر و گلاب چھڑکا اور خود دست بستہ کھڑا ادب و تعظیم کے ساتھ اپنے سامنے رکھ کر زیارت کرنے لگا اس کی اس تعظیم و تکریم اور حسن سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوا اور اس نے اس پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیے اس پر گریہ طاری ہوا اور اس کی آنکھوں سے پردے اٹھ گئے اس نے کیا دیکھا کہ اس نور سے لے کر آسمان تک نور ہی نور تھا اس نے سرِ انور کی کرامت اور انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا تو بے ساختہ اس کی زبان پر جاری ہوا اشھد ان لاالہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد رسول اللّٰہ چونکہ اس نے دنیا کی دولت قربان کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان کی دولت عطا فرما دی اس نے سرِ انور کا ادب کیا تھا تو ادب کرنے والے بدنصیب و بے ایمان نہیں رہ سکتے اس نے اس کو با نصیب بنا دیا اس نے رسول زادیوں کی دعائیں حاصل کین تھین وہ دعائیں رنگ لائیں اور اس کی تقدیر بدل گئی چنانچہ اس نے دیر کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا اور سچے دل سے اہل بیت اطہار کا مطیع و خادم بن گیا۔اللہ رب العزت کا اس پر خاص فضل و کرم ہو گیا۔

یہاں ایک اور سخت عبرت خیز واقعہ ہوا وہ یہ کہ اس گروہ اشقیاء نے لشکر امام عالی مقام اور ان کے خیموں سے جو درہم و دینار لوٹے تھے اور دیکھ بھال کے محفوظ کر لیے تھے اور جو راہب سے لیے تھے ان کو تقسیم کرنے کے لیے جو تھیلیوں کے منہ

Marfat.com

کھولے تو کیا دیکھا کہ وہ سب درہم و دینار ٹھیکریاں بنے ہوئے تھے اور ان کے ایک طرف یہ آیت وَلَاتَحْسَبَنَّ اللّٰہ غا فِلاً یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ کہ اللہ تعالیٰ کو ظالموں کے بداعمال سے غافل مت سمجھو اور دوسری طرف یہ آیت لکھی تھی وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْ آاَیَّ مُنقَلَبٍ یَنْقَلِبُوْنَ اور ظلم کرنے والے عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ 200 جلد ہشتم۔صواعق محرقہ صفحہ 192-197 سرالشہادتین صفحہ 35۔نورالابصار صفحہ 147۔سعادت الکونین صفحہ 123-124)

یہودی بزرگ کا قبولِ اسلام

اہل بیت کا یہ مظلوم قافلہ جس میں بچوں اور عفت مآب بیبیوں کو بے پردہ قیدی بنا کر لے جایا جارہا تھا شہر حران میں پہنچا تو ایک یہودی بزرگ یحییٰ یہ المناک منظر دیکھ رہے تھے جب اقلیم صبر و رضا کے پیکر کا سر مبارک قریب آیا۔تو یحییٰ نے امام پاک کے لبہائے مبارک کو لرزاں دیکھا۔آپ لپک کر قریب آ گئے۔تو سراقدس سے آواز آرہی تھی۔وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُوْنَ ترجمہ:۔عنقریب ظالموں کا بدلہ مل جائے گا۔حیرت سے پوچھنے لگے۔یہ کس کا سر ہے۔لوگوں نے بتایا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر ہے۔فرمانے لگے۔اس کے والد کا کیا نام ہے۔لوگوں نے کہا علی المرتضیٰ۔پھر پوچھا ان کی والدہ کون تھیں۔جواب ملا۔فاطمہ بنت محمد ﷺ یہودی بزرگ حضرت یحییٰ نے فرمایا کہ جس کے سر سے یہ کرامت ظاہر ہو رہی ہے۔اس کے نانا کا مذہب یقیناً سچا ہے۔اسی وقت کلمہ طیبہ (لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

جب حضرت یحییٰ نے خاتون حرم کو ننگے سر دیکھا تو اپنا عمامہ پھاڑ کر انہیں سے چھپانے کے لیے دینے لگے۔تو اشقیاء نے منع کیا تو آپ کو تاب نہ رہی۔آپ نے تلوار

Marfat.com

کو نیام سے باہر نکالا اور پانچ یزیدیوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد خود بھی منصب شہادت پر فائز ہو گئے۔ یحییٰ شہید کا مزار مبارک حران میں موجود ہے جہاں عقیدت مند حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔(عناصر الشہادتین ص283)

قیدی قافلے کا دمشق میں داخلہ

ظالموں نے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر پاکباز بیبیوں کو اذیت دینے کی خاطر خطرناک قیدیوں کی طرح اونٹوں کی برہنہ پشتوں پر سوار کر کے کوفہ سے ملک شام روانہ کیا تھا یہ طویل فاصلہ طے کرنے کیلئے دو ہفتے درکار تھے۔معصوم بچوں اور مظلوم عورتوں کو روزانہ دس بارہ گھنٹے سخت دھوپ اور گرمی برداشت کرنی پڑتی اور اونٹوں پر نہ محمل نہ کجاوے اور نہ ہی سائبان تھا۔دشمنان اہل بیت مظلوم قافلہ کو چاروں طرف سے حصار میں رکھتے تھے اور پانچ وقت ادائیگی نماز کیلئے ٹھہرنا گوارہ نہیں کرتے تھے۔پاک گھرانے کی پاکیزہ بیبیاں بغیر حجاب غیر محرموں کے درمیان خاموش اور غم زدہ اور صعوبت سفر کو رضائے الٰہی سمجھتے ہوئے تحمل و بردباری سے برداشت کر رہی تھیں۔ان کی حرمت و عظمت کا مذاق اڑانے والے قافلے کے نگران تھے۔قافلہ صحراؤں سے گزرتا ہوا جب کسی بستی کے قریب ٹھہرتا تو وہاں کے مقامی لوگ اسیران اہل بیت کی حالت زار کا مشاہدہ کرتے اور بعض کھانے پینے کی اشیاء پیش کرتے۔اگرچہ بھوک و پیاس کی شدت ان کے چہروں پر نمایاں تھی۔مگر کسی سے کوئی ھدیہ یا کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے۔ایک مرتبہ کسی نے کھجوریں پیش کیں اور ان کی کسی بچی نے ایک کھجور لے کر کھانا چاہی تو سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے کھانے سے روک دیا اور فرمایا آل نبی ﷺ کیلئے صدقات قبول کرنا جائز نہیں ہے۔

بعض مقامات پر سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لوگوں سے گفتگو کرنے کا موقع ملتا تو آپ یزید کی اہل بیت دشمنی اور بغض وعناد اور کربلا میں قتل عام پر بات

Marfat.com

کرتیں اور انہیں حقائق سے آگاہ کرتیں۔

مقدس قافلہ دو ہفتے کے طویل سفر کے بعد دمشق پہنچا۔اہل بیت کے قافلے کے مسافروں کو دہکتی دھوپ،شدت غم،بھوک اور صحرائی گرد وغبار نے کمزور اور نحیف بنادیا تھا۔اس قافلے کو شہر سے باہر روک لیا گیا تاکہ یزید کو اطلاع کردی جائے۔وہ خلافت کے زعم اور طاقت کے خمار میں اندھا ہوچکا تھا۔وہ بے ضمیر درباریوں کی مشاورت سے دمشق کے گردونواح میں جشن فتح کا سماں باندھنا چاہتا تھا۔اس شہر کے گلی کوچوں اور تجارتی شاہراہوں کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔پاکباز بیبیوں کو برہنہ سر اندرون شہر محلوں سے گزارنے کا مقصد یہ تھا کہ عوام الناس پر واضح ہوجائے کہ حقیقتاً نعوذ باللہ باغیوں کا گروہ ہے جو یزید کی حکومت کے لیے خطرہ تھے۔ابھی تک لوگوں کی اکثریت اصل صورتحال سے واقف نہ تھی اور دوسری طرف آل نبی ﷺ کے بچوں اور خواتین کے صبر کا امتحان لیا جارہا تھا۔

شمر ذی الجوشن نے قیدیوں سے غلاموں جیسا برتاؤ،لونڈیاں جیسا رویہ اور سلوک روا رکھا۔شمر نے بڑی چالبازی سے قافلے کو دو حصوں میں منقسم کررکھا تھا۔شہر میں داخلہ کیلئے پررونق مدخل کا انتخاب کیا گیا اور نیزوں پر شہداء کے سروں کا جلوس کم آباد راستوں سے دمشق شہر میں وارد ہوا۔اہل سادات کو شمر نے دمشق کے الحمیدیہ بازار سے جان بوجھ کر گزارا تاکہ لوگوں کا جم غفیر بے سروسامان قیدیوں کا نظارہ کرے۔اور قیدیوں کی تذلیل میں اضافہ ہوجائے۔

یزید کے محل میں

اہل بیت کا مظلوم قافلہ منازل سفر طے کرتا ہوا دمشق پہنچا۔یزید دربار شاہی آراستہ کرکے تخت زرنگار پر بیٹھ ہوا تھا۔سب سے پہلے شمر اس کے پاس گیا اور سلام کرنے کے بعد فاتحانہ انداز میں کہنے لگا۔اے امیر المومنین ہم نے اپنا فرض پورا کردیا

Marfat.com

ہے۔اہل بیت کا ایک ایک شہزادہ چن چن کر قتل کیا ہے اور میں آپ کے حکم کے مطابق خواتین اہل بیت کو گرفتار کر کے یہاں لایا ہوں۔ یزید پلید نے حکم دیا کہ خواتین حرم اور حسین کا سر میرے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ اسیران کربلا کا یہ ستم دیدہ قافلہ یزید کے دربار میں حاضر کیا گیا بشیر بن مالک نے امام عالی مقام کا سر ایک طشت میں رکھ کر یزید پلید کی خدمت میں پیش کیا اور کہنے لگا۔اے امیر المومنین ہم نے ایسے جلیل القدر شخص کو قتل کیا ہے جس کا حسب ونسب تمام دنیا سے افضل ہے اس لیے مجھے کثیر انعام دیا جائے۔وہ سمجھتا تھا کہ سر امام پیش کرنے کے صلہ میں مجھے انعام ملے گا لیکن انتقام الٰہی کی پہلی چنگاری شعلہ بن کر یزید پلید کی زبان سے بھڑکی۔وہ امام عالی مقام کی تعریف سن کر جل بھن گیا اور اسی وقت حکم دیا کہ بشیر بن مالک کو قتل کر دیا جائے۔چنانچہ حرص وآز کا قیدی انعام واکرام کی تمنائیں دل ہی دل میں لیے جہنم جا پہنچا اور یزید غصے سے لال پیلا ہو کر اس کی لاش پر کھڑا یہ کہہ رہا تھا کہ حسین کو شریف النسب اور جلیل القدر کہنے کا یہی انجام ہوتا ہے۔

یزید کی گستاخی

مورخین لکھتے ہیں کہ یزید پلید نشہ شراب میں متغرق تھا۔جب ظالم نے سر امام کو دیکھا تو مسکرانے لگا۔اور درخت خیزاں کی چھڑی امام شہید کے لبہائے مبارک پر چھو کر کہنے لگا۔اے حسین تیرے یہی لب ہلتے تھے جو کہتے تھے کہ یزید فاسق وفاجر ہے۔میں اس کی بیعت نہیں کروں گا۔اب کہو کیا حال ہے۔اس وقت دربار یزید میں صحابی حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔اس ملعون کی یہ بہیمانہ حرکت دیکھ کر انہیں یارائے ضبط نہ رہا۔آپ جوش میں آئے اور فرمایا اے ملعون یزید (قطع اللّٰہ یدك)۔اللہ تیرے ہاتھ قطع کرے۔پیچھے ہٹا یہ پلید چھڑی۔بارہا میں نے نبی اکرم ﷺ کو ان لبہائے مبارک کو چومتے دیکھا ہے۔

Marfat.com

یزید حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو سن کر غصے سے لال پیلا ہو گیا۔اور یہ کہتے ہوئے دربار سے نکال دیا کہ اگر تم صحابی رسول ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی قتل کروا دیتا۔حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،کیسی عجیب بات ہے کہ میں تو ایک صحابی ہونے کی وجہ سے امان پا گیا مگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول کریم ﷺ کے نواسے تھے تیرے حکم سے شہید کر دیے گئے۔

اس حوالے سے مروی ہے کہ اس وقت حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضور ﷺ کے صحابی تھے وہاں پر موجود تھے انہوں نے جب دیکھا کہ یزید لعین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لب مبارک پر چھڑی لگا رہا تھا تو یزید سے فرمایا،اے یزید!تو چھڑی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دندان مبارک اور لب مبارک پر لگا رہا ہے جو کو رسول کریم ﷺ چوما کرتے تھے سن لے کہ تیرا حشر قیامت کے دن ابن زیاد کے ساتھ ہوگا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں یہ فرما کر وہ یزید کے دربار سے اٹھے اور باہر نکل گئے۔

(حیات امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص162)

مورخین لکھتے ہیں کہ اس وقت دربار یزید میں قیصر روم کا ایک یہودی سفیر بھی موجود تھا اس نے پوچھا کہ یہ سر کس کا ہے۔یزید بولا۔یہ ہمارے باغی کا سر ہے۔وہ سفیر بولا۔یہ سر تو باغیوں والا نہیں۔بلکہ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص حق شناس اور فرشتہ خصلت انسان تھا۔بتا تو سہی کہ یہ ہے کون؟یزید نے جواب دیا۔یہ بنی ہاشم سے ہے اس نے پوچھا ان کے والدین کون ہیں۔یزید نے جواب دیا۔ان کے باپ کا نام علی،ماں کا نام فاطمہ اور اس کے نانا ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔یہ سن کر سفیر بولا۔حیرت ہے کہ مسلمانوں نے اپنے نبی کے نواسے کو قتل کیا ہے اور اب اس کے سر پر چھڑیاں ماری جارہی ہیں اور پھر کہتے ہو۔کہ ہم مسلمان ہیں۔ارے سنگدل آ تجھے امتی کی

Marfat.com

شان بتاؤں۔ میں حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ہوں باوجود یہ کہ میرے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے درمیان ستر پشتوں کا فاصلہ ہے تاہم تمام یہودی مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور تو ہے کہ نواسہ رسول ﷺ کو قتل کر کے مسلمانی کا دعویٰ کرتا ہے۔

یہودی سفیر کی یہ گفتگو سن کر یزید مشتعل ہوا۔ضبط کی تاب نہ رہی۔ بولا مجھے تیرے سفیر ہونے کا لحاظ ہے۔ ورنہ میں ابھی تیرا سر تن سے جدا کر دیتا۔سفیر نے جواب دیا او ظالم تیرے دل میں نواسہ رسول کی عزت وعظمت ایک سفیر سے بھی کم ہے جو تم نے اسے قتل کر ڈالا۔ یہ کہتے ہوئے یہودی سفیر سرامام سے چمٹ گیا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اس پر یزید پلید طیش میں آیا اور جلاد کو اشارہ کیا تو اس نے اس نومسلم کو شہید کر دیا۔

اسی طرح ایک عیسائی قاصد بھی دربار میں موجود تھا۔وہ یزید کی گستاخانہ حرکت دیکھ کر کہنے لگا اے یزید ہم اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کے کھر کی آج تک عزت کرتے ہیں۔اور اس پر اپنی جان ومال قربان کرتے ہیں۔افسوس کہ تم نے اپنے نبی کے حقیقی نواسے کو قتل کر ڈالا یزید بولا اگر تم قاصد نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی اس گستاخی کا مزہ چکھا دیتا وہ قاصد بولا۔ یہ بات بالکل غلط ہے جس انسان کو اپنے نبی کے حقیقی نواسے کی پاسداری نہیں وہ کسی دوسرے کا لحاظ کیسے کر سکتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے وہ دربار سے نکل پڑا۔

(صواعق محرقہ)

یزید کا متکبرانہ انداز

تاریخ کے اوراق میں رقم ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو لے کر یزیدی لشکر کے لوگ یزید کے دربار میں پہنچے تو شمر ذی الجوشن اور

Marfat.com

ارا واقعہ کربلا بیان کیا گیا۔
راس کو اندر آنے کی اجازت دی لوگ اندر
وا تھا اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس
تھا اور کہتا تھا اب تو ان کی اور ہماری مثال

صاف کرنے سے انکار کردیا تھا
جو ہمارے دائیں ہاتھ میں تھیں
وں کی کھوپڑیاں توڑتی ہیں جو ہم
اور ظالم تھے۔"
ی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے یزید تو اپنی
کے دانتوں پر اس جگہ مار رہا ہے جس جگہ کو
تے تھے بیشک اے یزید کل قیامت کے دن
یہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں گے تو ان
ر وہ وہاں سے چلے گئے یزید پلید نے امام
کہا اے حسین خدا کی قسم اگر میں تمہارے
اضر ین سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ان کا یہ

Marfat.com

باپ اور میرے باپ نے اللہ تعالیٰ سے محاکمہ چاہا اور لوگ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس کے حق میں فیصلہ دیا ان کا یہ کہنا کہ ان کی ماں میری ماں سے بہتر تھیں تو مجھے میری ماں کی قسم بلاشبہ وہ میری ماں سے بہتر تھیں اور ان کا یہ قول کہ ان کے جدامجد رسول اللہ ﷺ میرے دادا سے بہتر تھے تو میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی مسلمان جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ ہم سے کسی کو بھی رسول اللہ ﷺ کے برابر اور ہمسر نہیں ٹھہرائے گا۔ لیکن ان پر جو یہ مصیبت آئی وہ ان کے نہ سمجھنے کی وجہ سے آئی پھر یہ آیت پڑھی قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اس کے بعد اسیران اہل بیت باپردہ اس کے سامنے پیش کیے گئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اس کے سامنے ہی رکھا ہوا تھا جب امام عالی مقام کی بیٹیوں نے سر مبارک کو دیکھا تو وہ رو پڑیں۔ ابن اثیر صفحہ 35 جلد 4)

یزید کی منافقت

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب زحر بن قیس یزید کے پاس حاضر ہوا تو یزید نے پوچھا کیا خبر لائے ہو؟ زحر نے کہا امیر المومنین آپ کو مبارک ہو اللہ نے آپ کو فتح ونصرت دی۔ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمارے مقابلہ میں آئے ہم نے ان سے کہا یا تو اطاعت اختیار کرو یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ انہوں نے اطاعت سے انکار کر دیا تو ہم نے صبح ہوتے ہی ان کو ہر طرف سے گھیر کر ان پر حملہ کر دیا۔ جب ہماری تلواریں ان کے سروں تک پہنچ گئیں تو وہ بھاگنے لگے اور ان کے لیے کہیں جائے پناہ نہیں تھی تو وہ ہم سے اپنی جانیں بچانے کے لیے اس طرح پھرتے تھے جیسے کبوتر شاہین سے چھپتے ہیں۔ امیر المومنین واللہ بس جتنی دیر ایک اونٹ کے ذبح کرنے میں لگتی ہے اتنی دیر میں ہم نے ان کے سب آدمیوں کو قتل کر دیا اب ان کی

Marfat.com

کر دیا۔

شمر ذی الجوشن نے جب یزید کا یہ منافقانہ انداز دیکھا تو اسے بڑی حیرت ہوئی کیونکہ شمر اور اس کے ساتھی یہ توقع کر رہے تھے کہ یزید ان کو اس کام کے صلے میں انعام و اکرام سے نوازے گا۔ اس لیے یزید کی باتیں سن کر ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔

تاریخ کے صفحات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک جب یزید کے سامنے پیش کیا گیا تو یزید خوش ہوا لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ نادم ہوا کیونکہ اس کو معلوم ہو گیا کہ لوگوں کے دلوں میں میرا بغض اور عداوت پیدا ہو گئی ہے اور لوگ مجھے لعن طعن اور سب شتم کرنے لگے ہیں پھر وہ ابن زیاد کو گالیاں دینے لگا خدا کی لعنت ہو ابن مرجانہ پر اس نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر کے مسلمانوں کے دلوں میں میرے خلاف بغض و عداوت کا بیج بو دیا اور ہر نیک و بد آدمی قتل حسین کی وجہ سے میرا دشمن بن گیا۔ خدا ابن زیاد پر لعنت کرے اور اس پر اپنا غضب نازل کرے۔ (ابن اثیر صفحہ 36 جلد 4)

جب ابن زیاد نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بمعہ ان کے رفقاء کے قتل کر دیا تھا اور ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا تو یزید امام کے قتل سے پہلے تو خوش ہوا اور اس کی وجہ سے ابن زیاد کی قدر و منزلت ان کے نزدیک زیادہ ہو گئی مگر وہ اس خوشی پر زیادہ دیر تک قائم نہ رہا حتیٰ کہ پھر نادم ہوا۔ (یعنی پچھتایا)

(البدایہ والنہایہ صفحہ 242 جلد 8)

بیشک یزید نے ابن زیاد پر اس کے فعل کی وجہ سے لعنت تو کی اور اس کو برا بھلا بھی کہا اس وجہ سے آئندہ جب حقیقت ظاہر ہو گی اور بات کھلے گی تو پھر کیا ہو گا۔ لیکن نہ تو اس نے ابن زیاد کو اس ناپاک حرکت پر معزول کیا اور نہ بعد میں اسے

Marfat.com

کچھ کہا اور کسی کو بھیج کر اس کا یہ شرمناک عیب اس کو جتایا۔یعنی کوئی ملامت نہ کی۔
(البدایہ والنہایہ صفحہ 303 جلد 8)

میں کہتا ہوں کہ یزید کی منافقت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ جو اس نے شرمناک اقدامات بعد میں کئے یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر چڑھائی واقعہ حرہ یزید کے گناہوں میں ایک شرمناک اضافہ ہے۔

سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فریاد

مورخین لکھتے ہیں کہ اہل بیت کے قیدیوں میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یزید کے دربار میں موجود تھے یزید کے پوچھنے پر جب اسے بتایا تھا کہ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو اس نے آپ کو کہا او لڑکے تو نے دیکھا ہے کہ تیرے باپ نے حاکم وقت سے غداری کی۔اب اس نے اپنی سزا پالی۔اب تو سنا تیری کیا مرضی ہے۔شیرا خدا کے پوتے نے برسر دربار جواب دیا۔اوسگِ دنیا۔میں تجھ سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔اپنے خدا کو حاضروناظر کر کے اس کا جواب دینا۔کہ خدائے بزرگ وبرتر نے میرے نانا جان کو نبی بنایا کہ تیرے نانا کو۔کتاب مبین میرے نانا پر نازل ہوئی یا تیرے نانا پر اور پھر اس کتاب کی روشنی میں دنیا کے ظلم کدہ میں نورتوحید ہمارے آباؤ اجداد نے پھیلایا ہے کہ تیرے آباؤ اجداد نے کعبہ جو بت خانہ تھا۔اس کو بیت اللہ ہم نے بنایا کہ تم نے؟ ہر سینہ میں ایمان کی شمعیں ہم نے روشن کی ہیں کہ تم نے۔اللہ کا شکر ہے کہ میرے خاندان نے توحید کی شمع روشن کی اور تو نے اسے بجھانے کی کوشش کی۔

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب سن کر یزید غضبناک ہوا اور اس نے جلاد کو حکم دیا کہ ان کا سر قلم کر دیا جائے۔اسی اثناء میں حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھرائی ہوئی آواز آئی،

Marfat.com

اَفَا دیكَ جَدّہُ خیرُالرُسَل
حَسینكَ مقتولٌ ونسلَكَ ضائع

ترجمہ:۔''اے شفیق نانا جان آپ کا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو شہید ہو چکا اب آپ کی نسل منقطع کی جارہی ہے فوراً آیئے اور ہماری فریاد سنئے۔'' یہ درد انگیز آواز سن کر یزید کانپ اٹھا۔جسم لرزنے لگا۔بھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگا اے عابد میں تو مذاق کررہا تھا تم آؤ اور میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔اپنے تخت پر بٹھا کر کہنے لگا۔اے ابن حسین میرا بیٹا تیرا ہم عمر ہے۔کیا تم اس سے کشتی لڑو گے؟ آپ نے جواب دیا۔او ظالم ایک تلوار میرے ہاتھ میں دے اور ایک تلوار اپنے بیٹے کے ہاتھ میں دے اور پھر اہل بیت کے خزاں رسیدہ پھول کی شجاعت دیکھ لینا۔یزید ملعون نے باتوں میں باتیں ڈالتے ہوئے کہا کہ اے ابن حسین تم تو ناراض ہو گئے ہو۔اچھا ان باتوں کو چھوڑو اور اگر کوئی خواہش ہے تو کہو۔

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطالبات

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے سامنے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کئے۔آپ نے فرمایا۔

1۔ میرے والد ماجد اور دیگر شہدائے کرام کے سر میرے حوالے کردے۔
2۔ مجھے مع قافلہ بحفاظت مدینہ منورہ پہنچا دے۔
3۔ آئندہ جمعۃ المبارک کو جامع مسجد دمشق میں مجھے خطبہ پڑھنے کی اجازت دی جائے۔
4۔ میرے باپ کے قاتل میرے حوالے کردے تاکہ میں اسے قتل کردوں۔یزید نے پہلے تین مطالبات بخوشی قبول کر لیے تاہم جمعۃ المبارک کو امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبے سے وہ خائف ہوا۔یہ سوچ کر کہ کہیں ایسا

Marfat.com

نہ ہو کہ مظلوم زادے کی تقریر سن کر لوگ باغی ہو جائیں تاہم تین مطالبات تسلیم کرنے کے بعد چپکا ہو رہا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ میرا چوتھا مطالبہ بھی پورا کیا جائے اور میرے باپ کا قاتل میرے حوالے کیا جائے۔ یزید نے رفع الوقتی کی غرض سے سب لشکریوں کو جمع کیا اور پوچھنے لگا کہ تم میں قاتل حسین کون ہے؟ انہوں نے کہا خولی ہے۔ خولی سے پوچھا۔ اس نے کہا سنان بن انس ہے۔ سنان بن انس پکڑا گیا۔ تو وہ کہنے لگا میں قاتل حسین نہیں بلکہ شمر ہے۔ یزید نے شمر کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب شمر پیش ہوا تو یزید نے کہا اے شمر سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قاتل حسین تو ہے اس لیے میں تمہیں جلاد کے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔ شمر نے جب اپنی موت آنکھوں کے سامنے منڈلاتی ہوئی دیکھی تو جھٹ کہنے لگا۔ اے یزید قاتل میں نہیں بلکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل تو ہے کیونکہ تو نے ہی قتل کا حکم دیا تھا اور تیرے ہی حکم سے ہم نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پو فوج کشی کی تھی۔ یہ بات سن کر یزید بڑا سٹ پٹایا اور کھسیانہ ہو کر شمر کو ڈانٹنے لگا۔ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومی پر مگر مچھ کے آنسو بہانے لگا۔

(تاریخ طبری جلد 6 ص 465۔ ابن اثیر جلد 4 صواعق محرقہ)

جامع مسجد دمشق میں خطبہ

اگلے جمعۃ المبارک کا دن تھا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منشا تھا کہ وہ جمعہ کا خطبہ دیں گے تاہم یزید کی مرضی تھی کہ خطبہ نہ ہو سکے ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں میرے خلاف بغاوت پیدا ہو جائے۔ یزید نے اس خوف سے اپنے خطیب کو اشارہ کیا کہ وہ خطبہ پڑھنا شروع کر دے۔ جب خطیب نے خطبہ دینا شروع کیا تو اس

Marfat.com

نے آلِ ابی سفیان کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے شروع کر دیئے اور سیدنا علی المرتضیٰ اور ان کی اولاد پر لعن طعن شروع کر دی۔امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یارائے ضبط نہ رہا۔آپ بے ساختہ پکار اٹھے۔(یَا شَامِیُّ بِئْسَ الْخَطِیْبُ اَنْتَ) اے شامی تو اپنی قوم کا

بدترین خطیب ہے۔اس کے ساتھ ہی آپ نے یزید کی طرف متوجہ ہو کر کہا تو نے وعدہ خلافی کی ہے کیونکہ تو نے مجھے خطبہ پڑھنے کی اجازت دے کر آج محروم کر دکھا ہے۔اس پر شوروغل ہوا اور اہل شام نے آپ کا خطبہ سننے کا پرزور مطالبہ کیا۔اس پر یزید مجبور ہو گیا۔اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔اور حمد وثناء کے بعد مظلوم زادے زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔اے شام والو شاید تم بھول گئے ہو کہ میں کون ہوں۔آج میں اپنا تعارف کرانا چاہتا ہوں۔آپ فرمانے لگے۔

اَنَا اِبنُ الرَّسُوْلِ الْمُجتبٰی
اَنَا اِبنُ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی

میں اس کا بیٹا ہوں جس کے صدقے میں ساری کائنات پیدا ہوئی اور وہی خدا کا برگزیدہ پیغمبر ہے۔

میرے دادا امام المشارق والمغارب،مظہر العجائب والغرائب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب ہیں۔میں اس کا بیٹا ہوں۔جو راکب دوشِ رسول،خاتون جنت کا دلبند علی شیر خدا کا فرزند،صبر ورضا کا گلیم پوش تاجدار ہے جس کی لاش میدانِ کربلا میں بے گور کفن تشنہ لبی کے عالم میں تڑپی۔

میں اُس شہید کی یادگار ہوں جو نبی کا نواسہ کہلاتا تھا جسے اللہ کا رسول ﷺ اپنے کاندھے پر چڑھاتا تھا جو بے یارومددگار اپنی قوم کے ہاتھ سے قتل کر ڈالا گیا اور

Marfat.com

جس کے عزیز واقارب پر ہر ممکن ظلم ڈھایا گیا۔

میں اس پیاسے مسافر کا نور ہوں جس کے حرم محترم کو ابن زیاد کا قیدی بنایا گیا جو کوفہ کی گلیوں میں تماشہ بنا کر پھرائے گئے اور جن کی بے حرمتی کے استقبال میں شام وعراق کے شہر سجائے گئے محلوں میں گھی کے چراغ جلائے گئے۔

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا تھا کہ تمام سامعین پر رقت طاری ہوگئی اور لوگ زاروقطار رونے لگے یہ دیکھ کر یزید گھبرایا اور اس نے تقریر بند کرنے اور جمعہ کی اذان دینے کا حکم دیا۔موذن یزید کے حکم پر اذان دینے کے لیے کھڑا ہوا۔موذن جب اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلَ اللّٰہِ پر پہنچا

تو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موذن سے فرمایا،اے موذن! میں تجھے محمد رسول اللہ (ﷺ) کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ذرا ٹھہر جا۔موذن آپ کی بات سن کر خاموش ہوگیا تو آپ نے یزید سے مخاطب ہوکر فرمایا،اے یزید! یہ محمد رسول اللہ ﷺ میرے جد بزرگوار تھے یا تیرے؟ اگر تو کہے کہ میرے تھے تو جھوٹ ہے اور غلط ہے ساری دنیا جانتی ہے کہ یہ میرے جد معظم تھے اس لیے کہ میں علی ابن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں۔جب یہ سچ ہے اور درست ہے تو پھر تجھے کس بات نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا جو بہترین عترت رسول اللہ تھے ان کے گھرانے کی عورتوں کی قید اور مجھے یتیم کیوں کیا۔یہ کہہ کر آپ زاروقطار رو پڑے۔

اس کے بعد آپ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا،اے اہل شام! بتاؤ،آج میرے سوا یہاں پر اور ساری دنیا میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے جد بزرگوار محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔آپ کا خطاب سن کر لوگوں کا یہ حال تھا کہ وہ دھاڑیں مار مار کر روتے تھے۔یزید نے لوگوں پر حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کا یہ اثر دیکھا تو اس نے موذن کو اقامت کہنے کا حکم دے دیا موذن کے اقامت کہنے کے بعد نماز کے

Marfat.com

لیے صف بندی کی گئی اور اس طرح یزید نے صورتحال کو اپنے حق میں خراب ہونے سے وقتی طور پر اپنے آپ کو بچالیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دربار یزید میں خطاب

اہل بیت اطہار کے قیدیوں میں حضرت سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی یزید کے دربار میں موجود تھیں یزید نے جب سر دربار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر چھڑی لگاتے ہوئے گستاخی کی تو سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور حضور ﷺ پر درود سلام بھیجنے کے بعد یزید سے مخاطب ہوکر فرمایا، اے یزید! اس بات سے کہ تو نے ہم پر زمین کے گوشے اور آسمان کے کنارے تنگ کردیے اور ہمیں قیدیوں کی طرح ہنکایا جارہا ہے یہ گمان کرلیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں ذلیل اور تو عزیز وجلیل ہے تو نے دیکھا کہ آج دنیا تجھے حاصل ہے۔ اس لیے ناک چڑھا کر اترا رہا ہے اور خوش ہورہا ہے، ٹھہر جلدی نہ کر، کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھول گیا ہے کہ کافر لوگ یہ گمان نہ کریں کہ ہم نے جوان کو ڈھیل دے رکھی ہے یہ ان کے لیے بہتر ہے ہم تو محض اس لیے ان کو مہلت دیتے ہیں کہ وہ دل کھول کر گناہ زیادہ کرلیں ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب موجود ہے۔

اے یزید! کیا یہ عدل وانصاف ہے کہ تو اپنی آزاد عورتوں اور لونڈیوں کو تو گھر میں پردے کے اندر بٹھائے لیکن دختران رسول ﷺ کو بے پردہ برہنہ سر بازاروں میں پھرائے، ایسا شخص ہم اہل بیت کے بغض وعداوت میں کیونکر تامل اور سستی کرسکتا ہے جو ہماری طرف دشمنی وعداوت اور حسد وکینہ کی نظر سے نگاہ کرتا ہے پھر تو گناہ اور امر عظیم نہ سمجھتے ہوئے بلکہ خوش ہوکر کہتا ہے کہ اگر آج تیرے بدر والے مقتول موجود ہوتے تو خوش ہوکر دعا دیتے کہ اے یزید! تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔

اے یزید! تو نوجوانان جنت کے سردار عبداللہ (حضرت امام حسین رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ) کے لب مبارک و دندان مبارک پر چھڑی سے بے ادبی کرتا ہے تو کیوں نہ ایسا کرے جبکہ تو نے ہمارے زخم کو گہرا کر دیا اور ذریت رسول ﷺ اور عبدالمطلب کی اولاد کے خون مقدس کو بہا کر ان کی جڑ کو اصل سے اکھیڑ دیا اور پھر خوش ہو کر اپنے بزرگوں کو پکارتا اور آواز دیتا ہے۔عنقریب تو ان کے انجام سے دوچار ہوگا اور انہی کے مورد میں وارد ہوگا اس وقت تو اپنے اس رویے اور افتاد کی وجہ سے اس بات کو پسند کرے گا کہ کاش تیرے ہاتھ شل ہوتے،تو گونگا ہوتا اور جو کچھ کہا اور کیا ہے نہ کہتا نہ کرتا۔

اے یزید اپنی طاقت کے زعم میں تم نے اللہ اور اس کے نبی ﷺ سے بغاوت کی ہے۔اللہ تعالیٰ کے احکامات اور سنت رسول کریم ﷺ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔اہل بیت کے قتال اور عورتوں کی تذلیل سے جو حسرت و شادمانی تجھے مل رہی ہے۔یہ سب عارضی ثابت ہوگا۔

تمہارا یہ غلبہ گھرانہ نبی ﷺ پر دائمی نہیں ہوسکتا اور تو نے ہمیں قیدی بنا کر ہماری آزادی سلب کر لی،زمین کے راستے مسدود کر دیئے۔نوجوانوں کے خون سے ہاتھ رنگین کر لئے ہیں۔تو نے 'جنت میں نوجوانوں کے سردار' امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کروا کر ہمارے زخموں کو گہرا کر دیا ہے۔کیا تمہارا مرتبہ ہمیں قیدی بنا کر بے حجاب محل میں غیر مردوں کے سامنے ذلیل کرنے سے بلند ہوگیا ہے جب کہ تمہاری کنزیں اور لونڈیاں باپردہ ہوں۔تمہاری یہ طاقت و خلافت پائیدار نہیں ہوسکتی اللہ تعالیٰ تمہیں مزید فساد پھیلانے اور ظلم کی مہلت دے رہا ہے۔

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلایا اور اس کے احکامات سے انحراف کیا وہی گمراہ ہو کر تباہ و برباد ہوئے۔ہماری ذلت و رسوائی سے تمہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔کربلا میں خون ریزی بڑا جرم ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ہمارے

Marfat.com

خون کے، ہر قطرے کا حساب دینا ہوگا۔ تمہاری خلافت تنزل کا شکار ہونے والی ہے اور تم کو کوئی خوش فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ اس کامیابی میں ہی تمہاری ناکامی کا راز ہے جو جلد افشا ہو جائے گا۔

اے یزید نے تم نے اللہ کے دین سے کھلی بغاوت کی اور اولاد نبی ﷺ کے نورانی چراغوں کو سفا کی سے قتل کروایا اور ان کے سر مبارک دربار میں پڑے ہیں یاد رکھو شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر تو میرے نانا نبی کریم ﷺ نے ولادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سنا دی تھی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

''اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں''

(سورۃ آل عمران ۳: آیت ۶۹، پارہ ۳)

تم نے اللہ کے غضب کو دعوت دی ہے اور عنقریب عبرتناک انجام سے دوچار ہونے والے ہو۔ تم نے معصوم و مظلوم بچوں، محبان اہل بیت اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر کے اپنے گناہوں میں اضافہ کیا ہے کہ روز قیامت سنگین جرائم کا بوجھ نہ اُٹھا پاؤ گے۔ تم تمنا کرو گے کہ تمہارے ہاتھ مفلوج ہو جاتے، پاؤں ٹوٹ جاتے، اپنے والدین کے گھر پیدا نہ ہوتے، روز محشر اپنے گھناؤنے ظلم کا کیا جواز پیش کرو گے جب تمہیں پوچھا جائے گا کہ کس جرم کے بدلے آل نبی ﷺ کے 18 شہزادوں کو شہید کر ڈالا۔ اللہ کا فرمان ہے۔

''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔ ظالموں پر اللہ کی لعنت۔''

(سورۃ ھود ۱۱: آیت ۱۸، پارہ ۱۲)

Marfat.com

اے یزید تم نے آل رسول ﷺ کے مردوں کو تہہ تیغ اور پاکباز عورتوں کو بے پردہ دمشق کے بازاروں میں رسوا کیا۔ تم اپنے ضمیر پر لگے ہمارے لہو کے دھبے کبھی نہ دھو پاؤ گے۔ تمہارے خیالات فاسد اور تصورات ناقص ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کے رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے۔

''یہ ہے وہ جس کی خوش خبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے (اے نبی ﷺ) تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت اور جو نیک کام کریں ہم اس کیلئے اس میں اور خوبی بڑھائیں گے۔ بے شک اللہ بخشنے والا قدر فرمانیوالا ہے۔''

(شوریٰ ۴۲، آیت ۲۳، پارہ ۲۵)

اللہ کے فضل سے تم ہماری یاد لوگوں کے دلوں سے حذف نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہمارے خاندان میں نزول وحی سے انکار کر سکتے ہو۔ ہمارے مناقب چشم خدا میں جس اوج پر ہیں تم انہیں ہرگز نہیں پا سکتے۔ تم اپنے ضمیر پر پیوست ظلم وستم اور قتل وغارت گری کے دھبے مٹا نہ پاؤ گے۔ سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطاب ابھی جاری تھا کہ ایک شامی نوجوان جو یزید کی فتح پر خوش تھا وہ دربار میں قریبی حواریوں میں سے تھا۔ معصوم فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا یہ لڑکی مجھے سونپ دیجئے۔

سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ جملہ سنتے ہی گرجدار آواز اور پُر جلال انداز میں پکار اُٹھیں او لعنتی شخص جن ناپاک نظروں سے ہماری حرمت کو مجروح کر رہا ہے خدا تمہیں اندھا کر دے اور تمہارے جسم کے تمام اجزاء ناکارہ ہو جائیں۔ خبردار جو میری یتیم بچی کو ہاتھ لگایا۔ اے یزید سن تمہیں بھی کوئی حق حاصل نہیں کہ ہمارے اہل وعیال کے بارے میں کوئی فیصلہ کرے۔

Marfat.com

قدرت کا کرشمہ دیکھئے زبان زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکلے ہوئے الفاظ کی اسی وقت تعبیر مل گئی۔اس بے غیرت شامی نوجوان پر فالج کا حملہ ہوا اور فرش پر گر گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے جہنم واصل ہوگیا۔

اس کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی یااللہ! ہمارا حق حاصل کرا اور ہم پر ظلم کرنے والوں سے انتقام لے اور جن لوگوں نے ہمارا خون بہایا ہے اور ہمارے مددگاروں کو قتل کیا ہے ان پر اپنا قہر وغضب نازل فرما۔

تاریخ کے اوراق میں لکھا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور یزید کے مابین جو گفتگو ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باتیں نہایت متاثر کن تھیں آپ نے بڑی بہادری اور دلیری سے یزید کے سامنے گفتگو کی جسے سن کر یزید نے چپ سادھ لی۔اس کے بعد یزید نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ خدا ابن زیاد پر لعنت کرے واللہ! اگر میں ہوتا تو حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل نہ ہونے دیتا وہ جو کچھ کہتے ہیں مان لیتا خواہ اس میں میرا نقصان ہی ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا جو تم نے دیکھا بہرحال تمہیں کسی قسم کی ضرورت پیش آئے تو مجھے لکھ دینا۔

(طبری جلد 5 ص 287)

☆......☆......☆

Marfat.com

دمشق سے مدینہ طیبہ تک

قیام دمشق کے دوران عوام الناس کے دلوں میں اہل بیت نبی ﷺ سے ہمدردی اور یزید سے نفرت کے جذبات میں اضافہ ہونے لگا اب وہ یزید کے شرانگیز اور خونریز اقدامات سے پوری طرح آگاہ ہو چکے تھے۔عوامی ردعمل کا خدشہ بڑھتا رہا تھا۔لہذا یزید نے ایک روز امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محل میں بلایا اور عزت وتکریم سے پیش آیا۔پھر پوچھا اگر آپ واپس جانا چاہیں تو انتظام کیے دیتا ہوں۔امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھوپھی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشورہ کر کے بتایا کہ وہ واپس مدینہ منورہ جانا چاہتے ہیں ۔اس کے بعد یزید نے حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اوران سے کہا کہ اے نعمان!اہل بیت کے قافلے کو بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا دواور قافلے کی جو ضرورت ہو وہ مہیا کرو سفر طے کرنے کے لیے مناسب سواریوں کا اہتمام کرنا تا کہ انہیں راستے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیس افراد کے حفاظتی دستے کے ہمراہ اہل بیت اطہار کو مدینہ طیبہ پہنچانے کی غرض سے روانہ ہوئے۔

اس سے قبل یزید نے اہل بیت کے قافلے میں شامل خواتین کو محل میں آرام کرنے کی پیش کش کی۔خواتین کے ساتھ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے خواتین یزید کے دربار سے نکلیں اوراس کے محل میں داخل ہوئیں۔آل معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر خاتون نے روتے ہوئے ان خواتین کا استقبال کیا اور شہدائے کربلا کے غم میں آنسو بہاتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا۔خاص طور پر سیدہ زینب رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کی شہادت کا دلی صدمہ محسوس کیا۔اسی طرح آل جعفر کے باقی ماندہ شہداء کا غمناک انداز میں ظاہر افسوس کیا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قافلے کو رات کے وقت لے کر روانگی اختیار کی اور ہر طرح سے قافلے کا خیال رکھا جہاں کہیں پڑاؤ کیا جاتا تو نگران اہل قافلہ سے دور ہو جاتے تاکہ یہ آرام کر سکیں لیکن پہرے میں کوئی کوتاہی نہ برتتے۔قافلے میں کسی کو کوئی ضرورت پیش آتی تو اسے فوراً پورا کیا جاتا۔وقفے وقفے کے بعد اہل قافلہ سے ان کی ضروریات کے بارے میں پوچھتے یہاں تک کہ قافلہ پر امن انداز میں سلامتی کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔مدینہ طیبہ میں واپس آنے والے قافلے کے تمام افراد مصیبت زدہ اور غم میں مبتلا تھے لیکن سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس غمناک لمحات میں بھی سخاوت کرنا نہ بھولیں انہوں نے حسب استطاعت فیاضی کا مظاہرہ کیا وہ اور ان کی بہن سیدہ فاطمہ بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دوسخا کے حوالے سے پوری دنیا کی خواتین کے لیے ایک مثال قائم کردی۔

سیدہ فاطمہ بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بہن سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا، میری پیاری بہن!اس سفر کے دوران حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا یہ بہت ہی شریف الطبع اور نیک دل انسان معلوم ہوتے ہیں لہٰذا ان کو کچھ صلہ دیا جائے۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سونے کے وہ زیورات جو ان کو یزید نے ان کے زیورات کے بدلے میں دیے تھے ان کے پاس بھیجے اور زبانی کہلا بھیجا کہ ہم اس وقت معذور ہیں ہمارے پاس ان کے علاوہ اور کچھ نہیں آپ نے واقعی بڑی شرافت کا ثبوت دیا ہے آپ کے حسن سلوک کا شکرانہ اور صلہ صرف یہی کچھ ہے اس کو قبول کرلیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیوارت ان کو واپس کردیے اور

Marfat.com

کہا، اللہ کی قسم میں نے یہ سب کچھ کسی دنیاوی لالچ میں نہیں کیا میں نے تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے یہ خدمت انجام دی ہے آپ رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہیں آپ کی خدمت ہمارا فرض ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی باتیں سن کر بہت متاثر ہوئیں اور ان سے فرمایا، جو یہ چاہتا ہے کہ مخلوق خدا اس کی سفارش کرے اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی دل بھر کر تعریفیں کرے۔ یاد رکھیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سنتا ہے ہر نمازی یہ جملہ ہر رکعت میں رکوع سے اٹھتے ہوئے کہتا ہے،

سمع اللہ لمن حمدہ

''اللہ نے اس شخص کو سنا جس نے اس کی تعریف کی۔''

آپ بھی اگر اس کی حمد وثنا کریں گے تو وہ اپنی قدرت سے آپ کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے گا اور آپ کو یقیناً اس کا قرب حاصل ہوگا۔

(تاریخ طبری۔ ابن اثیر)

قافلہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا

اہل بیت اطہار کا لٹا پٹا قافلہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو وہ دن قیامت سے کچھ کم نہ تھا اس قافلہ کو دیکھنے کے لیے تمام اہل مدینہ اور بالخصوص ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی محمد حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ حضرت ام لقمان بنت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ روتے ہوئے نکلیں اور کہتی تھی لوگو کیا جواب دو گے جب حضور ﷺ سے پوچھیں گے کہ تم نے نبی آخر الزماں ﷺ کی آخری امت ہو کر میری عترت اور میرے اہل بیت کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا ان میں سے کچھ قیدی بنائے اور کچھ خاک وخون میں تڑپائے۔ کیا میرے وعظ ونصیحت کی یہی جزا تھی کہ میری قرابت کے ساتھ برائی کرو۔

Marfat.com

(البدایہ والنہایہ صفحہ 198 جلد 8۔تاریخ طبری صفحہ 268 جلد 6۔نور الابصار صفحہ 302)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جن لوگوں نے اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے اور ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری عورتوں سے مل کر اس قدر روئیں کہ بے ہوش ہو گئیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ان کے دونوں بیٹوں کی شہادت کی خبر ملی تو ان کے بعض غلام اور احباب تعزیت کے لیے آئے ان کے ایک آزاد کردہ غلام ابوالسلاس نے کہا یہ مصیبت ہم پر حسین نے ڈالی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جوتا کھینچ کر اس کو مارا اور کہا او بدبخت کے بچے تو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ایسا کلمہ کہتا ہے خدا کی قسم اگر میں بھی وہاں ہوتا تو میں بھی اپنی جان ان پر فدا کرتا میں اپنے دونوں بیٹوں کی مصیبت کو مصیبت نہیں سمجھتا۔انہوں نے میرے بھائی میرے ابن عم کی رفاقت میں صبر و رضا کے ساتھ اپنی جانیں قربان کیں خدا کا شکر ہے کہ اس نے شہادت حسین اور غم حسین میں ہمیں شریک کیا اگر ان کی نصرت وحمایت میرے ہاتھ سے نہ ہوئی تو میرے بچوں سے تو ہوئی۔

(طبری صفحہ 268۔کامل ابن اثیر صفحہ 37 جلد 4)

بابا جان کی وصیت تھی کہ جب کبھی مدینہ طیبہ پہنچو سب سے پہلے، نانا جان کے روضہ اقدس پر جانا۔چنانچہ یہ قافلہ سیدھا روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوا۔حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی تک خاموش تھے اور صبر و رضا کا پیکر بنے ہوئے تھے جونہی ان کی نظر مزار مقدس پر پڑی اور ابھی تنا ہی کہا تھا نانا جان اپنے نواسے حسین کا

Marfat.com

سلام قبول کیجئے کہ وہ بے خود ہو گئے اور وہ اس درد کے ساتھ روئے اور آنکھوں دیکھے حالات بیان کرنے شروع کیے کہ قیامت قائم ہو گئی انہوں نے کہا نانا جان جسے کندھوں پر بٹھاتے تھے جسے پھولوں کی طرح سونگھتے تھے جس کو بوسے دیتے تھے ظالم یزیدیوں نے اسے تلواروں، نیزوں اور تیروں سے چھلنی کیا اس کا سر جسم سے جدا کیا نانا جان آپ کے نام نہاد امتیوں نے آپ کی اولاد کو انتہائی بے کسی کی حالت میں بھوکا پیاسا شہید کیا ہمارا مال اسباب سب لوٹ لیا۔ مجھے بھی قتل کرنے کی کوشش کی تاکہ آپ کی نسل منقطع ہو جائے میرے ہاتھوں پیروں اور گردن میں طوق ڈالے گئے۔ شہداء کے سروں کو نیزوں کے اوپر چڑھا کر گلی کوچوں میں پھرایا۔ ہمیں ابن مرجانہ اور یزید کے سامنے بھرے دربار میں کھڑا کیا۔ آپ کی آل کی سخت ہتک اور تذلیل کی گئی۔ ہم بے یارومددگار شکستہ غم زدہ حالت میں سب کچھ لٹا کے آئے ہیں۔ نانا جان میری آنکھوں کے سامنے کئی روز کے بھوکے اور پیاسے آپ کے اہل بیت نے جانیں قربان کیں۔ ان کے سر میرے سامنے جدا ہوئے ان کی لاشوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پارہ پارہ میں نے ہوتے دیکھا اور سب کچھ دیکھا کھلی آنکھوں دیکھا۔ کلیجہ تھام تھام کر دیکھا وہ دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو بھی نہ دکھائے۔

نانا جان چمن کا چمن اجڑ گیا ہے۔ دنیا اجڑ گئی ہے۔ دل اجڑ گیا ہے۔ پیارے نانا جان یہ آپ کا زین العابدین لٹا پٹا تباہ حال آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ دنیا بھیانک اور زندگی بے مزہ نظر آ رہی ہے۔ خدا کے لیے اس مظلوم کی فریاد سنیئے اس کے زخموں پر مرہم لگایئے۔ آنسو پونچھیے اور مدد فرمایئے امام زین العابدین کی اس فریاد کو سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ دلوں کے ٹکڑے اڑنے لگے۔ بالآخر آپ نے (انّ اللّٰہ مع الصابرین) پڑھ کر منارِ صبر کو تھام لیا۔

(تاریخ طبری جلد 6۔ روضۃ الشہداء۔ مرج البحرین)

☆......☆......☆

Marfat.com

میدانِ کربلا سے گنبدِ خضریٰ تک

اہل بیت اطہار کے مظلوم بچوں اور عصمت مآب پاک بیبیوں کو میدانِ کربلا سے قیدی بنا کر جس اذیت ناک انداز میں لے جایا اس حوالے سے علامہ مشتاق احمد نظامی لکھتے ہیں کہ امام عالی مقام کا سر قلم کرنے کے بعد کوفیوں نے بدن کے پیراہن اتا لئے۔ جسم اطہر پر نیزے کے 32 زخم اور تلوار کے 34 گھاؤ تھے ابنِ سعد کے حکم پر یزیدی فوج کے دس نابکاروں نے سیدہ کے لختِ جگر کی نعش کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ لرزہ خیز منظر دیکھ کر بلبلا اٹھیں اور چیخ مار کر زمین پر گر پڑیں۔ اس کے بعد شمر اور ابن سعد دندناتے ہوئے خیمے کی طرف بڑھے بدبخت نے اندر گھس کر بیبیوں کی چادریں چھین لیں۔ سامان لوٹ لیا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیرت واضطراب کی آگ میں سُلگتے ہوئے کہا:

''شمر! تیری آنکھیں پھوٹ جائیں تو رسول اللہ کی بیٹیوں کو بے پردہ کرنا چاہتا ہے۔ ہمارے چہروں کے محافظ شہید ہوگئے۔ اب دنیا میں ہمارا کوئی نہیں ہے۔ یہ مانا کہ ہماری بے بسی نے تجھے دلیر بنادیا ہے لیکن کیا کلمہ پڑھانے کا احسان بھی تو بھول گیا؟ سنگ دل ظالم! ناموسِ محمد ﷺ کی بے حرمتی کرکے قہرِ خداوندی کو حرکت میں نہ لا۔ تجھے اتنا بھی لحاظ نہیں ہے کہ ہم اسی رسول کی نواسیاں ہیں جس نے حاتم طائی کی قیدی لڑکی کو اپنی چادر اُڑھائی تھی۔

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گرجتی ہوئی آوز سن کر عابد بیمار لڑکھڑاتے ہوئے اپنے بستر سے اٹھے اور شمر پر تلوار اٹھانا چاہتے تھے کہ ضعف ونقاہت سے زمین پر گر پڑے۔

شمر نے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ یہ امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری نشانی ہے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے بھی قتل کرڈالو تاکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ونشانِ دنیا سے بالکل مٹ جائے لیکن ابن سعد نے اس رائے سے اتفاق نہ کیا اور یہ معاملہ یزید کے حکم پر منحصر رکھا۔

شام ہوچکی تھی۔یزیدی فوج کے سردار جشن فتح میں مشغول ہو گئے۔ایک رات پہر گئے تک سرور ونشاط کی مجلس گرم رہی۔

اِدھر خیمے والوں کی یہ شامِ غریباں قیامت سے کم نہیں تھی۔حرم کے پاسبانوں کے گھر میں چراغ بھی نہیں جل سکا تھا۔ساری فضا سوگ میں ڈوب گئی تھی مقتل میں امام کا کچلا ہوا لاشہ بے گور وکفن پڑا تھا۔خیمے کے قریب گلشنِ زُہرا کے پامال پھولوں پر درد ناک حسرت برس رہی تھی۔رات کی بھیانک اور وحشت خیز تاریکی میں اہلِ خیمہ چونک پڑتے تھے۔زندگی کی یہ پہلی سوگوار اور اداس رات حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کاٹے نہیں کٹ رہی تھی۔رات بھر خیمے سے سسکیوں کی آواز آتی رہی۔آہوں کا دھواں اٹھتا رہا اور روحوں کے قافلے اترتے رہے آج پہلی رات تھی کہ خدا کا گھر بسانے کے لیے اہل حرم نے اپنا سب کچھ لٹا دیا تھا۔

پردیس، چٹیل میدان، مقتل کی زمین، خاک وخون میں لپٹے ہوئے چہرے، میت کا گھر، بالیں کے قریب ہی بیمار کے کراہنے کی آواز، بھوک اور پیاس کی ناتوانی، خونخوار درندوں کا نرغہ، مستقبل کا اندیشہ، ہجر وفراق کی آگ، آہ! کلیجہ شق کردینے والے سارے اسباب مقتل کی پہلی رات میں جمع ہو گئے تھے۔

Marfat.com

بڑی مشکل سے صبح ہوئی،اجالا پھلا اور دن چڑھنے پر ابنِ سعد اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ اونٹنی لے کر اس کی ننگی پیٹھ پر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ،حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار کرائے گئے۔پھول کی طرح نرم ونازک ہاتھوں کو رسوں سے جکڑ دیا گیا عابد بیمار اپنی والدہ اور پھوپھی کے ساتھ اس طرح باندھ دیئے گئے کہ ذرا سا جنبش بھی نہیں کر سکتے تھے۔

دوسرے اونٹوں پر باقی خواتین اور بچیاں اسی طرح رسیوں میں بندھی ہوئی سوار کرائی گئیں۔اہل بیت کا یہ لٹا پٹا قافلہ جس وقت کربلا کے میدان سے رخصت ہوا اس وقت قیامت خیز منظر ضبط تحریر سے باہر ہے۔

واقعہ کربلا کے ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ خولی جگر گوشہ بتول کا سر مبارک نیزے پر لٹکائے ہوئے اسیرانِ حرم کے اونٹ کے آگے آگے تھا پیچھے 72 شہداء کے کٹے ہوئے سر دوسرے اشقیاء لیے ہوئے تھے۔

خاندانِ رسالت کا یہ تاراج قافلہ جب مقتل کے قریب سے گذرنے لگا تو حضرت امام کی بے گوروکفن نعش اور دیگر شہدائے حرم کے جنازوں پر نظر پڑتے ہی خواتین اہل بیت بیتاب ہوگئیں۔دل کی چوٹ ضبط نہ ہوسکی۔آہ وفریاد کی صدا سے کربلا کی زمین ہل گئی۔عابد بیمار شدت اضطراب سے غش پہ غش کھا رہے تھے اور حضرت شہر بانو انہیں کسی طرح سنبھالا دے رہی تھیں۔قیامت کا یہ دلِ گداز منظر دیکھ کر پتھروں کی آنکھیں بھی ڈبڈبا آئیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پکار

حضرت فاطمۃ الزہرا کی لاڈلی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال سب سے زیادہ رقت انگیز تھا۔صدمہ جانکاہ کی بے خودی میں انہوں نے مدینے کی

Marfat.com

طرف رخ کرلیا اور دل ہلا دینے والی آواز میں اپنے نانا جان کو مخاطب کیا۔

یا محمداہ! آپ پر آسمان کے فرشتوں کا سلام ہو۔یہ دیکھئے آپ کا لاڈلا حسین ریگستان میں پڑا ہے۔خاک وخون میں آلودہ،تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے۔نعش کو گورو کفن بھی میسر نہیں ہے،نانا جان! آپ کی تمام اولاد قتل کردی گئی۔ہوا ان پر خاک اڑا رہی ہے۔آپ کی بیٹیاں قید ہیں،ہاتھ بندھے ہوئے ہیں مشکیں کسی ہوئی ہیں۔ پردیس میں کوئی ان کا یار و شناسا نہیں۔نانا جان! اپنے یتیموں کی فریاد کو پہنچیے۔

ابنِ جریر کا بیان ہے کہ دوست دشمن کوئی ایسا نہ تھا جو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس بیان پر آبدیدہ نہ ہوگیا ہو۔

اسیرانِ حرم کا قافلہ اشکبار آنکھوں اور جگر گداز سسکیوں کے ساتھ کربلا سے رخصت ہوکر کوفے کی طرف روانہ ہوگیا۔شام ہوچکی تھی ایک پہاڑ کے دامن میں یزیدی فوج کے سرداروں نے پڑاؤ ڈالا۔اسیران اہل بیت اپنی اپنی سواریوں سے اتار لیے گئے۔

چاندنی رات تھی۔رسیوں میں جکڑے ہوئے حرم کے یہ قیدی رات بھر سسکتے رہے پیشانی میں مچلتے ہوئے سجدوں کے لیے بھی ظالموں نے رسیوں کی بندھن ڈھیلی نہ کی۔پچھلے پہر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مناجات میں مشغول تھیں کہ ابنِ سعد قریب آیا اور اس نے طنز کرتے ہوئے دریافت کیا۔قیدیوں کا کیا حال ہے؟ کئی بار پوچھنے کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منہ ڈھانپ کر جواب دیا خدا کا شکر ہے۔نبی کا چمن تاراج ہوگیا۔ان کی اولاد قید کرلی گئی۔رسیوں سے تمام جسم نیلے پڑ گئے ہیں۔ایک بیمار جو نیم جاں ہوچکا ہے اس پر بھی تجھ کو ترس نہیں آتا۔اور نہیں تو ہماری بے کسی کا تماشا دکھانے اب تو ہمیں ابن زیاد اور یزید کی قربان گاہ میں لے جارہا ہے۔

اتنا کہتے کہتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔حضرت زین العابدین رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ نے پھوپھی کو تسلی دی اور کہا۔ ''خون کے قاتلوں سے جور و ستم کا شکوہ ہی کیا ہے۔ پھوپی جان!

بس ایک آرزو ہے کہ بابا جان کا سر میری گود میں کوئی لاکر ڈال دے اور میں اسے اپنے سینے سے لگالوں۔''

ابنِ سعد نے کہا۔ گود میں نہیں تیرے قدموں کی ٹھوکر پہ ڈال سکتا ہوں تو اگر راضی ہو تو اقرار کر۔

ظالم نے پھر زخموں پر نمک چھڑکا۔ پھر حرم کے قیدی تلملا اٹھے۔ اضطراب میں بجھی ہوئی ایک آواز کان میں آئی۔

''بد بخت! نو جوانانِ جنت کے سردار کی گستاخی کرتا ہے۔ کیا تجھے خبر نہیں ہے کہ یہ کٹا ہوا سر اب بھی دو جہان کا مالک ہے۔ ذرا غور سے دیکھ! بوسہ گاہِ رسول پر انوار وتجلیات کی کیسی بارش ہو رہی ہے؟ صرف جسم سے رابطہ ٹوٹ گیا ہے۔ عرش کا رابطہ اب بھی قائم ہے۔''

اس آواز پر ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ اسی عالمِ اندوہ میں اسیران اہل جنت کا یہ تاراج قافلہ کوفہ پہنچا۔ مارے شرم و ہیبت کے ابن سعد نے شہر کے باہر جنگل میں قیام کیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مناجات میں مشغولیت

رات کے سناٹے میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مناجات ودعا میں مشغول تھیں۔ ایک ہلکی آواز کان میں آئی۔

''بی بی میں حاضر ہو سکتی ہوں؟''

نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک بڑھیا سر پر چادر ڈالے منہ چھپائے سامنے کھڑی ہے۔ اجازت ملتے ہی قدموں پر گر پڑی اور دست بستہ عرض کی۔

Marfat.com

میں ایک غریب ومحتاج عورت ہوں، بھوکے پیاسے آلِ رسول کے لیے تھوڑا سا کھانا لے پانی لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ بی بی غیر نہیں ہوں ایک مدت تک شہزادی رسول حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز کا شرف حاصل رہا ہے یہ اس زمانے کی بات ہے جبکہ سیدہ کی گود میں ایک ننھی منھی بچی تھی جس کا نام زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابلتے ہوئے جذبات پر قابو پا کر جواب دیا۔ تو نے اس جنگل اور پردیس میں ہم مظلوموں کی مہمان نوازی کی ہماری دعائیں تیرے ساتھ ہیں۔ خدا تجھے دارین میں خوشی عطا فرمائے۔

بڑھیا کو جب معلوم ہوا کہ یہی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ تو چیخ مار کر گلے سے لپٹ گئی اور اپنی جان بنتِ رسول کے قدموں پر نثار کر دی۔

عشق واخلاص کی تاریخ میں ایک نئے شہید کا اضافہ ہوا۔

کوفہ میں داخلہ

دوسرے دن ظہر کے وقت اہل بیت کا لٹا ہوا کارواں کوفے کی آبادی میں داخل ہوا۔ بازار میں دونوں طرف سنگ دل تماشائیوں کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے۔ خاندانِ نبوت کی بیبیاں شرم وغیرت سے گڑی جا رہی تھیں۔ سجدے میں سر جھکا لیا تھا کہ معصوم چہروں پر غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔ وفورِ غم سے آنکھیں اشکبار تھیں۔ دل رو رہے تھے۔ اس احساس سے زخموں کی ٹیس اور بڑھ گئی تھی کہ کربلا کے میدان میں جو قیامت ٹوٹنا تھی ٹوٹ گئی اب محمد عربی کے ناموس کو گلی گلی پھرایا جا رہا ہے۔

کلمہ پڑھنے والی امت کی غیرت دفن ہوگئی تھی خوشی کے جشن میں سارا کوفہ ناچ رہا تھا ابن زیاد کے بے غیرت سپاہی فتح کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے۔ جب اہل بیت کی سواری قلعہ کے قریب پہنچی تو ابنِ زیاد کی بیٹی فاطمہ اپنے

Marfat.com

منہ پر نقاب ڈالے ہوئے باہر نکلی اور خاموش دور کھڑی حسرت کی نظر سے یہ منظر دیکھتی رہی۔

ابنِ زیاد اور شمر کے حکم سے سیدانیاں اتاری گئیں۔عابد بیمار اپنی والدہ اور پھوپھی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے ادھر بخار کی شدت سے ضعف وناتوانی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔اونٹ سے اترتے وقت غش آ گیا اور بے حال ہوکر زمین پر گر پڑے۔سر زخمی ہوگیا۔خون کا فوارہ چھوٹنے لگا۔یہ دیکھ کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے تاب ہوگئیں۔دل بھر آیا ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کہنے لگیں۔

''آل فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ایک عابد بیمار ہی کا خون محفوظ رہ گیا تھا چلو اچھا ہوا کوفے کی زمین پر یہ قرض بھی ادا ہوگیا۔''

ابنِ زیاد کا دربار نہایت تزک واحتشام سے آراستہ کیا گیا تھا۔فتح کے نشے میں سرشار، تخت پر بیٹھا ہوا ابنِ زیاد اپنی فوج کے سرداروں سے کربلا کے واقعات سُن رہا تھا۔

سامنے ایک طشت میں امام عالی مقام کا سرِ مبارک ہوا تھا۔ابنِ زیاد کے، ہاتھ میں ایک چھڑی تھی وہ بار بار حضرت امام کے لبہائے مبارک کے ساتھ گستاخی کرتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اسی منہ سے خلافت کا دعویدار تھا۔دیکھ لیا قدرت کا فیصلہ،حق سر بلند ہوا باطل کو ذلت نصیب ہوئی۔

صحابی رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت دربار میں موجود تھے۔ان سے یہ گستاخی دیکھی نہ گئی۔جوش عقیدت میں چیخ پڑے۔

''ظالم! یہ کیا کرتا ہے؟ چھڑی ہٹالے! نسبتِ رسول کا احترام کر! میں نے بار بار سرکار کو اس چہرے کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔''

ابنِ زیاد نے غصہ سے پیچ وتاب کھاتے ہوئے کہا۔''تو اگر صحابی رسول نہ ہوتا

Marfat.com

تو میں تیرا سر قلم کر دیتا۔"

حضرت ابن ارقم نے حالتِ غیظ میں جواب دیا۔ اتنا ہی تجھے رسول اللہ کی نسبت کا لحاظ ہوتا تو ان کے جگر گوشوں کو تو کبھی قتل نہ کراتا۔ تجھے ذرا بھی غیرت نہ آئی کہ جس رسول کا کلمہ پڑھتا ہے انہی کی اولاد کو تہ تیغ کرایا ہے اور اب ان کی غفلت مآب بیٹیوں کو قیدی بنا کر گلی گلی پھرا رہا ہے۔

ابنِ زیاد زلزلہ خیز جواب سُن کر تلملا گیا۔ لیکن مصلحتاً خون کا گھونٹ پی کے رہ گیا۔ اسیرانِ حرم کے ساتھ ایک چادر میں لپٹی ہوئی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک گوشے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کی کنیزوں نے انہیں اپنے جھرمٹ میں لے لیا تھا۔ ابنِ زیاد کی نظر پڑی تو دریافت کیا یہ عورت کون ہے؟ کئی بار پوچھنے کے بعد ایک کنیز نے جواب دیا۔

"حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔"

ابن زیاد نے حضرت زینب کو مخاطت کرتے ہوئے کہا۔ خدائے تیرے سرکش سردار اور تیرے اہل بیت کے نافرمان باغیوں کی طرف سے میرا دل ٹھنڈا کر دیا ہے۔

اس اذیت ناک جملے پر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے تئیں سنبھال نہ سکیں، بے اختیار رو پڑیں، واللہ تو نے میرے سردار کو قتل کر ڈالا۔ میرے خاندان کا نشان مٹایا میری شاخیں کاٹ دیں، میری جڑ اکھاڑ دی، اگر اس سے تیرا دل ٹھنڈا ہو سکتا ہے تو ہو جائے۔

اس کے بعد ابن زیاد کی نظر عابد بیمار پر پڑی وہ انہیں بھی قتل کرنا ہی چاہتا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے قرار ہو کر چیخ اٹھیں۔" میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو اس بچے کو قتل کرنا ہی چاہتا ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر ڈال۔"

ابنِ زیاد پر دیر تک سکتے کا عالم طاری رہا۔ اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

Marfat.com

''خون کا رشتہ بھی کیسی عجیب چیز ہے واللہ مجھے یقین ہے کہ یہ بچے کے ساتھ سچے دل سے قتل ہونا چاہتی ہے۔اچھا اسے چھوڑ دو۔یہ بھی اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ جائے۔''

جامع مسجد کوفہ میں

اس واقعہ کے بعد ابن زیاد نے جامع مسجد میں شہر والوں کو جمع کیا اور خطبہ دیتے ہوئے کہا:۔

''اس خدا کی حمد وستائش جس نے امیر المومنین یزید بن معاویہ کو غالب کیا اور کذاب ابن کذاب حسین بن علی کو ہلاک کر ڈالا۔

اس اجتماع میں مشہور محب اہل بیت حضرت ابنِ عفیف بھی موجود تھے ان سے خطبے کے یہ الفاظ سُن کر رہا نہ گیا۔فرطِ غضب میں کانپتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور ابن زیاد کو للکارتے ہوئے کہا۔

خدا کی قسم تو ہی کذاب ہے۔حسین سچا اس کا باپ سچا اور اس کے نانا سچے۔ابنِ زیاد اس جواب سے تلملا اٹھا اور جلاد کو حکم دیا کہ شاہراہ عام پر لے جا کر کے اس بڈھے کا سر قلم کردو۔

ابنِ عفیف شوق شہادت میں مچلتے ہوئے اٹھے اور مقتل میں پہنچ کر چمکتی ہوئی تلوار کا مسکراتے ہوئے خیر مقدم کیا خون بہا۔لاش تڑپی اور ٹھنڈی ہوگئی۔کوثر کے ساحل پر جاں نثاروں کی تعداد میں ایک عدد کا اور اضافہ ہوا۔

دمشق روانگی

دوسرے دن ابنِ زیاد نے اہلِ بیت کا تاراج قافلہ ابنِ سعد کی سرکردگی میں دمشق کی طرف روانہ کردیا۔حضرت امام کا سرِ مبارک نیزے پر آگے آگے چل رہا تھا

Marfat.com

پیچھے اہل بیت کے اونٹ تھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ امام عالی مقام اب بھی اپنے حرم کے قافلے کی نگرانی فرمارہے تھے۔

اثنائے سفرِ مبارک سے عجیب عجیب خوراق وکرامات کا ظہور ہوا۔رات کے سناٹے میں ماتم وفغاں کی رقت انگیز صدائیں فضا میں گونجتی تھیں کبھی کبھی سر مبارک کے اردگرد نور کی کرن پھوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

جس آبادی سے یہ قافلہ گذرتا تھا ایک ہنگامہ بپا ہوجاتا تھا۔دمشق کا شہر نظر آتے ہی یزیدی فوج کے سردار خوشی سے ناچنے لگے۔فتح کی خوش خبری سنانے کے لئے ہر قاتل اپنی جگہ بے قرار تھا۔

سب سے پہلے زحر بن قیس نے یزید کو فتح کی خبر سنائی۔

''حسین ابن علی اپنے اٹھارہ اہل بیت اور ساٹھ اعوان وانصار کے ساتھ ہم تک پہنچے ہم نے چند گھنٹوں میں ان کا قلع قمع کردیا۔اس وقت کربلا کے ریگستان میں ان کے لاشے برہنہ پڑے ہوئے تھے۔ان کے کپڑے خون میں تربتر ہیں۔ان کے رخسار گردوغبار سے میلے ہورہے ہیں۔ان کے جسم دھوپ کی تمازت اور ہوا کی شدت سے خشک ہوگئے ہیں۔''

پہلے تو فتح کی خوش خبری سُن کر یزید جھوم اٹھا لیکن اس زلزلہ خیز اور ہلاکت آفریں اقدام کا ہولناک انجام جب نظر کے سامنے آیا تو کانپ گیا۔بار بار چھاتی پیٹتا تھا کہ ہائے اس واقعہ نے ہمیشہ کے لیے ننگ اسلام بنادیا۔مسلمانوں کے دلوں میں میرے لیے نفرت اور دشمنی کی آگ ہمیشہ سلگتی رہے گی۔قاتل کی پشیمانی مقتول کی اہمیت تو بڑھا سکتی ہے مگر قتل کا الزام نہیں اٹھا سکتی۔اس مقام پر بہت سے لوگوں نے دھوکا کھایا ہے۔انہیں نفسیاتی طور پر صورت حال کا مطالعہ کرنا چاہیے۔اس کے بعد یزید نے شام کے سرداروں کو اپنی مجلس میں بلایا۔اہلِ بیت کو بھی جمع کیا اور امام زین

Marfat.com

العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

اے علی! تمہارے ہی باپ نے میرا رشتہ کاٹا۔ میری حکومت چھیننا چاہی اس پر خدا نے جو کچھ کیا وہ تم دیکھ رہے ہو۔ اس کے جواب میں امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کی ایک آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ تمہاری کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو پہلے سے نہ لکھی ہو۔

دیر تک خاموشی رہی۔ پھر یزید نے شامی سرداروں کی طرف متوجہ ہوکر کہا اہل بیت کے ان اسیروں کے بارے میں تمہارا کیا مشورہ ہے؟

بعضوں نے نہایت سخت کلامی کے ساتھ بدسلوکی کا مشورہ دیا مگر نعمان ابن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیے رسول اللہ ﷺ انہیں اس حال میں دیکھ کر کرتے۔

یزید نے حکم دیا کہ اسیروں کی رسیاں کھول دی جائیں اور سیدانیوں کو شاہی محل میں پہنچا دیا جائے۔

یہ سُن کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو پڑیں اور انہوں نے گلوگیر آواز میں کہا۔ ”تُو اپنی حکومت میں رسول زادیوں کو گلی گلی پھرا چکا اب ہماری بے بسی کا تماشا اپنی عورتوں کو نہ دکھا۔ ہم خاک نشینوں کو کوئی ٹوٹی پھوٹی جگہ دے دے جہاں سر چھپالیں۔“

بالآخر یزید نے ان کے قیام کے علیحدہ مکان کا انتظام کیا۔

امام کا سرِ مبارک یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا اور وہ بدبخت اپنے ہاتھ کی چھڑی سے پیشانی کے ساتھ گستاخی کر رہا تھا۔ صحابہ رسول ﷺ حضرت اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”ظالم! یہ بوسہ گاہِ رسول ہے اس کا احترام کر۔“

Marfat.com

یزید یہ سن کر تلملا گیا۔صحابی رسول کے خلاف کچھ کرنے کی ہمت نہ ہوسکی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش پر سر مبارک ان کے حوالے کر دیا گیا۔وہ سامنے سر رکھ کر روتی رہتی تھیں۔کبھی حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا اورامِ رباب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سینے سے لگائے بیتے ہوئے دنوں کی یاد میں کھو جاتیں۔ایک رات کا ذکر ہے نصب شب گذر چکی تھی سارے دمشق پر نیند کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔اہل بیت کے مصائب پر ستاروں کی آنکھیں بھی بھر آئی تھیں۔اچانک سادات کی قیام گاہ سے کسی عورت کا نالہ بلند ہوا۔محل کی دیوار ہل گئی۔دل کی آگ سے فضا میں چنگاریاں اُڑنے لگیں۔یزید دہشت سے کانپنے لگا۔جا کر دیکھا تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھائی کا سر گود میں لیے ہوئے بلبلا رہی تھیں۔درد و کرب کی ایک قیامت جاگ اٹھی ہے اس دردانگیز نالے سے اس کے دل میں دہشت سمائی تو عمر کی آخری سانس تک نہیں نکلی۔

اسے اندیشہ ہوگیا کہ کلیجہ توڑ دینے والی یہ فریاد اگر دمشق کے درودیوار سے ٹکرا گئی تو شاہی محل کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔کیونکہ دمشق کی جامع مسجد میں حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل بیت کے فضائل ومناقب اور یزید کے مظالم پر مشتمل جو تاریخی خطبہ دیا تھا اس نے لوگوں کے دل ہلا دیے تھے اور ماحول میں اس کی اثر انگیزی اب تک باقی تھی۔

اگر تقریر کا سلسلہ کچھ دیر اور جاری رہتا اور یزید نے گھبرا کر اذان نہ دلوا دی ہوتی تو اسی دن یزید کے شاہی اقتدار کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی۔اور اس کے خلاف عام بغاوت پھیل جاتی۔

کارواں مدینہ منورہ کی طرف

اس لیے دوسرے ہی دن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں مع

Marfat.com

تیس سواروں کے اہل بیت کا یہ تاراج کارواں مدینے کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

ہزار کوشش کی کربلا کی دہکتی ہوئی چنگاری کسی طرح ٹھنڈی ہو جائے لیکن جو آگ بحروبر میں لگ چکی تھی اس کا سرد ہونا ممکن نہیں تھا۔صبح کی نماز کے بعد اہل بیت کا دل گداز قافلہ مدینے کے لیے روانہ ہو گیا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت رقیق القلب، پاکباز اور محب اہل بیت تھے۔دمشق کی آبادی سے جونہی قافلہ باہر نکلا حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دست بستہ عرض کیا۔یہ نیاز مند حکم کا غلام ہے جہاں جی چاہے تشریف لے جائے۔میری تکلیف کا خیال نہ کیجئے۔جہاں حکم دیجئے گا پڑاؤ کروں گا جب فرمایئے گا کوچ کردوں گا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں سے کربلا واپس ہوئے اور شہدائے اہل بیت کو دفن کیا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آس پاس کی آبادیوں کو جب خبر ہوئی تو وہ آئے اور شہیدوں کی تجہیز و تکفین کا فرض انجام دیا۔آخر الذکر روایت زیادہ قابل اعتماد ہے۔

حضرت امام عرش مقام کا سر مبارک اب نیزے پر نہیں تھا۔حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ،حضرت شہربانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عابد بیمار کی گود میں تھا۔پہاڑوں ،صحراؤں اور ریگستانوں کو عبور کرتا ہوا قافلہ مدینے کی طرف بڑھتا رہا۔منزلیں بڑھتی رہیں اور سینے کے جذبات مچلتے رہے۔یہاں تک کہ کئی دنوں کے بعد اب حجاز کی سرحد شروع ہوگئی۔اچانک سویا ہوا درد جاگ اٹھا۔رحمت ونور کی شہزادیاں اپنے چمن کا موسم بہار یاد کر کے مچل گئیں۔کربلا جاتے ہوئے انہی راہوں سے کبھی گذرے تھے۔کشورِ امامت کی یہ رانیاں اس وقت اپنے تاجداروں اور ناز برداروں کے ظلِ عاطفت میں تھیں۔زندگی شام وسحر کی مسکراہٹوں سے معمور تھی۔کلیوں سے لے کر

Marfat.com

غنچوں تک سارا چمن ہرا بھرا تھا۔ذرا چہرہ اداس ہوا چارہ گروں کا ہجوم لگ گیا۔پلکوں پہ ننھا سا قطرہ چمکا اور پیار کے ساگر میں طوفان امنڈ نے لگا۔سوتے میں ذرا چونک گئے اور آنکھوں کی نیند اڑ گئی۔اب اسی راہ سے لوٹ رہے ہیں تو قدموں کے نیچے کانٹوں کی برچھیاں کھڑی ہیں۔تڑپ تڑپ کر قیامت بھی سر پہ اٹھالی تو کوئی تسکین دینے والا نہیں۔خیمہ اجاڑ پڑا ہے۔قافلہ ویران ہو چکا ہے۔شہزادوں اور رانیوں کی جگہ اب آشفتہ حال یتیموں اور بیواؤں کی ایک جماعت ہے جس کے سر پہ اب صرف آسمان کا سایہ رہ گیا ہے۔لبوں کی جنبش اور اُبرو کے اشاروں سے اسیروں کی زنجیر توڑنے والے آج خود اسیر کرب و بلا ہیں۔

مدینے کی مسافت گھٹتے گھٹتے اب چند منزل رہ گئی ہے ابھی سے پہاڑوں کا جگر کانپ رہا ہے زمین کی چھاتی دہل رہی ہے۔قیامت کو پسینہ آرہا ہے کہ کربلا کے فریادی مالکِ کونین کے پاس جارہے ہیں قافلے میں حسین نہیں ہے اس کا کٹا ہوا سر چل رہا ہے۔استغاثے کے ثبوت کے لیے کہیں سے گواہ لانا نہیں ہے۔بغیر دھڑ کا حسین جب اپنے نانا جان کی تربت پر حاضر ہونے جائے گا تو خاک دانِ گیتی کا انجام دیکھنے کے لیے کس کے ہوش سلامت رہ جائیں گے۔

پردیس میں کربلا کے مسافروں کی آج آخری رات تھی نہایت بے قراری میں کٹی۔انگاروں پر کروٹ بدلتے رہے۔صبح تڑکے ہی کوچ کے لیے تیار ہو گئے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے چل رہے تھے ان کے پیچھے اہل بیت کی سواریاں تھیں۔

دوپہر کے بعد مدینے کی سرحد شروع ہوگئی۔اب فریادیوں کا حال بدلنے لگا سینے کی آگ تیز ہونے لگی۔جیسے جیسے مدینہ قریب آتا جارہا تھا جذبات کے سمندر میں طوفان کا تلاطم بڑھتا جاتا تھا۔کچھ دیر چلنے کے بعد اب پہاڑیاں نظر آنے

Marfat.com

لگیں۔ کھجوروں کی قطاراور سبزہ زاروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

جونہی مدینے کی آبادی چمکی صبر وشکیب کا پیمانہ چھلک اٹھا۔کلیجہ توڑ کر آہوں کا دھواں نکلا اور ساری فضا پر چھا گیا۔ارمانوں کا گہوارہ دیکھ کر دل کی چوٹ ابھر آئی۔حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عابد بیمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابلتے ہوئے جذبات کی تاب نہ لا سکے۔اہل حرم کے دردناک نالوں سے زمین کانپنے لگی۔پتھروں کا کلیجہ پھٹ گیا۔

قافلہ منزل پر آ گیا

ایک سانڈنی سوار نے بجلی کی طرح سارے مدینے میں خبر دوڑا دی کہ کربلا سے نبی زادوں کا لٹا ہوا قافلہ آ رہا ہے۔شہزادہ رسول کا کٹا ہوا سر بھی ان کے ساتھ ہے۔یہ خبر سنتے ہی ہر طرف کہرام مچ گیا۔قیامت سے پہلے قیامت آ گئی۔وفورِ غم اور جذبہ بے خودی میں اہل مدینہ آبادی سے باہر نکل آئے۔جیسے ہی آمنا سامنا ہوا اور نگاہیں چار ہوئیں دونوں طرف شورشِ غم کی قیامت ٹوٹ پڑی۔آہ وفغاں کے شور سے مدینے کا آسمان دہل گیا۔حضرت امام کا کٹا ہوا سر مبارک دیکھ کر لوگ بے قابو ہو گئے۔دھاڑیں مار مار کر رونے لگے ہر گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی۔

کربلا کے مسافر مدینہ طیبہ میں

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فریاد کرتی ہوئی مدینہ میں داخل ہوئیں۔نانا جان! اُٹھیے! اب کوئی قیامت کا دن نہیں آئے گا۔آپ کا سارا کنبہ لُٹ گیا آپ کے لاڈلے شہید ہو گئے۔آپ کے بعد آپ کی اُمت نے ہمارا سہاگ چھین لیا، بے آب ودانہ آپ کے بچوں کو تڑپا تڑپا کے مارا۔آپ کا لاڈلا حسین آپ کے نام کی دہائی دیتا ہوا چل بسا۔کربلا کے میدان میں ہمارے جگر کے ٹکڑے ہماری نگاہوں کے سامنے ذبح

Marfat.com

کیے گئے۔آپ کے پیار کا سینچا ہوا چمن تاراج ہو گیا نانا جان!

نانا جان! یہ حسین کا کٹا ہوا سر مبارک لیجئے۔آپ کے انتظار میں اس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں ذرا مرقد سے نکل کر اپنی آشفتہ نصیب بیٹیوں کا دردناک حال دیکھیے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس فریاد سے سننے والوں کے کلیجے پھٹ گئے۔ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رقت انگیز کیفیت تابِ ضبط سے باہر تھی۔

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے بچے یہ مرثیہ پڑھ رہے تھے۔''قیامت کے دن وہ امت کیا جواب دے گی جب اس کا رسول پوچھے گا کہ تم نے ہمارے بعد ہماری اولاد کے ساتھ یہی سلوک کیا کہ ان میں سے بعض خاک وخون میں لپٹے ہوئے ہیں۔تلواروں، نیزوں سے ان کے جسم گھائل،ان کی لاشیں بے آب وگیاہ وادی میں پڑی ہوئی ہیں اور ان میں سے بعض قیدی ہیں۔رسیوں کے بندھن سے ہاتھ نیلے پڑھ گئے ہیں۔

حضرت صغریٰ پچھاڑیں کھا کھا کر گر رہی تھیں۔بار بار اپنی والدہ اور پھوپھی سے لپٹ لپٹ کر پوچھتی تھیں۔ہمارے بابا جان کہاں ہیں،ہمارے ننھے علی اصغر کو کہاں چھوڑ آئے۔بابا جان وعدہ کر گئے تھے کہ جلد ہی وہ واپس آئیں گے جس طرح ہوا نہیں منا کے لائیے۔

اپنے امام کا کٹا ہوا سر مبارک لیے اہل بیت کا یہ تاراج کارواں جس دم روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا۔ہوائیں رک گئیں۔گردشِ وقت ٹھہر گئی۔بہتے ہوئے دھارے

Marfat.com

تھم گئے۔آسمانوں میں ہل چل مچ گئی پوری کائنات دم بخود تھی کہ کہیں آج ہی قیامت نہ آجائے۔

اس وقت کا دلگداز اور روح فرسا منظر ضبط تحریر سے باہر ہے۔قلم کو یارا نہیں کہ درد والم کی وہ تصویر کھینچ سکے جس کی یاد اہل مدینہ کو صدیوں تڑپاتی رہی۔اہل حرم کے سوا کسی کو نہیں معلوم کہ حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کیا ہوا۔کربلا کے مسافر اپنے نانا جان کی تربت سے کس طرح واپس لوٹے۔پروردہ ناز کا سر مرقد انور کے باہر تھا۔رحمت کی جلوہ گاہ خالص میں جب جنت کے پھول ہی ٹھہرے تو نرگس کی چشم محرم سے اہل چمن کا کیا پردہ ہے۔برزخ کی دیوار تو غیروں پہ حائل ہوتی ہے۔اپنی ہی گود کے پروردوں سے کیا حجاب! حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا،حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا،حضرت امام رباب رضی اللہ تعالیٰ عنہا عابد بیمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام کلثوم وسکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب کے سب محرم اسرار ہی تھے۔اندرون خانہ کیا واقعہ پیش آیا کون جانے! اشکبار آنکھوں پہ رحمت کی آستین کس طرح رکھی گئی۔کربلا کے پس منظر میں مشیتِ الٰہی کا سربستہ راز کن لفظوں میں سمجھایا گیا؟ پس دیوار کھڑے رہنے والوں کو عالمِ غیب کی ان سرگذشتوں کا حال کیا معلوم؟

مرقد رسول ﷺ سے سیدہ کی خواب گاہ بھی دو ہی قدم کے فاصلے پر تھی۔کون جانتا ہے۔لاڈلے کو سینے سے لگانے اور اپنے یتیموں کے آنسو آنچل میں جذب کرنے کے لیے ماں کے اضطراب میں وہ بھی کسی مخفی گذرگاہ سے اپنے بابا جان کی حریم پاک تک آگئی ہوں۔

تاریخ صرف اتنا ہی بتاتی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بلک بلک کر کربلا کی زلزلہ خیز داستان سنائی۔شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔''خاندانِ رسالتِ کی بیوہ اپنا سہاگ لٹا کر در دولت پہ حاضر ہے۔عابد بیمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

Marfat.com

عرض کیا!

''یتیمی کا داغ لیے حسین کی آخری نشانی ایک بیمار نیم جان شفقت و کرم اور صبر و ضبط کی بھیک مانگتا ہے۔''

آہ وفغاں کا ابلتا ہوا ساگر تھم جانے کے بعد شہزادہ کونین حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرمبارک مادرِ مشفقہ حضرت سیدہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا روضہ رسول ﷺ پر

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ طیبہ میں پہنچ کر اپنے نانا پاک سیدنا رسول کریم ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوئیں اور روتے ہوئے فریاد کی۔

نانا جان! میں لٹ گئی میں تباہ و برباد ہوگئی۔ میں مدینے سے ہری بھری گئی تھی۔ لیکن اب سب کچھ لٹا کر لوٹی ہوں سارے ہرے بھرے چمن کو اپنی آنکھوں سے لٹتا ہوا دیکھ آئی ہوں۔

میرے نانا! میں کیا کروں۔ آہ میں کیا کروں، ہائے میں مرگئی۔ میرے ملجا! میرے ماوا! میرے دکھ کے سہارے مجھے بتاؤ میں کیا کروں نانا! مجھ بدنصیب دکھیاری نے اہل بیت کے سارے کنبے کو بھوکا پیاسا خاک وخون میں تڑپتا ہوا دیکھا ہے۔ مجھ کمبخت نے آپ کی اہل بیت کے زخمیوں کی لاشوں کو گھوڑوں سے کچلتا ہوا دیکھا ہے۔ مجھ مصیبت زدہ نے ننھے ننھے شیرخوار بچوں کے سروں کو نیزے پر دیکھا ہے۔

میرے نانا! میں آپ کے اس چمن کو جس کی حفاظت آپ نے اپنی امت کے سپرد فرمائی تھی آپ ہی کی امت کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوتے ہوئے دیکھ کر آئی ہوں۔

آپ کی امت اور آپ کا کلمہ پڑھنے والوں نے آپ کی عزت کے چمنستان کو ایسی بیدردی سنگدلی سفا کی اور وحشت و بربریت سے پامال کیا ہے کہ جس کی مثال ناممکن ہے۔

نانا جان! آپ کا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! وہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کو آپ اپنی پشت مبارک پر سوار کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے۔ اس کو آپ کی امت نے

Marfat.com

سخت بے رحمی سے تین دن کا بھوکا پیاسا رکھ کر شہید کر دیا۔

وہ حسین جس کو آپ کُرتے سے الجھا ہوا دیکھ کر منبر سے اتر آیا کرتے تھے اور خطبہ ترک کر دیا کرتے تھے۔اسی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل شام نے کربلا کے ریتلے میدان اور تپتے ہوئے میدان میں نماز کی حالت میں شہید کیا اور عین اس وقت شہید کیا جبکہ مساجد میں جمعہ کا خطبہ پڑھا جارہا تھا۔

وہ حسین جس کو بارہا آپ نے لوریاں دے دیکر سینہ مبارک پر سلایا تھا۔اسی حسین کے سینے کو نیزوں سے زخمی کیا گیا۔اسی حسین پر اس کے ننھے بچوں پر اس کے رفقاء پر اور اس کی بے گناہ بیبیوں اور بہنوں پر دریائے فرات کا پانی روکدیا گیا۔اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی ایسی حالت میں جبکہ شدت پیاس سے ان کی زبانیں تشنہ پڑی تھیں اسی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کے سامنے تلواروں کی دھاروں سے بھالوں کی نوکوں سے اور برچھیوں کی انیوں سے زخمی کیا گیا اور ذبح کر ڈالا گیا۔

وہی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کو آپ بضعة منی فرمایا کرتے تھے۔اس کے ٹکڑے کیئے گئے اور اس کے جسم اطہر کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا گیا۔

نانا جان وہ حسین جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا من اذاہ فقد اذانی اس بے گناہ پر اس قدر مظالم ڈھائے گئے کہ کوئی ظلم اٹھا نہیں رکھا گیا۔جب وہ اپنے شیر خوار اور معصوم تین دن کے پیاسے بچے علی اصغر کے لئے پانی مانگنے کو خیمے سے نکلا اور اس نے ننھے سے بچے کے خشک ہونٹ دکھا کر اور آپ کے صاحبزادی بتول الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واسطہ دے کر پانی مانگا تو ظالموں نے تیروں سے جواب دیا اور معصوم علی اصغر کو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں موت کے گھاٹ اتار دیا اور آپ کے حسین کا بازو بھی زخمی کر دیا گیا۔

وہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کو آپ جوانانِ جنت کا سردار فرمایا کرتے تھے

Marfat.com

اس حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نوجوان اٹھارہ سالہ بچے علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا کے میدان میں قتل کر دیا اور جب علی اکبر نے زخمی ہوکر اپنے باپ کو پکارا اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جوان بیٹے کی لاش کو اٹھانے کے لیے گئے تو دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور اس سفاکی سے تیر چلائے کہ علی اکبر کی لاش اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کو زخمی کر دیا۔

نانا جان! وہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس میں آپ کو جنت کے پھولوں کی خوشبو آتی تھی۔ آپ کے اس پھول کو آپ کے اس گلاب کو خون آشام شامیوں نے مسل ڈالا تیز دھوپ اور چمکتی ہوئی ریت میں اس کے زخمی اور مجروح جسم کو بے آب دانہ ڈالدیا۔ اس پر بھی ظالموں کی سفاکی ختم نہ ہوئی بلکہ شمر نے خنجر سے تین دن کے پیاسے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گلا کاٹا اور ابن زیاد کے حکم سے اس کی بیجان لاش کی بے حرمتی کی گئی۔ اور گھوڑوں سے آپ کی لاش کچلوادی گئی۔

جس حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہونٹوں کو آپ مسرت وانبساط دیا کرتے تھے ان مبارک ہونٹوں پر پانی حرام کیا گیا اور بھرے دربار میں اس کے نازک مگر خشک ہونٹوں پر قمچیاں ماری گئیں اور دشمن ان تمام حیا سوز اور شرمناک حرکتوں پر ہنستے اور خوش ہوتے تھے۔

نانا جان دشمن تو خاکم بدہن آپ کی نسل ہی منقطع کرنا چاہتے تھے۔ ان کی خواہش اور آرزو یہ تھی کہ عابد کو بھی شہید کر دیں اور ایک دفعہ تو ظالموں نے عابد کے قتل کا ارادہ ہی کر لیا تھا لیکن میں دوڑ کر عابد کو لپٹ گئی اور میں نے یزید سے کہا اگر گلستان محمد اور آل محمد کے اس آخری پودے کو اگر ہاتھ لگایا تو میں ابھی نانا جان کو پکارتی ہوں اور یاد رکھو اگر میرے نانا میری فریاد کو پہنچے تو پھر خیر نہ ہوگی۔ میری اس دھمکی سے وہ مرعوب ہوگیا۔ اور آپ کی دہائی کے خوف سے عابد کی جان بچ گئی۔

Marfat.com

میرے نانا! آپ کی نواسیوں کو آپ کی بہوؤں کو قیدی بنا کر یزید کے دربار میں پیش کیا گیا۔

عابد بیمار کے ہاتھ ہتھکڑیوں سے جکڑے تھے۔اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں اس کو اونٹ کی ننگی پیٹھ پر بٹھایا گیا اور راہ میں بار بار اس بیمار کو پیدل چلنے پر مجبور کیا گیا۔

حرم کو بدون ہودج کے کربلا سے شام تک لے گئے۔

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفقا کے سروں کو نیزوں پر لٹکا کر جلوس نکالا گیا۔فتح کے نقادے بجائے گئے۔

میرے نانا جان، میرے آقا، میرے مولا، اے بیکسوں کے فریاد رس اے مظلوموں کے حامی و ناصر اے مفلسوں اور محتاجوں کے والی اے بیواؤں اور یتیموں کے ملجاء اپنی زینب پر کرم فرمائیے۔زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی، زینب کربلا کے لٹے ہوئے قافلے کی یادگار زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دادرسی کیجئے۔

میرے نانا اپنی آرامگاہ سے ہاتھ نکالئے اور اپنی زینب کو آغوش رحمت میں لے کر چھپا لیجئے۔کہ میں اپنی زندگی سے تنگ آچکی ہوں مجھے اپنی ہی گود میں سلا لیجئے۔مجھے اپنی ہی آرام گاہ میں دفن کر لیجئے اور اس دارِ فانی سے ہمیشہ کے لئے معدوم کر دیجئے۔کیونکہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس حیات مستعار سے بیزار ہو چکی ہے۔

میرے نانا! میری اماں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور میرے بھائی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچا دیجئے کہ اب ان کی جدائی نا قابلِ برداشت ہوگئی ہے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

وصال مبارک

سیدہ زینب بنت حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نہایت جرات مند اور فصیح و بلیغ خطیبہ بھی تھیں چونکہ معرکہ کربلا میں موجود تھیں تمام شہادتوں کے واقعات ان کے سامنے پیش آئے تھے مدینہ طیبہ میں واپس آنے کے بعد ایک سال سے زیادہ اس فانی دنیا میں نہ رہیں۔ کربلا، کوفہ اور شام میں پیش آنے والے واقعات اور بے بسی و بے چارگی سے دل اس قدر زخمی و غمزدہ ہو گیا تھا کہ پھر کبھی ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں آئی، ایک روایت میں آتا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا مدینہ طیبہ میں شہیدانِ کربلا کے مصائب نہایت درد انگیز لہجہ میں کمال فصاحت و بلاغت سے لوگوں کو سنایا کرتی تھیں جو سُنتا تھا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اور ان میں اہل بیت کی حمایت کا جذبہ مزید مستحکم ہو جاتا۔

دینہ طیبہ کے گورنر عروہ بن سعید نے اس صورتحال کی اطلاع یزید کو پہنچائی کہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد سانحہ کربلا کی وجہ سے حکومت وقت سے متنفر اور بدظن ہوتی جارہی ہے اور ان کے دلوں میں اہل بیت اطہار کی عزت وتوقیر اور حمایت بڑھتی جارہی ہے۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا نہایت جرات مند، نڈر اور بے باک خاتون ہیں شیر خدا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی لختِ جگر ہیں ان کا وعظ و بیان اس قدر متاثر کن ہوتا ہے کہ دن بدن لوگوں کے دلوں میں حاکم وقت کے خلاف نفرت بڑھتی جارہی ہے

Marfat.com

چونکہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کام سے روکا نہیں جا سکتا کہ وہ کربلا کے دردناک اور کربناک واقعات لوگوں کے سامنے بیان نہ کریں اس لیے اس سے پہلے کہ اہل مدینہ انتقام لینے کی غرض سے اُٹھ کر کھڑے ہوں آپ بلا تاخیر کوئی اقدام کریں۔

اس اطلاع کے ملتے ہی یزید نے ایک قاصد عروہ بن سعید کے پاس یہ حکم دے کر بھیجا کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی دوسرے شہر بھیج دیا جائے۔ یزید کا حکم مدینہ بدری ملنے کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ طیبہ چھوڑ کر جانے سے انکار کر دیا مگر پھر بعض عزیز و اقارب کے سمجھانے سے راضی ہو گئیں۔ حضرت رملہ بنت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مشورہ دیا کہ آپ مصر تشریف لے جائیں چنانچہ آپ اپنے چند عزیز و اقارب کے ہمراہ مصر چلی گئیں جہاں کے والی حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نہایت عزت و احترام کیا اور اپنے دارالاقامہ میں ٹھہرایا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی مرضی سے دمشق تشریف لے گئی تھیں۔ اس ضمن میں ''بطلہ کربلا زینب بنت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا'' کی مصنفہ ڈاکٹر بنت شاطی اندلسی اپنی کتاب میں لکھتی ہیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مصر تشریف لے گئیں جہاں مختصر قیام کے بعد شام کے شہر دمشق میں مقیم ہوئیں ایک روائیت میں آتا ہے کہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام چلی گئی تھیں جہاں دمشق کے پاس حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ زرعی زمینوں کے مالک تھے وہاں پہنچنے کے بعد بیمار ہوئیں اور وہیں وصال فرمایا۔

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے سال کے بارے میں تمام مورخین اس پر متفق ہیں کہ آپ کا انتقال 62 ہجری کو ہوا۔تاریخ وفات کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ آپ کی وفات 24 صفر المظفر کو ہوئی۔بعض کہتے ہیں کہ 21 جمادی الثانی 62 ہجری کو ہوئی جبکہ بعض لکھتے ہیں کہ 16 ذی الحجہ 62 ہجری کو ہوئی۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سیدہ زینب بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت (کربلا کے حوالے سے)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سالارِ قافلہ

اُم المصائب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی واقعہ کربلا کے حوالے سے شخصیت کے بارے میں اُستاد شہید مرتضیٰ مطہری لکھتے ہیں۔

کربلا میں عاشوہ کی سہ پہر سے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نظر آنے لگتی ہیں۔اس کے بعد سے ان کی ذمہ داری شروع ہوگئی وہ قافلہ کی سردار ہیں۔

کیونکہ اس وقت مرد صرف امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سخت بیمار ہیں اور ایک تیمار دار کے محتاج ہیں' یہاں تک کہ دشمنوں نے ابن زیاد کے عمومی حکم کے مطابق کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں کوئی مرد باقی نہ رہنے دیا جائے چند بار یہ جملہ کہا کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قتل کر ڈالا جائے لیکن پھر خود ہی کہنے لے: (یہ خود ہی مرنے والا ہے۔) چنانچہ یہ بھی خدا کی ایک حکمت و مصلحت تھی کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طریقے سے زندہ بچ گئے اور حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاک نسل باقی رہ گئی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک کام امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیمارداری کرنا تھی۔

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم بارہ افراد تھے اور ہم سب بارہ افراد کو ایک ہی زنجیر سے باندھا دیا گیا تھا۔زنجیر کا ایک سرا میرے بازو میں اور

Marfat.com

دوسرے سرے سے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باندھا گیا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دردناک مرثیہ

گیارہ محرم کو عصر کے وقت قیدی لائے گئے اور انہیں سواریوں (اونٹوں یا خچروں یا دونوں) پر بٹھایا گیا جن کی کاٹھیاں لکڑی کی تھیں اور یہ پابندی لگا دی گئی کہ قیدی کاٹھیوں پر کوئی کپڑا نہ ڈالیں تاکہ انہیں تکلیف پہنچائی جا سکے، پھر اہل بیت اطہار نے ایک خواہش ظاہر کی جو منظور کر لی گئی وہ خواہش یہ تھی۔انہوں نے کہا تمہیں اللہ کی قسم ہے ہمیں اس جگہ سے لے چلو، ہمیں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قتل گاہ سے ہو کر گزارو کیونکہ ہم اپنے عزیزوں کو آخری بار الوداع کہنا چاہتے ہیں' قیدیوں میں صرف امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جن کے پاؤں بیماری کی وجہ سے سواری کے پیٹ کے ساتھ باندھ دیئے گئے تھے' دوسرے قیدی سواریوں پر بندھے بیٹھے تھے' جب یہ لوگ مقتل گاہ پہنچے تو انہوں نے بے اختیار اپنے آپ کو سواریوں سے نیچے گرا لیا' حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سید الشہداء کے جسم مقدس کے قریب پہنچیں انہیں ایسی حالت میں پایا کہ اس سے قبل نہیں دیکھا تھا' وہ حضرت کا بے سر اور بے لباس بدن دیکھتی ہیں' اس کو مخاطب کر کے کہتی ہیں: بابی المھموم حتی قضی' بابی العطشان حتی مضی' تو سارے دوست اور دشمن رو دیئے۔

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دینا

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیمار داری انہی کے ذمے ہے' آپ نے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نظر اٹھائی تو دیکھا کہ بابا کا یہ حال دیکھ کر آپ اس قدر بے چین ہو گئے کہ گویا آپ کی جان نکلنے والی ہے فوراً بھائی کی لاش کو چھوڑ کر امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچتی ہیں۔یا ابن اخی! اے

Marfat.com

میرے بھتیجے! تمہاری کیسی حالت ہوگئی کہ جیسے تمہارے جسم سے روح پرواز کرنے والی ہے؟ پھوپھی جان! اپنے عزیز واقرباء کی لاشیں دیکھ کر یہ کیسے ممکن ہے مجھے تکلیف نہ ہو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دینے لگتی ہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا عاشورہ سے آگاہ تھیں

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا باعظمت اور باوقار خاتون ہیں جو کہ ظاہراً حضرت کبریٰ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں بعد میں آزاد ہوگئیں ہیں لیکن پیغمبر ﷺ کے گھر میں ہی رہنے لگی تھیں۔ پیغمبر ﷺ ان کی بہت عزت کرتے تھے، یہ ایسی ہستی ہیں جو پیغمبر ﷺ کی حدیث بیان کرتی ہیں، یہ ضعیفہ برسوں پیغمبر ﷺ کے گھر میں رہیں، انہوں نے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے پیغمبر ﷺ کی ایک حدیث بیان کی تھی، کیونکہ اس حدیث کا تعلق اس خاندان کے آئندہ واقعات سے تھا اس لیے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کے آخری حصے میں اطمینان حاصل کرنے کے لیے آپ کے پاس آئیں کہ جو ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہے وہ سوفی صد درست ہے۔ بابا جان! میں نے ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث سنی ہے، میں یہ حدیث ایک بار آپ سے سننا چاہتی ہوں تاکہ تصدیق ہو جائے کہ یہ صحیح ہے؟ آپ نے پوری حدیث بیان کی آپ کے والد یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تائید کی اور فرمایا ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا سچ ہے یہ بات صحیح ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت یہی حدیث امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان فرماتی ہیں، اس حدیث میں یہ ہے کہ اس واقعہ میں ایک نکتہ پوشیدہ ہے تم ان حالات میں یہ نہ سمجھ لینا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارے

Marfat.com

گئے ختم ہو گئے اے میرے بھتیجے! ہمارے جد کی یہ حدیث ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جگہ بے کفن دفن ہوں گے جہاں پر تم اس وقت ان کا جسم دیکھ رہے ہو۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ یہی گیارہ تاریخ تھی کہ ظہر کے بعد عمر سعد اپنے سپاہیوں کی لاشیں دفنانے کے لیے وہیں رہ گیا لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب کی لاشیں اسی طرح پڑی رہ گئیں، قیدیوں کو سیدھا کربلا سے نجف کے لیے جو تقریباً بارہ فرسخ ہے روانہ کر دیا گیا، ترتیب یوں رکھی گئی کہ بارہ تاریخ کے دن قیدیوں کو ڈھول تماشہ اور شہنائیوں کی گونج اور فتح کی شان وشوکت کے ساتھ کوفہ لے جائیں گے اور اپنے خیال کے مطابق پیغمبر ﷺ کے خاندان پر آخری ضرب لگائیں گے۔

شخصیت میں متاثر کن تبدیلی

کربلا کے حادثے نے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت اجاگر کردی۔ مسلمان خواتین میں ایک خاتون ایسی ہے جو اسلام کا سرمایہ افتخار ہے وہ زینب کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ تاریخ یہ بتلاتی ہے کہ کربلا کے منفرد مصائب اور خونی حادثے نے جناب زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فولادی قوت عطا کردی جو زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینے سے چلی تھی جب یہی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا شام سے مدینہ واپس آتی تو وہ پہلے والی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ تھی، جو زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا شام سے واپس آئی وہ رشد یافتہ اور خالص ترین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی، جو حالات اسیر ہونے کے دوران پیش آئے یا جب میدان کربلا میں آپ کے بھائی ابھی زندہ تھے اور جناب زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کوئی ذمہ داری نہیں تھی تو اس زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں بھی فرق تھا۔

Marfat.com

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لہجے میں زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطبہ

ان کو (اسیروں کو) روانہ کر دیا گیا اور اس حالت میں لے چلے کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا غالباً نویں محرم سے بالکل نہیں سوئی تھیں، سب سے پہلے سر لے جائے گئے، نجانے کتنا دن چڑھ آیا تھا (سورج نکلنے کے قریب قریب دو تین ساعتیں گزر چکی تھیں) جب قیدی کوفہ میں داخل ہوئے، حکم دیا گیا کہ سروں کو ان کے استقبال کے لئے لے جائیں تا کہ ان کے ساتھ آئیں، اس وقت ایسی عجیب حالت تھی کہ بیان نہیں کی جا سکتی، کوفہ کے دروازے پر (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی یہاں ظاہر ہوتی ہے) یہ با شخصیت خاتون ایسا خطبہ دیتی ہے کہ راویوں نے لکھا ہے کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتہائی مناسب موقع پر ایک اشارہ کیا وقد اومات، تاریخ کی عبارت یہ ہے: وقد اومات الی الناس ان اسکتو افارتدت الانفاس وسکنت الاجراس، یعنی

جس شور وغل کے باعث آواز سنی نہیں جا سکتی تھی یکدم خاموشی چھا گئی کہ جیسے سینوں میں سانسیں رک گئیں ہوں سواریاں رک گئیں (جب لوگ کھڑے ہو گئے تو سواریاں بھی رک گئیں) سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تقریر کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس سال پہلے کوفہ میں خلیفہ تھے اور آپ نے اپنی خلافت کے تقریباً پانچ سال تک کافی تقریریں کی تھیں، لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فن خطابت ضرب المثل تھا، راوی کہتا ہے ایسا معلوم ہوا جیسے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لہجے میں بول رہی ہوں۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہو گئے ہوں اور ان کے الفاظ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان سے ادا ہو رہے ہوں، جیسے ہی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تقریر کی جو کہ زیادہ طوالانی نہیں تھی (دس بارہ سطروں سے زیادہ نہیں تھی) ختم ہوئی تو راوی کہتا ہے کہ میں نے

Marfat.com

لوگوں کو دیکھا کہ سب کے سب دانتوں تلے انگلیاں دبائے ہوئے تھے،عورت کی جو شکل اسلام چاہتا ہے وہ یہ ہے' حیا' عفت پاکیزگی اور تقدس میں ڈوبی ہوئی ایک شخصیت اس دلیل کی بنیاد پر کربلا کی تاریخ نہ مونث ہے نہ مذکر بلکہ اس کے بنانے میں مرد کا کردار بھی موثر ہے اور عورت کا بھی لیکن اپنے دائرے کے اندر رہتے ہوئے یہ تاریخ دونوں کے ہاتھوں سے بنی ہے۔

کوفہ کے لوگ یہ جانتے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر ہیں' گویا یہ ان کا اعتراف بھی تھا' لیکن حق کے دفاع میں ان سے کوتاہی ہوگئی' ثابت قدم نہ رہ سکے،استقامت نہ دکھا سکے' حقیقت میں حق کی حمایت نہ کرنا ان کی عملی جہالت ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے معروف خطبہ میں کوفیوں کی اس کوتاہی اور حق کی حمایت نہ کرنے پر سرزنش کی ہے۔

اے کوفیو!اے دھوکے بازو!اور بے وفاؤ!اب کیوں رو رہے ہو؟پس تمہارے یہ آنسو خشک نہ ہونے پائیں اور تمہاری یہ نالہ وفریاد ختم نہ ہو' تمہاری مثال اس خاتون کی طرح ہے جو کپاس سے دھاگہ بناتی تھی اور اسے پھر کپاس کی صورت میں لے آئی جسے اس نے بنایا ہوتا تھا پھر کھول دیتی تھی۔

خطبے کے مختلف پہلو

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطبہ مختلف پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

ملامت وسرزنش کرنا

آپ نے اہل کوفہ کو ان کی بے حسی پر ملامت وسرزنش کی۔

جُرم سے آگاہ کرنا

آپ نے اہل کوفہ کو ان کے جرم سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔پس روتے

Marfat.com

رہو۔کیونکہ تم اسی قابل ہو۔تم ذلت کی تاریکیوں میں گم ہو چکے ہو یہ بدنامی کا داغ تمہارے دامن پر ہمیشہ رہے گا اور تم اس داغ کو کبھی بھی نہیں دھوسکو گے اور اس دھبے کو دھو بھی کیسے سکتے ہو کہ تم نے نوجوانان جنت کے سردار اور فرزند رسول اللہ ﷺ کو قتل کیا ہے جو جنگ میں تمہارے لیے پناہ گاہ اور صلح کے زمانے میں تمہارے آرام وسکون کا باعث تھا جو تمہارے زخموں کا طبیب تھا جو مشکلات کے وقت تمہاری پناہ گاہ تھا جو تمہارے لیے محبت بیان کرنے والا تھا اور تمہارے لیے منارہ نور تھا اسے تم نے ڈھادیا۔

ضمیر کو جھنجھوڑنا

ان کے ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے ان کو بتایا کہ تم نے اہل بیت کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا کہا' وائے ہو تم لوگوں پر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے جگر گوشہ کا خون کیا ہے؟ اور کون سا عہد توڑ دیا ہے؟ ان کی بیٹیوں کو بے پردہ کر کے کس کی بے حرمتی کی ہے؟ اور کس کس کا خون بہایا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ تم نے بہت برا کام کیا ہے نزدیک ہے کہ اس سے آسمان پھٹ پڑے۔

اللہ تعالیٰ کے انتقام سے ڈرانا

اس مہلت سے تمہیں مغرور نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ کسی کام میں عجلت کرنے سے منزہ ہے بے گناہ خون کو پامال کرنے سے ڈرو، انتقام والی ذات اس کی ہے اور وہ ہم سب کو دیکھ رہا ہے۔

دشمنوں کے نرغے میں جرات کا مظاہرہ

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دشمن کے نرغے میں جرات ودلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے ضمیروں کو جھنجھوڑا اور بلا خوف وخطر اور ببانگ دہل اپنی

Marfat.com

بات کی ہر مرحلے کو بالآخر ایک فلسفے کے لیے پریشانی اور حمایت کی ضرورت پیش آتی ہے۔تبلیغاتی جنگ وہاں شروع ہوتی ہے جہاں فلسفے آپس میں ٹکراتے ہیں۔پیغمبر کی اہل بیت کی موجودگی کے آثار میں سے ایک اثر یہ تھا کہ وہ دشمن پر حاوی تھے کہیں پر ایسا نہیں ہوا کہ دشمنوں کو غلبہ حاصل ہوا ہے۔

دوسرا کام یہ کیا کہ انہوں نے خود دشمن کے وسیلے سے استفادہ کیا جبکہ اس سے پہلے لوگوں میں اتنی جرات نہیں تھی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دشمن کے سٹیج سے فائدہ اٹھایا دشمن کے سٹیج سے فائدہ اٹھانا اصل میں جنگ کو دشمن کے گھر تک کھینچ لانا ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابن زیاد کے دربار میں لایا گیا' ایسی باعظمت خاتون تھیں چند لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا ہے' وحفت بھا مائوھا' یعنی کنیزوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا' کنیز سے یہاں اصطلاحی معنی مراد نہیں بلکہ جو اصحاب اس معرکہ میں شریک ہوئے ان کے خاندان کی جتنی خواتین ہمراہ تھیں سب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیادت اور بزرگواری کی قائل تھیں۔وہ خود کو سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز جانتی تھیں' انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گھیرے میں لیا ہوا تھا' اس طرح سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا درمیان میں تھیں کہ ابن زیاد کے دربار میں داخل ہوئیں لیکن سلام نہیں کیا اور نہ کوئی توجہ کی۔ابن زیاد نے جب یہ محسوس کیا کہ جناب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اب بھی مقابلے پر ہیں سخت ناراض ہوا' سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سلام نہ کرنے کا مطلب یہ تھا کہ ہمارا ارادہ اب بھی زندہ ہے' اب بھی ہم تمہیں کچھ نہیں جانتے۔ابھی تک روح حسینی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں موجود ہے جو یہ کہہ رہی ہے ذلت ہم سے دور ہے۔

Marfat.com

اے ابن زیاد! تم فاسق و فاجر ہو

ان زیاد اس بے اعتنائی سے سخت غصے میں آ گیا وہ یہ جانتا تھا کہ یہ خاتون کون ہے؟ اسے تمام معلومات مل چکیں تھیں۔ جب اسے پتہ چلا کہ یہ خاتون سب سے زیادہ محترم ہے اور اسی خاص احترام کی وجہ سے خواتین نے اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے، بہر حال کہنے لگا:

(دو طرح سے ذکر ہوا ہے) یہ متکبر اور پرنخوت خاتون کون ہے؟ یا یہ ناشناس خاتون کون ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا دوبارہ سوال کیا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ ان میں سے کوئی جواب دے اس لیے دوسری اور تیسری بار سوال کیا۔

آخر کار ایک خاتون نے جواب دیا: ھذہ زینب بنت علی بن ابی طالب' یہ زینب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہے۔ یہ پست فطرت لعین جس میں شرافت نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ (جو اتنی مصیبتیں جھیل چکی ہو تو اس صورتحال میں ایک شرافت مند انسان کو اس کی شرافت اجازت نہیں دیتی کہ دوسروں کے زخموں پر نمک پاشی کرے دوسری جانب ایک خاتون ہے کوئی بھی جنگی قانون اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ خواتین پر اعتراض کرے یا نہیں زبان سے تکلیف پہنچائے انہیں اسیر کرے بلکہ احترام کیا جاتا ہے)

وہ کہنے لگا: میں شکر خدا کرتا ہوں کہ جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہارے اس جھوٹے عمل کو آشکار کیا' حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑی جرات اور شہامت سے جواب دیا: ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ جس نے افتخار شہادت سے نوازا' خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ یہ تاج افتخار میرے بھائی کے سر پر رکھا' خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں خاندان نبوت وطہارت سے قرار دیا۔

پھر آخر یہ کہا: رسوائی تو فاسق کی قسمت ہوتی ہے' ہم فاسق و فاجر نہیں' ہمارا غیر

Marfat.com

ہے یعنی تم رسوا ہو تم ہی جھوٹے ہو۔

ابن زیاد کی جھنجلاہٹ

ابن زیاد اپنے دربار میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں مخاطب ہوا:

الحمد اللہ الذی قتلکم وفضحکم واکذب احدوثتکم اور از جملہ اکذت احدوثتکم' اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ حکومت جس کے ہاتھ میں ہے وہی حق پر ہے اور تم حق پر نہیں تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمہیں مغلوب کیا' یہ منطق ایسے لوگوں کی ہے کہ جو اپنی موجودہ حالت کو بہترین حالت قرار دیکر بطور دلیل اور تائید خدا سمجھتے ہیں کہ اگر وہ برا ہوتا تو خدا اسے ختم کر دیتا کیونکہ وہ ہے اس لیے ہی دوست ہے یا اسے ہی ہونا چاہیے جس طرح جہالت کے ایام میں لوگ کہتے تھے: انطعم من لویشاء اللہ اطعمہ' کیا اسے کھانا کھلائیں کہ اگر خدا چاہتا تو خود اسے دے دیتا۔ یا پھر یہ آیت: توتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء' جس کو وہ چاہے حکومت دے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے وہ چاہے ذلیل ورسوا کرے' کی اسی طرح تعبیر وتفسیر کرتے ہیں یہ ایک بڑا مغالطہ ہے' لیکن سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: تعریف اس خدا کی جس نے ہمیں اپنے پیغمبر محمد ﷺ کے ذریعے عزت بخشی اور ہر قسم کی نجاست وپلیدی سے پاکیزہ رکھا' سوائے فاسق کے اور کوئی رسوا نہیں' فاجر جھوٹ بولتا ہے اور الحمد للہ وہ ہم نہیں ہیں۔ ہمارا غیر ہے' ابن زیاد نے کہا: تم نے دیکھا تمہارے بھائی کے ساتھ اللہ نے کیا کیا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے شہادت مقرر کر رکھی تھی اور ان کو جمع کرے گا' پس خود سوچ کہ کون کامیاب ہے؟ تمہاری ماں تمہارے غم میں بیٹھے اے مرجانہ کے بیٹے۔۔۔ پس ابن زیاد کو آگ لگ گئی اور غصے میں آ گیا۔

ایک شخص جو خوارج میں سے تھا اور مولا امیر المومنین کا دشمن تھا اور ان کے

Marfat.com

ساتھ بھی نہیں تھا' ابن زیاد کے دربار میں موجود تھا' جب ابن زیاد نے غصے میں آگ بگولہ ہوکر یہ کہا کہ جلاد کو بلاؤ تو اس شخص میں عربی غیرت جاگ اُٹھی' یہ کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا: اے امیر! تجھے کچھ ہوش ہے کہ تو ایک ایسی خاتون سے مخاطب ہے جس نے کتنی مصیبتیں جھیلی ہیں اور کتنے صدمے اٹھائے ہیں' اس خاتون سے مخاطب ہے جس کے بھائی مارے گئے ہیں جو اپنے عزیزوں اور پیاروں کو کھو بیٹھی ہے۔ پھر جب ابن زیاد کے سامنے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کیا گیا وہ فرعون کی طرح چیخا: من انت (جبر پسندی کی منطق دیکھئے) تو کون ہے؟ آپ نے جواب دیا: انا علی بن الحسین میں علی بن حسین ہوں' کیا خدا نے علی بن الحسین کو کربلا میں نہیں مارا؟ (اب پھر ہر بات خدا پر ڈالی جارہی ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ لوگ حق پر ہیں) آپ نے فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ ہر ایک کی روح قبض کرنا خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن اس کو لوگوں نے مار ڈالا۔ وہ پھر بولا: علی وعلی کا کیا مطلب ہے؟ کیا تمہارے باپ نے اپنے سب لڑکوں کا نام علی ہی رکھا تھا؟ تمہارا نام بھی علی رکھا' کوئی دوسرا نام نہیں تھا جو رکھتے؟ آپ نے جواب دیا: میرے بابا کو اپنے والد سے بہت محبت تھی۔ انہیں یہ اچھا لگا کہ اپنے بیٹوں کا نام اپنے بابا کے نام پر رکھیں یعنی یہ تم ہی ہو جو اپنے باپ زیاد کے نام سے شرماتے ہو۔

سیدہ زینبؓ کی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت

ابن زیاد یہ خیال کرتا تھا کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل نہیں بولیں گے' اس کے خیال کے مطابق کسی قیدی کو کچھ نہیں بولنا چاہیے' جس وقت وہ آ سے کہتا ہے کہ یہ خدا کا کام تھا تو اس کے نزدیک آپ کو کہنا چاہیے تھا کہ ہاں! خدا کا کام تھا' یہی مقدر ہو چکا تھا' یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ ایسا نہ ہو وغیرہ وغیرہ لیکن جب اس نے دیکھا کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قیدی اس طرح باتیں کرتا ہے تو

Marfat.com

کہنے لگا: تم میں اب بھی جواب دینے کی ہمت باقی ہے؟ تم اب بھی سانس لیتے ہو؟ تم اب بھی میرے مقابلے میں گفتگو کرتے ہو؟ اس نے جلاد کو گردن زدنی کا حکم دیا' لکھا ہے کہ جب اس نے جلاد کو گردزدنی کا حکم دیا تو اسی وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی جگہ پر کھڑی ہوگئیں اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لپٹا کر بولیں! خدا کی قسم تم اس کو اس وقت نہیں مار سکتے جب تک زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں مار دیتے لکھا ہے کہ ابن زیاد کچھ دیر تک دونوں کو دیکھتا رہا اور پھر کہنے لگا، خدا کی قسم یہ دیکھتا ہوں کہ اگر میں اس وقت اس جوان کو مارنا چاہوں تو پہلے مجھے اس خاتون کو مارنا پڑے گا چنانچہ اس کام سے باز آگیا۔

اہل بیت کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے جبر پسندی کی اس منطق کے خلاف کہ دنیا میں جبر ہے اور جبر ہی انصاف ہے جہاد کیا یعنی اس دنیا میں انسان کا ایسا کوئی فریضہ نہیں کہ وہ تبدیلی یا انقلاب لائے، جو کچھ ہے وہی ہے جو ہونا چاہیے اور جو نہیں ہے وہی ہے جو نہیں ہونا چاہیے اور یوں انسان کا کوئی کردار نہیں ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے یزید کی خاموشی

کہتے ہیں کہ شام میں قیدی صفر کی دوسری تاریخ کو پہنچے ہیں۔ اس حساب سے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قید کو بائیس دن گزر چکے ہیں۔ انہوں نے بائیس دن کی مسلسل تکلیف اٹھائی۔ اس حالت میں ان کو یزید کے دربار میں لے جاتے ہیں۔ یزید کا کاخ اخضر یعنی سبز محل جو شام میں تھا اتنا شان دار تھا کہ ہر شخص اس دربار اور اس کے ٹھاٹ باٹھ، رعب و دبدبے کو دیکھ کر مبہوت ہو جاتا تھا۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ لوگ سات بڑے بڑے ہال کمروں سے گزر کر اس آخری ہال کمرے تک پہنچے تھے۔ جہاں پر یزید ایک سجے ہوئے اور جڑواں تخت پر بیٹھا تھا اور تمام امراء و روٗسا اور غیر ملکیوں کے بڑے بڑے ایلچی بھی سونے یا چاندی کی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان

Marfat.com

قیدیوں کو ایسے حالات اور ماحول میں وہاں لے جایا جاتا ہے،قیدی اور دکھوں کی ماری سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح میں اس وقت ایسا طوفان اٹھا تھا کہ انہوں نے لوگوں میں ایسا ہیجان پیدا کر دیا کہ یزید جو فصاحت و بلاغت میں مشہور تھا اس کی سٹی گم ہوئی اور زیرلب ابن زبعری کے اشعار گنگناتا رہا اور اس موقع پر جو اسے نصیب ہوا اس پر فخر کر رہا تھا سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آواز بلند ہوتی ہے۔

اے یزید کیا تو سمجھتا ہے کہ تو نے زمین کی وسعتیں اور آسمان کی چاروں سمتیں ہم پر تنگ کر دی ہیں اور یہ تیرے لیے خدا کی طرف سے ایک عطیہ اور ہمارے لیے ذلت وخواری ہے۔

بحار الانوار جلد 45 'صفحہ 133 'مقتل الحسین مقرم صفحہ 462 'اللہوف صفحہ 76۔

اے یزید! تم غرور وتکبر میں مست ہو چکے ہو تو سوچتا ہے کہ آج تو نے ہمیں قید کر لیا ہے اور تو نے ہم پر زمین کی تمام وسعتیں تنگ کر دی ہیں۔ہم تیرے نوکروں کے قبضے میں ہیں گویا تیرے لیے اللہ کی طرف سے ایک نعمت اور بخشش ہے؟ اللہ کی قسم! تو اس وقت میری نظر میں انتہائی چھوٹا' حقیر اور پست ہے میرے نزدیک تم کسی شخصیت کے مالک نہیں ہو۔آپ لوگ دیکھ لیجئے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ایمانی اور روحانی شخصیت کے علاوہ اپنی ہر چیز لٹا دی' اس وقت آپ یہ امید نہ رکھیں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت مانند کوئی اور شخصیت ایسا تحرک اور جوش پیدا کر دے گی اور شام میں زلزلہ برپا کر دے گی؟ جس طرح ایک انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

یزید مجبور ہو گیا کہ وہ اس ملک شام میں اپنا رویہ بدل ڈالے اور قیدیوں کو عزت واحترام کے ساتھ مدینہ بھیج دے' پھر اس عمل اور سانحے سے لاتعلقی کا اظہار کرے اور کہے کہ خدا ابن زیاد پر لعنت کرے' میں نے یہ حکم نہیں دیا تھا' اس نے خود یہ حرکت کی

Marfat.com

ہے یہ حرکت کس نے کی؟ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کام اپنے آخری جملوں میں اس طرح بیان فرمایا سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس شخص کو اپنا مخاطب قرار دیتے ہوئے فرمایا: جسے لوگ ہزار قسم کے خوف اور دہشت کے ساتھ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اے یزید! تجھ سے کہتی ہوں کہ تو جو چال چلنا چاہے چل اور کرنا چاہتا ہے کر لیکن یہ یقین رکھ کر اگر تو یہ چاہتا ہے کہ ہمارا نام دنیا سے مٹا دے تو ہمارا نام مٹنے والا نہیں جو مٹنے والا اور فنا ہونے والا ہے وہ تو ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس دربار میں ایسا خطبہ دیا کہ یزید خاموش ہو گیا اور اس لعین اور شقی القلب کا سارا وجود غصے سے بھر گیا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان بند کرانے اور انہیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے تا کہ وہ بے چین ہو جائیں نہایت بزدلی سے کام لیا اور اپنی بید کی چھڑی سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دندان مبارک اور ہونٹوں پر ضربیں لگانا شروع کر دیں۔

یزید پر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رعب و دبدبہ

یزید غرور و تکبر میں ڈوبا ہوا تھا' اس ظاہری فتح نے اسے مست کر رکھا تھا اور تدریجاً یہ خیال اس کے ذہن میں پیدا ہو چکا تھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ظاہری شکست اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: تو ہمیں جس حالت میں دیکھ رہے ہو اس نے تمہیں غرور و تکبر میں مبتلا کر دیا ہے اور یہ خیال کرنے لگے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے خاص لطف و مہربانی ہوئی ہے اور اللہ کی طرف سے ہمیں ذلت و خواری ملی ہے؟ مگر تم قرآن کی یہ آیت فراموش کر چکے ہو اے یزید! الا یحسبن الذین کفرو انما نملی لھم خیر لا نفسھم انما نملی لھم لیز دادو اثماً

کفار یہ خیال نہ کریں کہ اگر ہم نے انہیں مہلت دیدی ہے تو یہ ان کے لیے

Marfat.com

خیر ونعمت ہے' یہ ایسی ذلت ومصیبت ہے جو نعمت میں پوشیدہ ہے۔ایسی نعمتیں ان لوگوں کے لیے ہیں جو یہ حق نہیں رکھتے کہ ان کو گناہوں کی زیادتی کے باعث روکا جائے بلکہ انہیں مہلت دی جاتی ہے کہ وہ جتنے گناہ کر سکتے ہیں کر لیں تاکہ انہیں عذاب زیادہ ملے اور تمہارا تعلق اس گروہ سے ہے: ولهم عذاب مهين' اور ان کے لیے ایسا عذاب ہے کہ جو انہیں سخت ذلیل ورسوا کرے گا' ایسا عذاب جو ذلیل وخوار کرنے والا ہوگا۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت کا عروج

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ عظمت جو انہوں نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش سے پائی اور وہ تربیت جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے حاصل کی تھی۔کربلا سے پہلی والی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعد والی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں فرق تھا یعنی کربلا کے بعد والی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت بہت بلند ہو چکی تھی۔

☆......☆......☆

Marfat.com

ماخذ کتب

1	بخاری شریف	ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
2	ترمذی شریف	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
3	طبرانی کبیر	ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ
4	بیہقی	ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
5	مشکوٰۃ شریف	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
6	تاریخ طبری	علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ
7	تاریخ الکامل	علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ
8	تاریخ ابن خلدون	علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ
9	شواہد النبوۃ	مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

10	البدایہ والنہایہ	علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
11	اسد الغابہ	علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ
12	تہذیب التہذیب	علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
13	طبقات ابن سعد	علامہ محمد بن سعد کاتب الواقدی رحمۃ اللہ علیہ
14	الاستیعاب	حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ
15	الاصابہ	علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
16	تاریخ یعقوبی	علامہ ابن واضع یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ
17	تاریخ اسلام	مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی
18	انارۃ البصائر	افضل علی
19	امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	اُستاد شہید مرتضیٰ مطہری
20	مصطفےٰ جانِ رحمت	محمد عیسیٰ قادر رضوی
21	کربلا کا مسافر	علامہ مشتاق احمد نظامی
22	جگر گوشہ بتول	علامہ عبدالحمید دہلوی
23	کاروانِ زینب	ڈاکٹر نذیر احمد
24	سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ	محمد الیاس عادل

Marfat.com

25	سیرت حضرت علی المرتضیٰؓ	محمد الیاس عادل
26	شہنشاہِ کربلا	ارسلان احمد
27	شانِ کربلا	محمد الیاس عادل

اس کے علاوہ درج ذیل کتب سے بھی استفادہ کیا گیا۔

تاریخ دمشق۔مراج البحرین۔مقتل نور الائمہ۔شرح نہج البلاغہ۔نورالیمن۔ حیات امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سعادت الکونین۔نور الابصار۔صواعق محرقہ۔سر الشہادتین۔الاعلام زرکلی۔سیر اعلام النبلاء

☆......☆......☆

Marfat.com

لاشیں برہنہ ان کے پیراہن اور ان کے رخسار خاک وخون میں آلودہ پڑے ہیں۔سورج کی گرمی ان کو پگھلا رہی ہے ہوا ان پر خاک ڈال رہی ہے ایک سنسان بیابان میں عقاب وگدھیں ان پر اتر رہی ہیں یہ سن کر یزید پچھتاوا کرتے ہوئے آبدیدہ ہوگیا اور منافقانہ طور پر کہا کہ تمہاری اطاعت سے اس وقت خوش ہوتا جبکہ تم نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل نہ کیا ہوتا۔خدا ابن سمیہ (ابن زیاد) پر لعنت کرے واللہ! اگر میں ہوتا تو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاف کردیتا اللہ تعالیٰ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم کرے یزید نے زحر بن قیس کو یہ خبر سنانے پر کوئی انعام نہ دیا۔

(تاریخ طبری جلد 6 ص 464۔ابن اثیر جلد 4 ص 34۔البدایہ والنہایہ جلد 8)

مورخین لکھتے ہیں کہ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک یزید کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ خوش ہوا اور ابن زیاد کی بڑی قدر کی پھر اس کے سامنے اہل بیت کے قیدیوں کو لایا گیا ان قیدیوں میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادیاں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں اپنے والد ماجد کا سر اقدس دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ رو پڑیں۔یزید نے منافقت سے کام لیتے ہوئے سر اقدس کو وہاں سے ہٹا دیا پھر ان سے مخاطب ہوکر بولا،

''یہ جو کچھ بھی ہوا میرے علم میں لائے بغیر ہوا اگر میں اس موقع پر موجود ہوتا تو ضرور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو معاف کردیتا اور درگزر سے کام لیتا۔''

یہ بات سن کر یزید نے عبیداللہ بن زیاد کو گالیاں دینا شروع کردیں اور کہا کہ میں نے کب یہ حکم دیا تھا کہ حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کردیا جائے۔پھر یزید نے شمر ذی الجوشن اور وہاں پر موجود اہل عراق سے کہا کہ میں تو تم لوگوں کی اطاعت وتابعداری سے ویسے ہی خوش تھا تم نے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کیوں

Marfat.com